سیرت صحابیاتؓ: 2/2

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت میں

صحابیاتؓ کا کردار

ڈاکٹر نصیر خان

دعوتِ دین کا کام کرنے والی خواتین کے لیے راہ نما کتاب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں

صحابیاتؓ کا کردار

ڈاکٹر نصیر خان

اسلامک پبلی کیشنز

نام کتاب : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں صحابیات ؓ کا کردار

مصنف : سکواڈرن لیڈر ڈاکٹر نصیر خان

ایم اے، بی ایڈ، الشہادۃ العالمیۃ، پی ایچ ڈی (اسلامیات)

سابق ڈپٹی ڈائریکٹر دینی اُمور، ائیر ہیڈکوارٹرز پشاور

رابطہ: 03219893411
naseerkhandr@gmail.com

اشاعت : اگست ۲۰۲۵

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
منصورہ ملتان روڈ، لاہور پاکستان

فون : 042-35252501-2

وٹس ایپ : 0321-4942120

موبائل : 0322-4673731

ویب سائیٹ : www.islamicpublications.pk

ای میل : islamicpak@gmail.com

مطبع : اے این اے پریس، لاہور

....

اِنتساب

اُن باہمت خواتینِ اسلام کے نام جو اِس مادی دور میں بھی صحابیاتؓ کے سے جذبے کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طریقۂ زندگی پر چلنے اور آپ کے لائے ہوئے دین کو قائم کرنے اور پھیلانے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم، عمل، عزم، صبر و اِستقامت، حوصلے اور سعی و جہد میں اِضافہ فرمائے، اُن کی خدمات کو قبول فرمائے اور اُن کو دنیا اور آخرت میں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین



قرآنی دعا

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر ۵۹:۱۰)

”اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔“

اِختصارات

جن کتابوں کے لیے رُموز و اِختصارات کا استعمال کیا گیا ہے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) إتحاف الورىٰ	إتحاف الورىٰ بأخبار أمر القرىٰ
(۲) الاستيعاب	الاستيعاب فی أسماء الأصحاب
(۳) ابن إسحاق	المبداء والمبعث والمغازی
(۴) الإصابة	الإصابة فی تمييز الصحابة
(۵) الأعلام	قاموس تراجم لأشهر الرجال والنساء من العرب والمستغربين والمستشرقين
(۶) تاریخ إسلام	تاريخ الإسلام و وفيات المشاهير والأعلام
(۷) تاریخ طَبَری	تاريخ الأمم والملوك
(۸) تاریخ دِمَشق	تاريخ مدينة دِمَشق
(۹) تفسیر طَبَری	جامع البيان عن تاويل أی القرآن
(۱۰) تفسیر قُرطُبی	الجامع لأحكام القرآن
(۱۱) حِلية الأَلياء	حِلية الأولياء و طبقات الأصفياء
(۱۲) الخصائص الكبرىٰ	كفاية الطالب اللبيب فی خصائص الحبيب
(۱۳) ابن خَلِكان	وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان

(۱۴)الدُّرَر	الدرر فی اختصار المغازی والسیر
(۱۵)دُرِّمَنثور	درمنثور فی طبقات ربات الخدور
(۱۶)زاد المَعاد	زاد المعاد فی ھدی خیر العباد
(۱۷)زُرقانی	شرح العلامة الزرقانی علی المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیه
(۱۸)ابن سعد	الطبقات الکبریٰ
(۱۹)السیرة الحلَبیة	إنسان العیون فی سیرة الأمین والمامون
(۲۰)صحیح البخاری	الجامع المسند الصحیح المختصر من أُمور رسول الله ﷺ وسننه و أیامه
(۲۱)العِبَر	العبر فی خبر من عبر
(۲۲)الکاشف	الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة
(۲۳)الشِفاء	کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ
(۲۴) عُیون الأثر	عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر
(۲۵)وفاء الوفاء	وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ
(۲۶)الوفاء	الوفاء بأحوال المصطفیٰ
(۲۷)المُستدرَك	المستدرك علی الصحیحین
(۲۸)المنتظَم	المنتظم فی تاریخ الأمم والملوك
(۲۹)ابن ھِشام	السیرة النبویة

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِینَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ أَصْحَابِہٖ أَجْمَعِینَ۔ آمین۔

خواتین دنیا کی آبادی کی نصف یا اس سے بھی کچھ زیادہ افراد پر مشتمل ہیں۔ نیکی یا بدی کی کوئی بھی تحریک اُن کی بالواسطہ یا بلاواسطہ مدد کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتی۔ معاشرتی اِصلاح یا بگاڑ دونوں میں اُن کا کردار بہت اہم ہے۔ خوش حال خاندانی زندگی ہو یا پرسکون اسلامی معاشرہ، دونوں میں خواتین کے کردار کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ یہ اُصول ماضی کی طرح حال اور مستقبل پر لاگو ہے۔

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس لیے خواتین کے اس فطری کردار کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ اُن کے حقوق وفرائض کے بارے میں تفصیل سے راہ نمائی بھی کرتا ہے۔ قران کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین اور آپ کا عملی اُسوہ اس پر گواہ ہیں۔

تاریخ وسِیر کے مطالعے سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہل بیت سمیت آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ نے دعوت کے تمام مراحل میں اور ہر میدان میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔ صحابیاتؓ کی یہ ہمہ جہتی خدمات کسی طرح بھی صحابہ کرامؓ کی خدمات سے کم نہیں ہیں۔ اسی لیے خواتین کی تعلیم وتربیت اور موٹیویشن کے لیے صحابیاتؓ کے کارہائے نمایاں کو خاص طور پر اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ زیرِنظر کتاب ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت میں صحابیاتؓ کا کردار'' اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک

کوشش ہے۔

یہ کتاب دراصل راقم کی پی ایچ ڈی کے مقالے کا ایک حصہ ہے۔ کتاب کے پہلے تین ابواب میں مہاجرات ؓ، انصاریات ؓ اور دیگر متفرق صحابیات ؓ کی حیات وخدمات کا مفصل تذکرہ ہے۔ جبکہ چوتھے باب میں صحابیات کی خصوصی خدمات مثلاً ہجرت، روایتِ حدیث، فتویٰ، خدمتِ رسول، غزوات میں اُن کی شرکت کا تذکرہ فہارس کی شکل میں مختصراً کیا گیا ہے۔ مقالے کا پہلا حصہ اسلامک پبلی کیشنز لاہور کے زیر اہتمام ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں اُمہات المومنین ؓ اور بناتِ طاہرات ؓ کا کردار'' کے نام سے پہلے ہی چھپ چکا ہے۔

زیرنظر کتاب ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں صحابیات ؓ کا کردار'' مقالے کا دوسرا حصہ ہے۔ یہ بات اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ صحابیات کی ہمہ جہتی خدمات کے حوالے سے مصنف کی یہ دو کتابیں اُردو زبان میں باقی کتب کی نسبت مفصل، مفید تر اور مستند ذخیرہ ہے۔ مقالے کا تیسرا حصہ ''خواتین، اسلامی اور غیر اسلامی تہذیبوں میں'' کو بھی اِن شاء اللہ عنقریب شائع کیا جائے گا۔

الحمدللہ! دونوں کتابوں میں تحقیقی معیار کے ساتھ ساتھ اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ یہ خواتین کی اِصلاح وتربیت کے حوالے سے راہ نمائی کا کام کرسکیں۔ اِن میں صحابیات کی ہمہ جہتی خدمات کو مستند ماخذ سے لیا گیا ہے۔ عملی راہ نمائی کے لیے واقعات کو آسان زبان میں عملی زندگی پر منطبق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس موضوع پر پہلے سے موجود کتب کی تفصیلی خصوصیات اور اپنی تحقیق کی ضرورت اور اِنفرادیت کا تذکرہ پہلی کتاب کے مقدمے میں کردیا گیا ہے۔ جس کا پڑھنا مفید ثابت ہوگا۔ ان شاءاللہ۔

اس تحقیقی کام میں درج ذیل خصوصیات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(ا) اُمہات المؤمنین کا تذکرہ اُن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاحوں کی ترتیب سے کیا

گیا ہے۔

(۲) اُن کے بنیادی تعارفی کوائف مختلف کتابوں سے تلاش کر کے شروع میں یکجا کر دیے گئے ہیں۔ تلاش کے باوجود کوائف کی جو تفصیلات نہیں مل سکیں، ان کے بارے میں دستیاب معلومات پر اکتفا کرنا پڑا۔

(۳) مواد کی تلاش اور انتخاب میں کتبِ حدیث کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ جو واقعہ حدیث کی کسی کتاب میں دستیاب ہوسکا ہے وہ تاریخ وسیر کی کتابوں سے نہیں لیا گیا ہے البتہ اگر ان میں کوئی اضافی بات ملی تو درج کر دی گئی ہے۔

(۴) حدیث اور سِیَر کی کتابوں سے بے شمار ایسے واقعات کو دریافت کیا گیا ہے جو سیرت صحابیات کے موضوع پر لکھی جانے والی مروجہ کتابوں میں نہیں ملتے۔

(۵) یہ مقالہ بنیادی طور پر خواتین کی اصلاح وتربیت کے لیے لکھا گیا ہے اس لیے تمام واقعات کو دعوتی اور اصلاحی نقطۂ نظر سے ترتیب دیا گیا ہے۔ دعوت کو وسیع تر تناظر میں دیکھا گیا ہے جس میں تبلیغ دین، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تنقید برائے اصلاح، اِشاعتِ علم، جہاد، راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر و استقامت، جانی اور مالی ایثار، داعیِ اعظم کی اطاعت، محبت اور وفاداری شامل ہیں۔

(۶) غیر ضروری تشریحات اور لمبے چوڑے تبصروں سے گریز کیا گیا ہے۔ ہر مفید واقعے کو ایک مناسب عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے جس سے اس کے مندرجات واضح ہوں۔ زندگی میں تحریک پیدا کرنے کے لیے مواد کو عمل سے جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مطالعہ کرنے والوں سے بھی گزارش ہے کہ اپنے عمل کو اپنے علم سے جوڑنے کی مسلسل کوشش جاری رکھیں کیونکہ علم نافع وہی ہے جس پر عمل کیا جائے۔

(۷) فقہی مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے کیونکہ وہ اس کتاب کے موضوع سے خارج ہیں۔ اس لیے اس کے مندرجات سے اختلافی فقہی مسائل کے لیے اِستدلال نہ

کیا جائے۔

(۸) زبان سادہ استعمال کی گئی ہے۔مشکل الفاظ،مشکل تراکیب،تشبیہ و اِستعارات اور مبالغے سے گریز کی کوشش کی گئی ہے۔عربی عبارات اور خاص خاص اُردو الفاظ پر بہتر تفہیم کی خاطر اِعراب لگا دیے گئے ہیں۔عربی عبارات کا ترجمہ رواں اُردو میں دیا گیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اس طرح کی کتابیں خواتین اور خاص طور پر سکول، کالج اور یونیورسٹی کی نوجوان بچیوں کے مطالعے میں لائی جائیں۔ان سے جہاں وہ اپنی اصلاح کے لیے راہ نمائی حاصل کرسکیں گی ،وہاں دعوتِ دین کے عملی میدان میں کام کرنے کے لیے عملی اسباق بھی لے سکیں گی۔اللہ تعالیٰ اس کاوش کو دنیا اور آخرت دونوں میں مقبولیت سے نوازے۔آمین

جن جن احباب نے اس تحقیق کے دوران میں تعاون فرمایا، میں اُن سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں، خاص طور پر والدین اور اساتذہ کرام جناب ڈاکٹر عبید احمد خان، جناب مولانا محمد صفی اللہ، جناب مولانا حافظ ضیاء اللہ شفیق اور عزیز دوست جناب مولانا عمر فاروق ،جن کی راہ نمائی ،مشوروں اور حوصلہ افزائی کے بغیر ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔ان کے علاوہ وہ بے شمار رشتہ دار اور دوست جن کے نام لکھنا یہاں ممکن نہیں ہے،جن کی دعائیں اور حوصلہ افزائی تمام مراحل میں شامل رہیں،اُن سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔آمین

ڈاکٹر نصیر خان

باب اول

مہاجراتؓ، حیات وخدمات اور داعیانہ کردار

بہترین عورتیں

✪ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ (صحیح مسلم: ۲۵۲۷)

اونٹ پر سواری کرنے والی عورتوں میں سب سے بہترین قریش کی عورتیں ہیں، بچپن میں اپنے بچے سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کا بہت زیادہ خیال رکھتی ہیں۔

✿ ...... ✿ ...... ✿

✪ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:

يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهِ

(صحیح البخاری: ۴۷۵۸)

اللہ تعالیٰ اولین مہاجرات پر رحم فرمائے، جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے سینوں پر ڈال لیں، تو انھوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اپنے اوپر اوڑھ لیا۔

✿ ...... ✿ ...... ✿

حضرت اَروٰی بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اروٰی بنت عبدالمطلب بن ہاشم

آپ کے تعارف کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

والدہ کا نام: فاطمہ بنت عمرو

شادی: پہلے عمیر بن وہب سے آپ کی شادی ہوئی اس کے بعد اُرطاۃ بن شُرَحبِیل بن ہاشم کی زوجیت میں آئیں۔

اولاد: طلیب بن عمیر، فاطمہ بنت اُرطاۃ

قبیلہ: آپ کا تعلق قریش کی ذیلی شاخ بنوہاشم سے تھا۔

قبولِ اسلام: آپ نے اپنے بیٹے طلیب بن عمیر کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور مدینے کی طرف ہجرت کی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت

صحابیات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبرانہ مشن کی تکمیل کے سلسلے میں بلاواسطہ (direct) اور بالواسطہ (indirect) ہر طرح کی مدد اور حمایت کے لیے کمربستہ رہتی تھیں اور اپنی اولاد کی بھی ایسی ہی تربیت کیا کرتی تھیں کیوں کہ معرکہ حق و باطل میں غیر جانب داری نہیں بلکہ حق کی مکمل طرف داری، مدد اور حمایت کا رویہ ہی درست مومنانہ رویہ ہے۔ لاتعلقی اور غیر جانب داری تو بالواسطہ باطل ہی کی مدد ہے۔ دعوت وتحریک سے وابستہ خواتین وحضرات کے لیے صحابیات کا یہ اُسوہ اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ دعوت کی توسیع اور

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۴

استحکام اس کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

جب حضرت طلیب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دارِ اَرقم میں جا کر اسلام قبول کیا اور گھر آ کر اپنی والدہ حضرت اروی رضی اللہ عنہا کو بتایا تو حضرت اروی رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

إِنَّ أَحَقَّ مَنْ وَازَرْتَ وَعَضَدْتَ ابْنُ خَالِكَ، وَاللهِ لَوْ كُنَّا نَقْدِرُ عَلَى مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ الرِّجَالُ لَتَبِعْنَاهُ وَذَبَبْنَا عَنْهُ [1]

بے شک تیری مدد اور حمایت کے سب سے زیادہ مستحق تیرے ماموں زاد ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر ہم میں مردوں جتنی قوت ہوتی تو ہم اُن کا اِتباع کر لیتیں اور اُن کی حفاظت کرتیں۔

اُس وقت اگرچہ وہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں لیکن مذکورہ ردِعمل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت، ہمدردی اور حقانیت اُن کے دل میں گھر کر چکی تھی۔

اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ اسلام لانے کے بعد آپ کا معمول یہ تھا:

كَانَتْ تَعْضُدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِسَانِهَا وَتَحُضُّ ابْنَهَا عَلَى نُصْرَتِهِ وَالْقِيَامِ بِأَمْرِهِ [2]

وہ زبان کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کیا کرتی تھیں اور اپنے بیٹے کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور آپ کے احکام کی بجا آوری کی ترغیب دیتی تھیں۔

ایک دفعہ ابوجہل اور کچھ دیگر مشرکین قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اذیت دی۔ جب حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو ابوجہل کے پاس آ کر اس کو خوب پیٹا۔ لوگوں نے حضرت طلیب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر باندھ لیا۔ ابولہب نے بیچ میں آ کر چھڑایا۔ اس کے بعد جب لوگوں نے حضرت اروی رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر شکایت کی کہ دیکھو، طلیب نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وجہ سے اپنی جان خطرے میں ڈالی ہے تو حضرت اروی رضی اللہ عنہا نے ان کے بظاہر دانش ورانہ مشورے کے مقابلے میں یہ ایمان افروز بات کہی:

---

[1] ابن هشام، ج۱، ص۳۶۶، حاشية نمبر۱؛ ابن سعد، ج۸، ص۲۶۴

[2] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۴؛ أسد الغابة، ج۷، ص۶؛ الاستيعاب، دار الفكر، ج۴، ص۲۲۵

خَيْرُ أَيَّامِهِ يَوْمَ يَذُبُّ عَنِ ابْنِ خَالِهِ وَقَدْ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللهِ [1]
طلیب کی زندگی کا سب سے اچھا دن وہ ہے جس میں وہ اپنے ماموں کے بیٹے کی حمایت کرتا ہے، بے شک وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں۔

ایک دفعہ عُقبہ بن اَبی مُعیط نے ایک ٹوکری لی اور اس میں کوڑا کرکٹ ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان کے دروازے پر پھینک دیا۔ حضرت طلیب رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ٹوکری اس سے لے کر اس کے سر پر دے ماری اور اس کو کانوں سے پکڑ لیا۔ عقبہ بھی اس سے لڑا، پھر اُن کو ماں کے پاس لے جا کر شکایت کی۔ بلاذری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ عقبہ نے کہا: ''کیا تم اپنے بیٹے کو نہیں دیکھتی، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے ڈھال بنا ہوا ہے؟'' حضرت اروی رضی اللہ عنہا نے (اپنے بیٹے کی حفاظت کی فکر کرنے کے بجائے یہ جرأت مندانہ) جواب دیا: ''اور طلیب سے زیادہ اس بات کا حق دار کون ہے؟ وہ اس کے ماموں کا بیٹا ہے، ہماری جانیں اور مال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہیں۔'' پھر یہ شعر کہا:

إِنَّ طُلَيْبًا نَصَرَ ابْنَ خَالِهِ
آسَاهُ فِي ذِي دَمِهِ وَمَالِهِ [2]

بے شک طلیب نے اپنے ماموں زاد کے ساتھ مدد اور ہمدردی کی، مال میں بھی اور جان میں بھی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اسما بنت ابی بکر الصدیق بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم

لقب: ذات النطاقین

پیدائش: ستائیس قبل ہجرت

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۴؛ زرقانی، ج۲، ص۴۹۲

[2] أنساب الأشراف، مطبوعة مصر، ج۱، ص۱۴۷

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو تیم سے آپ کا تعلق تھا۔

ماں کا نام: قُتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن اسعد بن نضر یا جابر بن مالک بن حسل

اولاد: عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر، منذر، عاصم، خدیجۃ الکبریٰ، اُم الحسن، عائشہ رضی اللہ عنہم

آپ حضرت صدیق اکبرؓ کی بیٹی، اُم المومنین حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن (باپ کی طرف سے) اور حضرت زبیرؓ بن عوام کی اہلیہ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت خدیجہؓ کے حقیقی بھانجے تھے۔ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تاریخ اسلام کی مشہور شخصیت ہیں۔ [1]

قبولِ اسلام

حضرت اسماؓ آغازِ اسلام کے نازک ترین دور میں جب صرف سترہ آدمی مسلمان ہوئے تھے، اسلام لائیں۔ اس طرح آپ کا شمار السابقون الاولون کے ممتاز ترین گروہ میں ہوتا ہے۔ [2]

ہجرت نبوی میں خدمت ونصرت/ذات النطاقین کا خطاب

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں مسلسل تیرہ برس تک مشرکین کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد بحکم خداوندی مدینے کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو اپنے مخلص ترین ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رفاقت کے لیے منتخب کیا۔ روانگی سے قبل حضرت صدیق اکبرؓ کی اطاعت شعار صاحبزادیوں، حضرت اسماؓ اور حضرت عائشہؓ نے مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے والد محترم کے لیے زادِ راہ تیار کیا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفیہ طور پر اور اچانک ہجرت کے لیے جارہے تھے اس لیے وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ حضرت اسماؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت کھانے کی تھیلی اور مشکیزے کا منہ باندھنے کے لیے

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۴

[2] الاستیعاب، دار الفکر، ج۴، ص۲۳۴

کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ باندھنے کے لیے سوائے اس کپڑے (نطاق) کے جس سے میں اپنی کمر باندھتی ہوں اور کوئی چیز نہیں ہے تو انھوں نے کہا کہ اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر دو، ایک ٹکڑے سے کھانے کی تھیلی کا منہ اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے میرا نام ذات النطاقین پڑ گیا۔ [۱]

حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اپنے نطاق کو پھاڑ کر کھانا بھجوایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ أَبْدَلَكِ اللّٰهُ بِنِطَاقِ هٰذَا نِطَاقَيْنِ فِي الْجَنَّةِ... [۲]

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بدلے میں جنت میں دو نطاق دے گا۔

ابن ہشامؒ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مکے سے نکل کر غارِ ثور [۳] میں قیام کیا تو حضرت اسماءؓ ان کے لیے شام کے وقت ضرورت بھر کھانا لے جایا کرتی تھیں۔ [۴]

خطرات سے بھرپور اس نازک دور میں دین حق کی اس طرح مدد کرنا بڑے پکے ایمان اور بڑی ہمت کی بات تھی۔

ذات النطاقین کا خطاب اگرچہ آپ کے لیے اعزاز کی بات تھی لیکن مخالفین اس کو طنز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ بات پہنچی کہ حجاج اُن کی

---

[۱] صحیح البخاری: ۵۳۸۸، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۲۹۷۹؛ مسند أحمد: ۲۶۳۸۸؛ ابن هشام، ج۱، ص۴۸۶

[۲] الاستیعاب، ج۴، ص۲۳۳؛ الإصابة، ج۷، ص۱۷۷

[۳] غارِ ثور مکہ مکرمہ کے جنوب میں تقریباً چار سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع جبلِ ثور میں ہے۔ یہ غار تقریباً 800 میٹر بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے مکہ سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ سیکیورٹی خدشات کی بنا پر تین دن غارِ ثور میں قیام فرمایا تھا۔

[۴] ابن هشام، ج۱، ص۴۸۵؛ البداية والنهاية، ج۲، ص۵۶۲

والدہ کو ذات النطاقین سے عار دلاتا ہے تو یہ اشعار پڑھے:

وَعَيَّرَهَا الوَاشُونَ أَنِّي أُحِبُّهَا
وَتِلْكَ شَكَاةٌ نَازِحٌ عَنْكِ عَارُهَا
فَإِنْ أَعْتَذِرْ مِنْهَا فَإِنِّي مُكَذِّبٌ
وَإِنْ تَعْتَذِرْ يَرْدُدْ عَلَيكَ اعْتِذَارُهَا[1]

اور چغل خوروں نے اس کو عار دلائی جب کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ ان کی یہ شکایت بھی جلد ہی تم سے دور ہو جائے گی۔ اگر میں ان سے معذرت کروں تو میں جھوٹا ہوں گا اور اگر وہ معذرت کریں تو اس کی معذرت تمھارے اوپر پڑے گی۔

راز کی حفاظت

ہجرت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ خفیہ طور پر مکے سے نکلے تھے کیونکہ قریشِ مکہ کی طرف سے سخت خطرہ تھا اور انھوں نے آپ کو شہید کرنے کی ایک متفقہ سازش بھی تیار کر لی تھی۔ اس لیے سلامتی کے نقطہ نظر سے آپ کی یہ حکمت عملی ضروری تھی۔ حضرت اسماؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار کی بیٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کثرت سے آپ کے گھر آنا جانا رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کی تربیت ایک خالص اسلامی ماحول میں ہوئی۔ آپؓ قدرتی طور پر ذہین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معتمد اور مفادِ اُمت سے آگاہ تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس تشریف لائے اور راز کی بات کرنی چاہی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ اِدھر سوائے میری دو با اعتماد بیٹیوں کے اور کوئی نہیں ہے، اس لیے آپ بے تکلف اپنا منصوبہ بیان کیجیے۔

حضرت اسماؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے اس اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی اور نازک سے نازک حالات میں بھی وفاداری کا ثبوت دیا۔

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۲۳۳۔۲۳۴؛ تاریخ دمشق، ج۱۷، ص۵۹

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اسماؓ صدیقؓ ہجرت کے لیے مکے سے نکل گئے اور قریش مکہ کو معلوم ہوا تو اس کے کچھ لوگ حضرت اسماؓ کے پاس آئی، جس میں ابوجہل بھی شامل تھا۔ یہ لوگ آپؓ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ دروازے پر آئیں تو انھوں نے پوچھا: أَيْنَ أَبُوكِ يَا بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ ؟ ''ابوبکر کی بیٹی! تمھارا باپ کدھر ہے؟''

آپؓ نے جواب دیا: لَا أَدْرِي وَاللهِ أَيْنَ أَبِي ؟ ''واللہ! مجھے پتہ نہیں کہ (اس وقت) میرا باپ کدھر ہے؟'' یہ جواب سن کر ابوجہل نے ہاتھ اٹھایا اور حضرت اسماؓ کے چہرے پر اس زور سے مارا کہ اُن کے کان سے بالی دور جا کر گری۔ [1]

حضرت اسماؓ کے لیے یہ پر تشدد ردعمل کوئی غیر متوقع بات نہیں تھی بلکہ وہ اس خطرے کو انگیز کر کے ہی اپنا فرض نباہ رہی تھیں۔ اِقامتِ دین کا کام تو دراصل ہے ہی اُن لوگوں کا جو خطرات دیکھ کر حوصلہ برقرار رکھ سکتے ہیں۔ رہیں کم ہمت اور بزدل، وہ تو صرف باتوں اور خوش گمانیوں سے ہی جنت کماتے رہتے ہیں۔

بوڑھے دادا کو مطمئن کرنا

حضرت اسماؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو اپنا سارا مال ساتھ لے گئے جو کہ پانچ یا چھے ہزار درہم تھا۔ اُن کے جانے کے بعد میرے دادا ابوقحافہ میرے پاس آئے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے آکر کہا کہ ''میرے خیال میں ابوبکر مال بھی ساتھ لے گیا اور تمھیں دوہری مصیبت میں چھوڑ دیا؟'' حضرت اسماؓ نے جواب میں کہا: ''ہرگز نہیں! بے شک انھوں نے ہمارے لیے بہت سا مال (خیر کثیر) چھوڑا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھیں اور گھر کے ایک کونے میں، جہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ مال رکھتے تھے، کچھ پتھر اکھٹے کر کے ان پر کپڑا ڈالا اور پھر دادا کا ہاتھ لے کر اس پر رکھ دیا۔ جب دادا نے ہاتھ سے اس کو ٹٹولا تو

---

[1] ابن هشام، ج۱، ص۴۸۷؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۱۰۴؛ البداية والنهاية، ج۲، ص۵۶۲

مطمئن ہو گئے اور کہا کہ جب اس نے اتنا سارا مال تمھارے لیے چھوڑا ہے تو بہت اچھا کیا ہے۔ حضرت اسما رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ مال بھی نہیں چھوڑا تھا لیکن میں نے یہ اس لیے کیا کہ بوڑھے دادا کو اس کی وجہ سے سکون ہو۔ [1]

حالات کی نزاکت کو دیکھ کر بوڑھے دادا کی بے چینی دور کرنے کے لیے یہ تدبیر آپ کی سمجھ داری کی عمدہ مثال ہے۔

ہجرت / بیٹے کی ولادت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تو دونوں نے گھر والوں کو مکے میں چھوڑا۔ جب آپ مدینے میں مقیم ہو گئے تو اپنے گھر والوں کو لینے کے لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو دو اونٹ اور بوقت ضرورت اور سواریاں خریدنے کے لیے پانچ سو درہم دے کر مکہ بھیجا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی عبد اللہ بن اُریقط کو دو یا تین اونٹنیاں دے کر ساتھ کر دیا اور اپنے بیٹے عبد اللہ کو لکھا کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا، اسما رضی اللہ عنہا اور اُم رومان رضی اللہ عنہا کو مدینہ روانہ کر دے۔ مقامِ قدید میں حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس رقم سے تین اونٹ خریدے اور مکہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اسما رضی اللہ عنہا، اُم رومان رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا، اُم کلثوم رضی اللہ عنہا، سودہ رضی اللہ عنہا اور اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ [2]

جب حضرت اسما رضی اللہ عنہا مکے سے ہجرت کر کے مدینے آ رہی تھیں تو وہ اُمید سے تھیں اور حمل کے دوران سفرِ ہجرت کرنا دگنی دشواری کا باعث تھا۔ چنانچہ دوران سفر ہی قبا میں آپ کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹا اُن کی گود میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور منگوا کر منہ میں نرم کی اور پھر بچے کے منہ میں ڈال دی۔ اس طرح سب سے پہلی چیز جو اُن

---

[1] ابن هشام، ج۱، ص۴۸۸؛ البداية والنهاية، ج۲، ص۵۶۲؛ سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۰

[2] سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۱۵۲ ـ ۱۵۳؛ المستدرك: ٦٤١٦

کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بیٹے کے لیے دعا کی اور عبداللہ نام رکھا۔ مسلمانوں کے ہاں یہ پہلی ولادت تھی اس لیے وہ اس پر بہت خوش تھے کیونکہ مخالفین نے مشہور کر دیا تھا کہ یہودیوں نے اُن پر جادو کر رکھا ہے اس لیے اُن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی۔ [1]

محنت ومشقت / حیاداری

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ غریب آدمی تھے۔ اُن کے پاس سوائے ایک گھوڑے کے کچھ بھی نہیں تھا۔ چونکہ تنگ دستی کی وجہ سے کوئی خادم بھی نہیں تھا اس لیے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خود ہی گھوڑے کے چارے پانی کا بندوبست کرتی تھیں۔ گھریلو کام کاج مثلاً ڈول سینا، آٹا گوندھنا اور دیگر کام بھی آپ ہی کے ذمے تھے۔ روٹی اچھی نہیں پکا سکتی تھیں اس لیے یہ خدمت اُن کے لیے اُن کی مخلص اور نیک پڑوسن، انصاری خواتین انجام دیتی تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے سے دو میل کے فاصلے پر زمین کا ایک ٹکڑا عطا فرمایا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا وہاں سے گھوڑے کے لیے کھجوروں کی گٹھلیاں چن کر مدینہ لاتی تھیں۔

ایک مرتبہ سر پر کھجوروں کی گٹھلیاں اٹھا کر لا رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہم راہ کچھ صحابہ کرام مل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بلایا اور اپنے اونٹ کو بٹھا کر فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ آپ کو مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی، ساتھ ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت بھی یاد آئی، اس لیے اونٹ پر بیٹھنے میں تأمل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی نفسیاتی کیفیت کو جان کر چلے گئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی اسی طرح پیدل مدینے چلی آئیں اور آ کر سارا واقعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کر دیا۔ حوارِیِ رسول حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمھارا سر پر گٹھلیاں اٹھا کر آنا میرے لیے بہ نسبت

---

[1] صحیح البخاری: ۳۹۰۹، ۵۴۶۹؛ صحیح مسلم: ۲۱۴۶؛ مسند أحمد: ۲۶۳۹۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے کے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

حضرت اسماؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے پاس ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کی دیکھ بھال کر لیا کرتا تھا چنانچہ میں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا انھوں نے مجھے آزاد کر دیا۔[1]

سیرت و تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ صحابیات اپنے گھروں کے کام کاج کے ساتھ ساتھ بیرونِ خانہ بھی حسبِ ضرورت اپنے مردوں کی مدد کیا کرتی تھیں۔ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کام گھر کے ذمہ داروں کی اجازت سے اور حدود کی پابندی کے ساتھ ہو، اور خاندانی فرائض میں غفلت اور عدم توازن کا سبب نہ ہو۔

خشیتِ الٰہی

خشیتِ الٰہی اور شوقِ عبادت آپ کی فطرت کا لازمی حصہ تھا۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت اسماؓ کے پاس گیا۔ وہ نماز میں یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں: ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ (الطور ۵۲:۲۷) ’’آخر کار اللہ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں جھلسا دینے والے عذاب سے بچا لیا۔‘‘ اس کے ساتھ آپ مسلسل دعا مانگ رہی تھیں۔ جب اس حالت میں زیادہ دیر ہوئی تو میں بازار کی طرف نکلا لیکن جب واپس آیا تو پھر بھی وہ رو رہی تھیں اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگ رہی تھیں۔[2]

اِطاعتِ نبوی کا حبِ مادری پر غلبہ

ایک مرتبہ حضرت اسماؓ کی حقیقی والدہ قُتیلہ بنت عبدالعزیٰ[3] نے آپ کے پاس آنا چاہا، وہ اپنے ساتھ گوہ کا گوشت، پنیر اور گھی بھی تحفے میں لائی تھی۔ ابن سعدؒ نے انگور، گھی اور

---

[1] صحیح البخاری: ۵۲۲۴؛ صحیح مسلم: ۲۱۸۲؛ مسند أحمد: ۲۶۳۹۷، ابن سعد، ج۸، ص۳۷۴

[2] حلیة الأولیاء، ج۲، ص۵۵

[3] حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو زمانۂ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی۔

قرظ [1] لانے کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ وہ مسلمان نہیں تھی، اس لیے حضرت اسماؓ نے نہ تو ہدیہ قبول کیا اور نہ ہی اُن کو گھر آنے کی اجازت دی۔ اس موقع پر آپ نے کسی کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھجوایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں حکم دریافت کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو حکم دیا کہ اسے چاہیے کہ ہدیہ قبول کریں اور والدہ کو گھر میں آنے کی اجازت دیں، اور یہ آیات تلاوت فرمائی: ﴿لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ ...فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الممتحنہ ۶۰:۸-۹) [2] ''اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم اُن لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمھیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم اُن لوگوں سے دوستی کرو جنھوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا ہے اور تمھیں گھروں سے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ اُن سے جو لوگ دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔''

کتبِ حدیث میں ایک اور واقعہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جو نسبتاً زیادہ مشہور ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی ماں آئی اور آپ سے مدد طلب کی۔ چونکہ وہ مشرکہ تھی اس لیے آپ کو اس کی مدد کرنے میں تردد محسوس ہوا کہ ایسا کرنا جائز بھی ہے یا نہیں! اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا:

إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ، وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ، صِلِيهَا [3]
میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ مدد کی طلب گار ہے کیا میں اس کی مدد کر سکتی ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

---

[1] درخت کے پتے جو چمڑے کو رنگ کرنے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔

[2] مسند أحمد: ۱۵۶۷۹؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۷۵؛ الإصابة، ج۵، ص۱۸۳

[3] صحيح البخاري: ۲۶۲۰، ۳۱۸۳؛ صحيح مسلم: ۱۰۰۳؛ سنن أبي داود: ۱۶۶۸

جذبہ سخاوت

ایک مرتبہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کوئی چیز گن اور تول رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس حالت میں آپ کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا: ''اسماء گن کر نہ دیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمھیں گن کر دیا کرے گا۔'' جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نصیحت سنی تو پوری زندگی اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا، فرماتی ہیں:

فَمَا أَحْصَيْتُ شَيْئًا بَعْدَ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِي وَلَا دَخَلَ عَلَيَّ، وَمَا نَفِدَ مِنْ رِزْقٍ إِلَّا أَخْلَفَهُ اللهُ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بعد میں نے کبھی بھی کوئی چیز نہیں گنی، خواہ وہ میرے پاس آئی ہو یا میرے پاس سے گئی ہو، اور جو رزق بھی خرچ کر کے کم ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کا بدل عطا کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ دونوں کی سخاوت میں یہ فرق تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا چیزیں جمع کرتی تھیں جب کافی مقدار میں چیزیں جمع ہو جاتی تھیں تو خرچ کر دیتی تھیں لیکن اسماء رضی اللہ عنہا کا طریقہ یہ تھا کہ مال آتے ہی خرچ کر دیتی تھیں، کل کے لیے کوئی چیز جمع نہیں کرتی تھیں''۔ [2]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نہ صرف خود سخی تھیں بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی اِنفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دیتی تھیں۔ آپ اُن سے فرمایا کرتی تھیں:

أَنْفِقُوا أَوْ أَنْفِقْنَ وَتَصَدَّقْنَ وَلَا تَنْظُرْنَ الْفَضْلَ فَإِنَّكُنَّ إِنْ تَنْتَظِرْنَ الْفَضْلَ لَمْ تَفْعَلْنَ شَيْئاً وَإِنْ تَصَدَّقْتُنَّ لَمْ تَجِدْنَ فَقْدَهُ [3]

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور صدقہ دو۔ خوش حالی کا انتظار نہ کرو، اگر خوش حالی کا انتظار کرو گے تو کچھ بھی نہ کر سکو گے اور اگر صدقہ دیا کرو گے تو کمی نہ پاؤ گے۔

---

[1] تاریخ مدینۃ دمشق، ج۶۹، ص۱۸؛ المعجم الکبیر: ۱۹۷۲۶

[2] تہذیب الأسماء واللغات، ج۲، ص۳۳۰؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۲؛ أدب المفرد، ص۱۱۴

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۵؛ تہذیب الأسماء، ج۲، ص۳۲۹؛ تاریخ مدینۃ دمشق، ج۶۹، ص۱۸

باریک کپڑوں سے اجتناب

پاکیزہ معاشرت کے قیام کے لیے لوگوں کے لباس کا ساتر اور حیا دار ہونا ضروری ہے۔صحابیات تہذیب کے اس پہلو کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔

جب حضرت اسماءؓ کے بیٹے منذر بن زبیرؓ عراق کی فتح سے واپس آئے تو آپ کے لیے کپڑے بھیجے جو خوبصورت اور عمدہ مگر باریک تھے۔آپ کی نظر اس وقت کمزور ہو چکی تھی اس لیے ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھے جب معلوم ہوا کہ یہ تو باریک ہیں تو فرمایا کہ ''اس کو واپس کرو''۔اس کے بعد منذر نے آپ کے لیے دوسرے عمدہ موٹے کپڑے خرید کر بھیجے تو آپ نے قبول کر کے پسند فرمائے اور فرمایا کہ ''مجھے اس طرح کے کپڑے پہننے کے لیے دیا کرو''۔[1]

بدعات کا رد/شریعت کی حفاظت

قرآن کریم دلوں کی کیفیت بدلنے والی کتاب ہے۔یہ تطہیر افکار اور تعمیر کردار کے لیے نازل ہوئی ہے۔بعض لوگ اس کے مقصد سے تو غافل ہوتے ہیں لیکن دکھاوے کے لیے کچھ نت نئے کرتبوں کا اظہار کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عروہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماءؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جب قران پاک سنتے تھے تو اُن کی کیا حالت ہوتی تھی تو آپؓ نے فرمایا:

تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُّ جُلُودُهُمْ ، كَمَا نَعَتَهُمُ اللهُ، قَالَ قُلْتُ:فَإِنَّ نَاساً هَاهُنَا إِذْ سَمِعَ أَحَدُهُمُ القُرآنَ خَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيهِ، فَقَالَتْ:أَعُوذُ بِا للهِ مِنَ

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۵

الشَّيطَانِ [۱]

ان کی آنکھوں میں آنسو ہوتے تھے اور رونگٹے کھڑے ہوتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ادھر کچھ لوگ ہیں جب ان میں سے کوئی قران سنتا ہے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں۔

علم وفضل

جب اسلام کا نور آیا تو آپ کی نوجوانی کا دور تھا جس میں طبعاً ذہانت عروج پر ہوتی ہے۔ خوش قسمتی سے آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں پیدا ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت اور صحبت صدیقی سے آپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا، جس کی وجہ سے آپ کی صلاحیتیں مزید نکھر کر سامنے آئیں۔ آپ کی فطری صلاحیتوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے خیر الدین زِرِکلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَتْ فَصِيحَةً حَاضِرَةَ الْقَلْبِ وَاللُّبِّ، تَقُولُ الشِّعْرَ [۲]

آپ فصیح اللسان، حاضر دماغ اور صاحب عقل خاتون تھیں اور شعر کہا کرتی تھیں۔

سعید بن المسیب رحمہ اللہ اپنے زمانے میں تعبیر الرؤیا کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ انھوں نے یہ فن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے سیکھا تھا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا تھا۔ [۳]

علم وعقل، فصاحت وبلاغت اور شعر وشاعری کا ذوق دعوت کے ابلاغ کے اہم ترین ذرائع ہیں جو دعوت کا کام کرنے والوں کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ اِن صلاحیتوں کا حصول اور اِن میں مہارت کی جستجو دین ہی کی خدمت ہے۔

غریب پھیری والے کی مدد، ایک منفرد حکمت عملی

ایک مرتبہ ایک غریب پھیری والے نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اُن کے گھر کے سائے میں

---

[۱] تاریخ مدينة دمشق، ج٦٩، ص٢٠

[۲] الأعلام، ج١، ص٣٠٥

[۳] تهذيب الأسماء، ج٢، ص٣٢٩-٣٣٠

سودا بیچنے کی اجازت طلب کی۔آپ طبعی طور اس کی مدد کرنا چاہتی تھیں لیکن چونکہ حضرت زبیر رض سخت مزاج آدمی تھے اور آپ اُن کی طبیعت سے واقف تھیں۔اس لیے خدشہ تھا کہ کہیں بدمزگی نہ پیدا ہو جائے۔اس سے بچنے کے لیے آپ نے ایک ترکیب سوچی اور اس آدمی سے کہا کہ اگر میں اجازت دوں اور زبیر نہ دیں تو پھر کیا ہوگا؟ اس لیے تم ایسے وقت پر آجاؤ جب زبیر بھی موجود ہوں پھر اجازت طلب کرنا۔

جب وہ مطلوبہ وقت پر آیا اور عرض دہرائی تو حضرت اسما رض نے کہا: ''تمھیں مدینے میں اور کوئی گھر نظر نہیں آیا؟''[۱] حضرت زبیر رض کو حضرت اسما رض کا بظاہر درشت لہجہ ناگوار گزرا اور فرمایا: ''کیوں ایک فقیر آدمی کو سودا بیچنے سے منع کرتی ہو؟'' چنانچہ اس کے بعد وہ آدمی وہاں تجارت کرتا رہا۔

حضرت اسما رض فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے ہاتھوں ایک باندی فروخت کی، ابھی رقم میری جھولی میں تھی کہ حضرت زبیر رض آئے اور کہا کہ ''وہ باندی مجھے (gift) ہبہ کرو''۔ میں نے کہا ''وہ تو میں صدقہ کر چکی ہوں''۔[۲]

اس واقعے سے جہاں یہ سبق ملتا ہے کہ خواتین کو ایسے اُمور کے بارے میں اپنے مردوں کی اجازت لینی چاہیے جو اختلاف یا غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہیں، وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوت کی خواتین مالی اعتبار سے خودمختار تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کو دم کرنا

ایک دفعہ حضرت اسما رض کا چہرہ اور گردن سوج گئے تو حضرت عائشہ رض کے پاس یہ پیغام بھجوایا: اُذْكُرِي وَجْعِي لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللهُ يَشْفِينِي

---

[۱] آپ دراصل حضرت زبیر رض کی رائے معلوم کرنا چاہ رہی تھیں اور یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھیں کہ انھوں نے پہلے سے کوئی تدبیر اختیار کی ہوئی ہے۔

[۲] صحیح مسلم: ۲۱۸۲، ۵۸۲۲

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری تکلیف کا ذکر کرنا، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا کرے گا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ خود چل کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ہاتھ مبارک اُن کی گردن پر کپڑے کے اوپر سے پھیرا اور یہ دعا پڑھی:

بِسۡمِ اللّٰہِ أَذۡهِبۡ عَنۡهَا سُوءَهُ وَ فُحۡشَهُ بِدَعۡوَةِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ الۡمُبَارَكِ الۡمَكِينِ عِنۡدَكَ... [1]

اے اللہ! اپنے نام سے اپنے پاک مبارک نبی جو تیرا مقرب ہے، ان کے صدقے، اس کو اس کی اذیت اور شدت سے نجات عطا فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود یہ دعا پڑھی اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بھی یہ پڑھنے کو کہا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ دعا تین دن پڑھی اور اس کی برکت سے شفایاب ہوگئیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کہلوایا کہ وہ اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر یہ دعا تین مرتبہ دہرائیں۔ چنانچہ انھوں نے ایسا کیا اور شفایاب ہوگئیں۔ [2]

بیماری کے وقت آپ کا معمول

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو جب کبھی سر درد کی شکایت ہوتی تو وہ اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر یوں دعا کرتیں:

بِذَنۡبِي وَمَا يَغۡفِرُ اللّٰهُ أَكۡثَرَ... [3]

یہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بخشش اس سے بڑھ کر ہے۔ بیماری میں دعا کے ساتھ ساتھ صدقے میں اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیتی تھیں۔

اسی طرح جب کسی عورت کو بخار ہو جاتا تھا اور آپ کی خدمت میں لائی جاتی تھی تو

---

[1] الخصائص الکبریٰ، ج۲،ص۱۰۹؛ تاریخ دمشق، ج۶۹،ص۱۳؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۷۵

[2] جامع الاحادیث:۴۲۸۶۷

[3] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۹۰۔۲۹۲؛ تاریخ دمشق، ج۶۹،ص۱۴؛ ابن سعد، ج۸،ص۳۷۵

آپ پانی منگوا کر اس کے سینے پر چھڑکتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ جہنم کی آگ سے ہے۔[1]

تبرکِ نبوی کی حفاظت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک محفوظ تھا۔ ایک بار اپنے مولیٰ عبداللہ کو یہ جبہ (cloak) نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھا۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو یہ میں نے ان سے لے لیا، پھر فرمایا:

كَانَ النَّبِيُّ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضىٰ يُسْتَشْفىٰ بِهَا[2]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پہنتے تھے، چنانچہ ہم اس کو مریضوں کے لیے شفا طلب کرنے کے لیے دھوتے ہیں۔

یادگار نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کسی بھی یادگار کو آپ عزیز جانتی تھیں۔ آپ جب کبھی مقام حجون[3] سے گزرتی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہاں پڑاو ڈالا تھا اور اس دن ہمارے پاس مال واسباب کی کمی تھی۔ میں، عائشہ، زبیر اور بعض دوسرے لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھولا اور پھر دوبارہ حج کے لیے احرام باندھا۔[4]

ان یادوں کو قیمتی متاع سمجھ کر سینے میں محفوظ کرنا اور اس کا بار بار تذکرہ کرنا آپ کی

---

[1] صحیح مسلم: ۲۲۱۱؛ صحیح البخاری: ۵۷۲۴

[2] صحیح مسلم: ۲۰۶۹؛ زاد المعاد، ج۱، ص۱۴۰

[3] یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ کے شمال مغرب میں حرم سے دو تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہی پر مکہ کی مشہور قبرستان جنت المعلیٰ واقع ہے جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سمیت متعدد اہل بیت اور صحابہ کرام مدفون ہیں۔

[4] صحیح البخاری: ۱۷۹۶؛ صحیح مسلم: ۱۲۳۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کی دلیل ہیں۔

خانگی زندگی میں باپ کی نصیحت

حضرت زبیرؓ بن عوام فطرتاً سخت مزاج آدمی تھے۔ وہ حضرت اسماءؓ کے ساتھ بھی سختی سے پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت اسماءؓ نے جا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ان کی شکایت کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّةُ اصْبِرِي فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ صَالِحٌ ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا فَلَمْ تَتَزَوَّجْ بَعْدَهُ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فِي الْجَنَّةِ [1]

پیاری بیٹی! صبر کرو، اگر کسی عورت کا شوہر صالح ہو اور وہ اس کو چھوڑ کر مر جائے اور یہ اس کے بعد شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا کرے گا۔

خانگی زندگی کے تنازعات میں ماں باپ کو حتی الامکان مداخلت سے گریز کر کے اپنی اولاد کو صبر ہی کی تلقین کرنی چاہیے۔

شجاعت

جنگ یرموک میں اپنے شوہر حضرت زبیرؓ اور بیٹے حضرت عبداللہؓ کے ساتھ شریک ہوئیں۔ [2] میدان جنگ میں اپنے شوہر کے پہلو میں لڑتی رہیں، جس طرح شوہر ضرب لگاتے اسی طرح یہ بھی لگاتی تھیں۔ [3]

جب سعید بن العاص کے دور حکومت میں مدینے میں چوروں کی کثرت ہوگئی تو حضرت اسماءؓ اپنی حفاظت کے لیے سرہانے کے نیچے خنجر رکھ کر سوتی تھیں۔ [4]

---

[1] تاریخ دمشق، ج۶۹، ص۱۶

[2] تهذيب الأسماء، ج۲، ص۳۲۹، سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۸

[3] فتوح الشام، ج۱، ص۱۶۹

[4] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۵؛ سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۳؛ تاريخ دمشق، ج۶۹، ص۲۰

اپنے بیٹے کو باطل کے ساتھ مصالحت سے روکنا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بنواُمیہ کی غیر شرعی حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا تھا اور خود خلافت کا نظام قائم کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔اس کی پاداش میں بنواُمیہ نے آپ کا ساتھیوں سمیت سخت محاصرہ کر لیا تھا۔جب ساتھی یکے بعد دیگرے ساتھ چھوڑنے لگے تو آپ اپنی ماں حضرت اسماؓ کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا کہ ''امی جان! لوگوں نے مجھے ذلیل کر دیا یہاں تک کہ بیٹے اور گھر والوں نے بھی۔میرے ساتھ تھوڑے سے لوگ رہ گئے ہیں اور ان کے پاس دفاع کے لیے کچھ بھی نہیں ہے بس صرف ایک گھنٹہ مقابلہ کر سکتے ہیں۔مخالف قوم مجھے دنیا کی کوئی بھی منہ مانگی چیز دینے کے لیے تیار ہے، پس آپ کا کیا خیال ہے؟'' یہ سن کر حضرت اسماؓ نے یہ جواب دیا:

أَنْتَ وَاللهِ يَا بُنَيَّ أَعْلَمُ بِنَفْسِكَ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ عَلَى حَقٍّ وَإِلَيْهِ تَدْعُوا فَامْضِ لَهُ فَقَدْ قُتِلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُكَ وَلَا تُمَكِّنْ مِنْ رَقَبَتِكَ يَتَلَعَّبُ بِهَا غِلْمَانُ بَنِي أُمَيَّةَ، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا أَرَدْتَ الدُّنْيَا فَبِئْسَ الْعَبْدُ أَنْتَ، أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ وَأَهْلَكْتَ مَنْ قُتِلَ مَعَكَ، وَإِنْ قُلْتَ: كُنْتُ عَلَى حَقٍّ فَلَمَّا وَهَنَ أَصْحَابِي ضَعُفْتُ، فَهَذَا لَيْسَ فِعْلَ الْأَحْرَارِ وَلَا أَهْلِ الدِّينِ، وَكَمْ خُلُودُكَ فِي الدُّنْيَا؟ الْقَتْلُ أَحْسَنُ [1]

پیارے بیٹے! اپنے آپ کا تمھیں زیادہ علم ہے اگر تم سمجھتے ہو کہ تم حق پر ہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو تو اس پر قائم رہو۔کیونکہ اسی کے لیے تمھارے دوسرے ساتھی شہید ہو گئے ہیں اور اپنے آپ کو بنواُمیہ کے حوالے نہ کرو کہ ان کے بچے تم سے کھیلیں۔اور اگر تمھاری نیت دنیا کی تھی تو پھر تو تم بہت برے آدمی ہو، اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈال دیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی۔اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں تو حق پر تھا لیکن جب میرے ساتھیوں نے کمزوری دکھائی تو میں بھی کمزور ہو گیا ہوں۔تو یہ نہ تو آزاد لوگوں کا کام ہے اور نہ ہی دین داروں کا۔اور تم دنیا میں کتنا عرصہ رہو گے؟ قتل ہو جانا بہتر ہے۔

[1] أعلام النساء، ج۱، ص۵۰۔۵۱

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آپ کے قریب آئے اور آپ کے سر کو بوسہ دیا، پھر فرمایا:

هٰذَا وَاللهِ رَأْيِي، وَالَّذِي قُمْتُ بِهِ دَاعِيًا إِلَىٰ يَوْمِي هٰذَا، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ رَأْيَكِ، فَزِدْتِنِي بَصِيرَةً مَعَ بَصِيرَتِي... [1]

اللہ تعالیٰ کی قسم! میری بھی یہی رائے ہے اور میں اسی کی طرف بلانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہوں......لیکن میں چاہتا تھا کہ آپ کی رائے بھی معلوم کرلوں، آپ کی رائے سے میری بصیرت میں اور اضافہ ہوگیا ہے۔

ابن اثیرؒ نے حضرت اسماءؓ کی ایک اور ایمان افروز نصیحت نقل کی ہے:

يَا بُنَيَّ، لَا تَقْبَلَنَّ مِنْهُمْ خُطَّةً تَخَافُ فِيهَا عَلَى نَفْسِكَ الذُّلَّ مَخَافَةَ الْقَتْلِ، فَوَاللهِ لَضَرْبَةٌ بِسَيْفٍ فِي عِزٍّ خَيْرٌ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَوْطٍ فِي ذُلٍّ [2]

پیارے بیٹے! قتل کے خوف سے ہتھیار پھینکنے کی شرط کبھی نہ ماننا، اللہ تعالیٰ کی قسم! عزت کے ساتھ تلوار کی مار کھالینا ذلت کے ساتھ کوڑے کھانے سے بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہادت سے کچھ قبل اپنی ماں کے پاس آئے، ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور گلے لگایا اس وقت وہ نابینا ہوچکی تھیں چنانچہ جب جسم کے ساتھ زرہ لگی تو فرمایا کہ اس کو اُتار دو، یہ تمھیں بھاری کررہی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے وہ زرہ اُتاری اور سادہ لباس زیب تن کرلیا تو حضرت اسماءؓ نے اپنی آخری خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ أَمُوتَ يَوْمِي هٰذَا حَتّٰى أَعْلَمَ إِلَىٰ مَا يَصِيرُ أَمْرُكَ إِلَيْهِ، مِنَ الظَّفَرِ الَّذِي أَرْجُوهُ أَوِ الْأُخْرَىٰ، فَأَحْتَسِبُكَ وَتَمْضِيَ لِسَبِيلِكَ عَلَىٰ بَصِيرَتِكَ وَنِيَّتِكَ [3]

اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس دن تک مرنا نہیں چاہتی جب تک یہ نہ دیکھ لوں کہ تمھارا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ یا تو تمھاری کامیابی سے آنکھیں ٹھنڈی کرلوں یا شہادت کی صورت میں ثواب کی

---

[1] أعلام النساء، ج۱،ص۵۰۔۵۱

[2] أسد الغابة، ج۳،ص۲۴۴

[3] أنساب الأشراف،طبع یروشلم، ج۵،ص۶۵۔۳۶۶

نیت سے صبر کرلوں اور تم اپنی نیت اور بصیرت کے مطابق اپنے منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔

فتح وشکست یا نفع ونقصان کے حوالے سے یہ درست مومنانہ رویہ ہے جس کا اظہار حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کے سامنے کیا۔ امام ابن اثیر رحمہ اللہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اپنے بیٹے کے ساتھ گفتگو کے بارے میں لکھتے ہیں:

...يَدُلُّ عَلَى عَقْلٍ كَبِيرٍ، وَدِينٍ مَتِينٍ، وَقَلْبٍ صَبُورٍ، قَوِيٍّ عَلَى احْتِمَالِ الشَّدَائِدِ [1]

یہ بڑی عقل، مضبوط دین اور بہت صبر کرنے والے دل پر دلالت کرتی ہے جو مصائب برداشت کرنے کی قوت رکھتا ہو۔

حق گوئی

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور چھیڑنے کے لیے کہا کہ آپ کے بیٹے نے خانہ کعبہ میں اِلحاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے یہ شرانگیز بات سنی تو حجاج جیسے ظالم وجابر حاکم کے منہ پر کہا:

كَذَبْتَ، كَانَ بَرًّا بِالْوَالِدَيْنِ صَوَّامًا قَوَّامًا، وَلٰكِنْ وَاللهِ لَقَدْ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ثَقِيفٍ كَذَّابَانِ، الْآخَرُ مِنْهُمَا شَرٌّ مِنَ الْأَوَّلِ، وَهُوَ مُبِيرٌ [2]

تو نے جھوٹ بولا، وہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا، کثرت سے روزے رکھتا تھا اور نماز قائم کرتا تھا۔ البتہ، اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ قبیلۂ ثقیف سے دو جھوٹے شخص نکلیں گے، جن میں دوسرا (مراد حجاج) پہلے سے زیادہ شریر ہوگا اور وہ ظالم ہوگا۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۹

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۶

أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ، وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ... أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا، فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ...[1]

تونے اس کی دنیا بگاڑ دی ہے اور اس نے تیری آخرت بگاڑ دی ہے... بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے کہ قبیلۂ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم پیدا ہوگا۔ جھوٹے (مختار) کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور ظالم تم ہی ہو۔ یہ سن کر حجاج سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔

حضرت زبیرؓ نے اگرچہ آپ کو طلاق دی تھی لیکن آپ پھر بھی ان کی خوبیوں کے معترف رہیں۔ جب جنگِ جمل سے لوٹتے ہوئے وادیِ سباع[2] میں عمرو بن جرموز نے اُن کو شہید کر دیا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے:

غَدَرَ ابْنُ جَرْمُوزَ بِفَارِسِ بُهْمَةٍ
يَوْمَ الْهِيَاجِ وَكَانَ غَيْرَ مُعَرَّدِ
يَا عَمْرُو، لَوْ نَبَّهْتَهُ لَوَجَدْتَهُ
لَا طَائِشًا رَعِشَ الْجَنَانِ وَلَا الْيَدِ
ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ إِنْ قَتَلْتَ لِمُسْلِمٍ
حَلَّتْ عَلَيْكَ عُقُوبَةُ الْمُتَعَمِّدِ[3]

ابن جرموز نے لڑائی کے دن ایک بہادر شہسوار سے دھوکہ کیا، جب وہ نہتا اور بے سروسامان تھا۔ اے عمرو! اگر تو ان کو متنبہ کرتا تو ان کو ایک نڈر اور بے خوف شخص پاتا۔ تیری ماں تجھ پر روئے، تم نے ایک مسلمان کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب تجھ پر ضرور نازل ہوگا۔

اپنے بیٹے کی شہادت پر صبر واستقامت

بنو اُمیہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو بے دردی سے شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا

---

[1] صحیح مسلم: ۲۵۴۵؛ أسد الغابة، ج۷، ص ۲۴۵

[2] ایک وادی جہاں درندے پائے جاتے تھے۔ یہ مدینہ اور بصرہ کے راستے میں واقع تھی۔

[3] أعلام النساء، ج۱، ص ۴۹، ایک اور روایت کے مطابق یہ اشعار حضرت زبیرؓ کی دوسری بیوی حضرت عاتکہؓ کے ہیں۔

تھا۔حضرت اسماؓ نے اس صدمے کو نہایت صبر واستقامت سے برداشت کیا۔جب اپنے بیٹے کی لاش کے پاس آئیں تو فرمایا: أَمَا آنَ لِهٰذَا الرَّاكِبِ أَنْ يَنْزِلَ ؟ [1] ''کیا اس شہ سوار کے اُترنے کا ابھی وقت نہیں آیا؟''

اسی دوران حضرت عبداللہ بن عمرؓ آپ کے پاس آئے،آپ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھیں،انھوں نے آکر فرمایا کہ'' جسم تو کوئی چیز ہی نہیں ہے، [2] اصل چیز تو ارواح ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں،پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو''۔حضرت اسماؓ نے ان کی بات سن کر یہ ایمان افروز جواب دیا:

> وَمَا يَمْنَعُنِي، وَقَدْ أُهْدِيَ رَأْسُ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا إِلَى بَغِيٍّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ؟... [3]
>
> مجھے صبر میں کوئی چیز مانع نہیں ہے،حضرت یحیٰ بن زکریاؑ کا سر تو ایک رنڈی کو پیش کیا گیا تھا۔اس کے بعد جب جگر گوشے کی لاش ملی تو اس کو خوشبو لگائی،کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت اسماؓ نے غسل بھی خود ہی دیا،چونکہ لاش کافی دنوں تک سولی پر لٹکی رہی تھی، اس لیے بوسیدہ ہو گئی تھی،جب آپ کسی عضو کو ہاتھ لگاتیں تو وہ جسم سے جدا ہو جاتا تھا۔آپؓ نے ایک ایک عضو کو الگ الگ غسل دیا اور اس کے بعد تدفین عمل میں لائی گئی۔ حضرت عروہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ [4]

خدماتِ حدیث وفقہ

آپ سے چھپن یا اٹھاون احادیث مروی ہیں جن میں تیرہ متفق علیہ ہیں۔انفرادی

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۱۸۲؛ أسد الغابة، ج۷،ص۲۴۵

[2] کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی لاش بنوامیہ کے قبضے میں تھی اور اس وقت تک وہ دینے پر راضی نہیں تھے۔

[3] سير أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۹۵؛ العقد الفريد، ج۵،ص۱۶۶؛ تاريخ دمشق، ج۶۹،ص۲۶

[4] أنساب الأشراف،طبع يروشلم، ج۵،ص۳۷۰

طور پر صحیح بخاری میں پانچ اور صحیح مسلم میں چار احادیث مروی ہیں۔[1] ابن الجوزیؒ نے آپ کا شمار فتویٰ دینے والی صحابیاتؓ میں کیا ہے۔[2]

آپ کا حلقۂ تلامذہ کافی وسیع ہے جس میں درج ذیل بزرگ شامل ہیں۔

عبدا للہ بن عباس، عروہ بن زبیر، عباد بن عبداللہ بن زبیر، ابو بکر بن عبداللہ بن زبیر، عامر بن عبداللہ بن زبیر، وہب بن کیسان، مطلب بن عبداللہ بن حنطب، عبداللہ بن ابی ملیکہ، محمد بن المنکد ر، طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن، فاطمہ بنت المنذر، صفیہ بنت شیبہ[3] عبداللہ بن زبیر، عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عروہ، عبداللہ بن کیسان، مسلم المعری، ابونوفل بن ابی عقرب[4] ابوواقد اللیثی، عبادہ بن مہاجر، اُم کلثوم مولاۃ الحجبہ رضی اللہ عنہم[5]

وفات

جمادی الاولیٰ تہتر ہجری کو سو سال کی عمر میں آپ اپنے بیٹے عبدا للہ بن زبیرؓ کی شہادت کے تھوڑے عرصے بعد مکہ میں فوت ہوئیں۔ وفات تک نہ تو آپ کا کوئی دانت گرا تھا اور نہ ہی عقل میں خلل واقع ہوا تھا۔[6] حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ مہاجرین اور مہاجرات میں سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی۔[7]

---

[1] تھذیب الأسماء واللغات، ج۲، ص۳۲۹؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۶

[2] إعلام الموقعین، ج۱، ص۱۰

[3] الإصابة، ج۵، ص۱۸۲

[4] تھذیب التھذیب، ج۱۲، ص۳۹۷

[5] تاریخ مدینة دمشق، ج۶۹، ص۴

[6] الاستیعاب، ج۴، ص۲۳۲؛ تھذیب التھذیب، ج۱۲، ص۳۹۷

[7] سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۶

حضرت اسما بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اسما بنت عمیس بن معد (یا مغنم) بن تیم بن حارث بن کعب بن مالک
کنیت اُم عبداللہ تھی اور قبیلہ خشعم سے تعلق تھا۔

ماں کا نام: ہند، خولہ بنت عوف بن زہیر بن حارث بن جماطہ کنانیہ من جرش [1]

شادی: آپ یکے بعد دیگرے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

بہنوں کے نام: اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، اُم الفضل زوجۂ عباس رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا زوجۂ حمزہ، اور سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجۂ شداد بن الہاد آپ کی بہنیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ''اَخواتِ مومنات'' کا خطاب عطا کیا تھا۔

اولاد: آپ کے ہاں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے عبداللہ، محمد، اور عون، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محمد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یحیٰ پیدا ہوئے۔

قبولِ اسلام اور ہجرت

آغاز اسلام میں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی دارِ اَرقم میں بھی مقیم نہیں ہوئے تھے، آپ نے قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اپنے شوہر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں ہی آپ کے بیٹوں عبداللہ اور محمد کی ولادت ہوئی۔ [2]

راہِ خدا میں دو ہجرتوں کی فضیلت

حضرت اسما رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر کے زمانے تک حبشہ میں رہیں، پھر وہاں سے ہجرت کر کے

---

[1] جرش موجودہ اُردن کے دارالحکومت عمان سے تقریباً پچاس کلومیٹر شمال میں واقع ایک تاریخی شہر ہے جو اپنی یونانی اور رومی آثار قدیمہ کی وجہ سے مشہور ہے۔

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۹؛ الإصابة، ج۵، ص۱۸۴؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۲

مدینے آئیں۔ ایک دن آپ اُم المومنین حضرت حفصہؓ سے ملنے کے لیے آئی ہوئی تھیں، وہاں حضرت عمر فاروقؓ بھی تشریف لائے، انھوں نے دیکھا تو آپؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے حبشہ سے آنے والی! ہم نے ہجرت میں تم سے سبقت حاصل کر لی ہے، اس لیے ہم آپ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ حق دار ہیں۔'' حضرت اسماءؓ نے سنا تو غصے ہو گئیں اور جواب میں فرمایا: ''ہرگز نہیں! تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے، جو تمھارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور تمھارے نادانوں کو نصیحت کرتے تھے اور ہم دور دراز ایک ناگوار مقام پر تھے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نہ تو کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر نہ کروں، جو تم نے کہا ہے۔ ہمیں حبشہ میں تکلیف دی جاتی تھی اور ڈرائے جاتے تھے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بتاؤں گی اور آپ سے دریافت کروں گی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جھوٹ نہیں بولوں گی، ٹیڑھی بات نہیں کروں گی اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کروں گی۔''

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے اور حضرت اسماءؓ نے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ، وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ - أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ - هِجْرَتَانِ... [1]

وہ تمھاری نسبت میرے زیادہ حق دار نہیں ہے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک ہجرت کی ہے اور تم کشتی میں جانے والوں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ اور دیگر اصحابِ سفینہ حضرت اسماءؓ سے یہ حدیث پوچھتے تھے اور اس پر وہ دنیا و مافیہا سے زیادہ خوش ہوتے تھے۔

[1] صحیح البخاری: ۴۲۳۱؛ الإصابة، ج۵، ص۱۸۵؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۸۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اموالِ خیبر میں سے مہاجرین حبشہ کو بھی حصہ دیا۔ [1]

نفقہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب انصار و مہاجرین کے لیے عطایا (honorarium) مقرر کیے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے ایک ہزار درہم مقرر کیے۔ [2]

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب جمادی الاولیٰ آٹھ ہجری کو غزوۂ مُوتہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی شہادت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے پاس آ کر پوچھا: ''جعفر کے بچے کدھر ہیں؟'' آپ نے بچوں کو لا کر آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو چوما اور گلے کے ساتھ لگایا، پھر آبدیدہ ہو گئے اور رو پڑے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کی شدتِ غم کو دیکھ کر دریافت کیا: ''کیا جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، آج وہ شہید ہو گئے ہیں۔'' یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی چیخ نکلی اور رونا شروع کر دیا۔ چنانچہ محلے کی عورتیں آپ کی آواز سن کر آپ کے پاس جمع ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو نوحہ کرنے سے منع فرمایا اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اُن کو حکم دیا:

اِصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرَ طَعَامًا، فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ شَغَلَهُمْ [3]

آلِ جعفر کے لیے کھانے کا بندوبست کرو کیونکہ آج غم نے ان کو اپنے آپ سے بے خبر کر دیا ہے۔

اس واقعے سے اسلامی تہذیب کے اس بہترین روایت کا پتہ چلتا ہے کہ معاشرے میں غم کے مواقع پر باہمی ہمدردی کے ساتھ ساتھ مالی خدمت بھی کرنی چاہیے۔

---

[1] صحیح البخاری: ۳۱۳۶

[2] سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۶

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۰؛ البدایة والنهایة، ج۳، ص۴۳۸؛ سنن الترمذی: ۹۹۸؛ مسند أحمد: ۱۵۵۴

ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ جَعْفَرَ قَدْ قَدِمَ إِلَىٰ أَحْسَنِ الثَّوَابِ، فَاخْلُفْهُ فِي ذُرِّيَّتِهِ بِأَحْسَنِ مَا خَلَفْتَ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فِي ذُرِّيَّتِهِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ جَعَلَ لِجَعْفَرَ جَنَاحَيْنِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي الْجَنَّةِ [1]

اے اللہ! جعفر بہترین اجر کی طرف جا چکا ہے۔تو اس کی اولاد میں سے اس کا بہترین جانشین بنا دے۔ جتنا بہتر تو اپنے کسی بندے کا اس کی اولاد سے جانشین بناتا ہے! پھر حضرت اسماؓ کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا: اللہ عزوجل نے جعفر کو دو پر عطا فرما دیے ہیں جس کے ذریعے وہ جنت میں پرواز کرتا رہتا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت

بچوں کی تعلیم وتربیت میں ماں کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔حضرت اسماؓ اس بات سے خوب واقف تھیں۔اس کی ایک مثال حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے اس طرح مروی ہے کہ ہمیں اپنی والدہ حضرت اسماؓ بنت عمیس نے اس بات کی تعلیم دی تھی جو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت پڑھنے کا حکم دیا تھا اور وہ یہ تھی: اَللّٰهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً [2] ''اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا۔''

محنت ومشقت

صحابیات ناز ونعم اور آرام وسہولت کی دل دادہ نہیں بلکہ محنت ومشقت کا ذوق رکھتی تھیں۔یہ ایک ایسا بنیادی وصف ہے جس کے بغیر سماجی اصلاح اور ملی ترقی کا کوئی خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔آج کی شریف زادیوں کے لیے اس میں بڑا سبق ہے۔

حضرت اسماؓ گھریلو کام کاج مثلاً آٹا گوندھنا، بچوں کو نہلانا، تیل لگانا وغیرہ کے ساتھ ساتھ صنعت وحرفت کا کام بھی کرتی تھیں۔جس دن حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر

---

[1] کتاب المغازی، ج۲، ص۷۶۶

[2] سنن أبي داود: ۱۵۲۵؛ سنن ابن ماجہ: ۳۸۸۲؛ الإصابة، ج۵، ص۱۸۵

آئی، اس دن بھی گھریلو کام کاج کے ساتھ ساتھ چالیس چمڑوں کی دباغت کی تھی۔ [1]

نعش کا رواج

مدینے میں عورتوں کے جنازوں پر تابوت رکھنے کا رواج نہ تھا۔ یہ طریقہ جو زیادہ باپردہ ہے، حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے بتایا جو آپؓ نے حبشہ میں عیسائیوں کو کرتے دیکھا تھا۔ [2] اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ جو لوگ مُردوں کے پردے کا اس قدر اہتمام کرتے ہوں، اُن کو زندہ پرکشش جسموں کو حیا کا پابند کرنے کا کس قدر اہتمام کرنا چاہئیں۔

حضرت اسماءؓ کا ایک دلچسپ فیصلہ

لوگوں کی خوبیوں کی تعریف اور اُن کی خدمات کا کھل کر اعتراف کرنا ایک مثبت اور پسندیدہ رویہ ہے۔ اس کا سب سے زیادہ مستحق میاں بیوی کا باہمی رویہ ہے۔ حضرت اسماءؓ اس حوالے سے کافی کشادہ دل تھیں۔

جب حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت اسماءؓ بنت عمیس سے شادی کی تو ایک دن دیکھا کہ حضرت اسماءؓ کے دونوں بیٹے محمد بن جعفر اور محمد بن ابی بکر ایک دوسرے پر فخر کا اظہار کر رہے ہیں۔ ہر ایک کہہ رہا تھا: ''میں تم سے بہتر ہوں اور میرا باپ تیرے باپ سے بہتر ہے''۔ حضرت علیؓ نے حضرت اسماءؓ سے کہا کہ اُن کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو حضرت اسماءؓ نے فرمایا:

مَا رَأَیتُ شَابًّا مِنَ العَرَبِ خَیراً مِن جَعفَرَ وَمَا رَأَیتُ کَهْلاً خَیراً مِن أَبِي بَکر... [3]

میں نے عرب کے جوانوں میں جعفرؓ سے بہتر اور بوڑھوں میں ابوبکرؓ سے بہتر شخص نہیں پایا۔ حضرت علیؓ نے سنا تو فرمایا کہ تم نے تو ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا، اور اگر تم

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۰

[2] أیضاً

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۲؛ حلیة الأولیاء، ج۲، ص۷۵-۷۶

اپنے بیان کے برخلاف کہتی تو میں سخت ناراض ہوجاتا۔

صبر

جب آپ کو اپنے بیٹے محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر دی گئی تو آپ اپنے مصلیٰ پر بیٹھ گئیں اور غصے کو پی کر صبر کیا۔ غصے کا عالَم یہ تھا کہ سینے سے آواز نکل رہی تھی۔ [1]

اُمورِ دینی میں راہ نمائی طلب کرنا

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضرت اسماؓ نے آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا۔ غسل سے فراغت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں نے سخت سردی کے موسم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا ہے تو کیا اس صورت میں مجھ پر غسل کرنا واجب ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین بھی موجود تھے لیکن انھوں نے اس پر نکیر نہیں کی۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کو دَم کرنے کی اجازت دینا

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماؓ سے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ میرے بھائی کے بچوں کے جسم کمزور ہیں کیا اُن کو کوئی بیماری لاحق ہے؟'' حضرت اسماؓ نے عرض کیا: اُن کو بیماری تو نہیں ہے لیکن اُن کو نظر جلدی لگ جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کو دم کرلیا کرو۔ آپ کا ارشاد سن کر حضرت اسماؓ نے دَم کے کچھ الفاظ آپ کو سنائے۔ آپ نے اجازت دے کر فرمایا کہ ان الفاظ کے ذریعے اپنے بچوں کو دَم کرلیا کرو۔ [3]

---

[1] تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۳۹۹

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۱؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۶

[3] صحیح مسلم: ۲۱۹۸؛ مسند أحمد: ۱۴۱۶

خدمتِ نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت تیمارداری کے لیے حضرت اسماءؓ موجود تھیں۔ اور انھوں نے ہی بطور علاج آپ کو دوا پلائی تھی۔[1] امام احمدؒ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر بھی آپ کی کچھ خدمات کا ذکر کیا ہے۔[2] لیکن وہ درست نہیں ہیں کیونکہ اس وقت حضرت اسماءؓ حبشہ میں تھیں۔ ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ وہ اسماءؓ بنت عمیس نہیں، اسماء مقینہؓ تھیں۔[3] سنن ابن ماجہ میں ہے کہ وہ حضرت اسماءؓ بنت یزید بن السکن انصاریہ تھیں۔[4]

تعبیر الرؤیا میں مہارت

حدیث کے علاوہ آپؓ کو خوابوں کی تعبیر بتانے میں خاصی مہارت حاصل تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ آپ سے خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔[5]

خدماتِ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کی اشاعت میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ آپ سے ساٹھ احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔[6] آپ سے روایت کرنے والوں میں درج ذیل بزرگ شامل ہیں۔

عمر بن خطاب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبید بن

---

[1] مسند أحمد: ۲۶۹۲۳

[2] مسند أحمد: ۲۶۹۲۵؛ فضائل الصحابة، ج۲، ص۷۶۲

[3] أسد الغابة، ج۷، ص۱۱

[4] سنن ابن ماجه: ۳۹۹۸

[5] جوامع السيرة، ص۲۷۹

[6] أيضاً

رفاعہ، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، ابوبکر بن عبدالرحمان، مجاہد، عطاء بن ابی رباح، ابو زید مدنی، عبداللہ بن بابا ہ، قیس بن ابی حازم، شعبی، فاطمہ بنت حسین بن علی، [1] اُم عون بنت جعفر، [2] ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم [3]

وفات

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ آپ حضرت علیؓ کے بعد تک زندہ رہیں۔ [4] زِرِکلیؒ نے کے مطابق آپ سن چالیس ہجری بمطابق ۶۶۱ء کے لگ بھگ فوت ہوئیں۔ [5]

❁ …… ❁ …… ❁

حضرت اُمامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اُمامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی

ماں کا نام: حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قبیلہ: باپ کی طرف سے قریش کی شاخ بنوعبدالشّمس سے تعلق تھا۔

شادی: حضرت اُمامہ کی شادی حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ سے ہوئی اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق حضرت مغیرہؓ بن نوفل کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ [6]

ہجرت

عام طور پر مؤرخین نے حضرت امامہؓ کی ہجرت کی تصریح نہیں کی ہے لیکن قرائن سے

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۱۸۴

[2] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۳۹۹

[3] الاستيعاب، طبع مصر، ج۴، ص۲۳۶

[4] سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۷

[5] الأعلام، ج۱، ص۳۰۶

[6] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۶؛ الاستيعاب، ج۴، ص۲۴۶

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بچپن میں اپنی ماں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ غزوۂ بدر کے بعد مدینہ کو ہجرت فرمائی تھی۔ آپ کے والد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے بھی فتح مکہ سے پہلے مدینے کو ہجرت فرمائی تھی۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ رضی اللہ عنہا سے محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا سے بہت پیار فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ نماز کے دوران بھی آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے تھے۔ جب رکوع کے لیے جاتے تو آپ کو کندھوں سے اُتار دیتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو دوبارہ کندھوں پر بٹھا دیتے تھے۔ [2]

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھوں میں سونے کا ایک ہار لیے گھر تشریف لائے اور فرمایا: لَأُعْطِيَنَّهَا أَرْحَمُكُنَّ ''میں یہ ہار اس کو دوں گا جس پر میں تم سب سے زیادہ مہربان ہُوں''۔ گھر والوں نے کہا کہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو ملے گا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر ہار آپ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا اور آپ کی آنکھیں اپنے ہاتھوں سے صاف کیں۔ [3]

دوسری روایت میں ہے کہ شاہ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ زیورات بھیجے، جس میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی اور اس پر حبشی نگینہ لگا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ انگوٹھی آپ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا کر فرمایا: تَحَلِّي بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ ''بیٹی! اس زیور کو پہن لو''۔ [4]

---

[1] اس کی تفصیلات اس کتاب کے پہلے حصے ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور بناتِ طاہرات کا کردار'' میں ص ۱۹۰ تا ۱۹۲ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

[2] صحيح البخاری: ۵۹۹۶؛ صحيح مسلم: ۵۴۳؛ سنن أبي داود: ۹۱۷؛ مسند أحمد: ۲۲۰۱۳

[3] مسند أحمد: ۲۴۱۸۳؛ الاستيعاب، دار الفكر، ج۴، ص۲۴۵؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۶۶

[4] سنن أبي داود: ۴۲۳۵؛ سنن ابن ماجه: ۳۶۴۴؛ مسند أحمد: ۲۴۳۵۹

حضرت اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اُمیمہ بنت عبداللہ بن بجاد بن عمیر بن الحارث بن حارثہ بن ابی البجاد

ماں کا نام: رقیقہ بنت خویلد بن اسد، جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔

شوہر کا نام: حبیب بن کعیب بن عتیر ثقفی

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو تیم سے تعلق تھا۔

قبول اسلام: آپ نے اسلام قبول کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، ہجرت کا شرف حاصل کیا اور غزوۂ مُوتہ میں شریک ہوئیں۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی تفصیل

اپنی بیعت کا واقعہ خود آپ سے اس طرح مروی ہے کہ میں بیعت کرنے والی خواتین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا:

نُبَايِعُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَى أَنْ لا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلا نَسْرِقَ، وَلا نَزْنِيَ، وَلا نَقْتُلَ أَوْلادَنَا، وَلا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ فَقُلْنَ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا...[2]

یا رسول اللہ! ہم آپ سے ان باتوں پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، جھوٹا بہتان نہیں لگائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملے کا اضافہ فرما دیا: کہو کہ اپنی استطاعت کے مطابق۔ خواتین نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اوپر خود ہم سے بھی زیادہ مہربان ہیں، آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مصافحہ کرکے) بیعت کرلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۲۵؛ تاريخ مدينة دمشق، ج۶۹، ص۴۷، ۵۴

[2] موطأ، كتاب الجامع، باب ما جاء في البيعة؛ سنن الترمذي: ۱۵۹۷؛ المستدرك: ۶۹۴۶

فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میری بات سو عورتوں کے لیے بھی وہی ہے جو ایک عورت کے لیے ہے۔

خدماتِ حدیث

آپ سے آٹھ احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔[1] حکیمہ بنت اُمیمہ، آپ کا بھتیجا محمد بن منکدر،[2] عبداللہ بن عمرو، رقیقہ بنت اسد اور حبیب رضی اللہ عنہم نے آپ سے روایت کی ہے۔[3]

وفات

کتبِ تاریخ آپ کے سن وفات سے خاموش ہیں۔ ابن عساکرؒ نے لکھا ہے کہ آپ کو حضرت معاویہؓ نے ملکِ شام کو منتقل کرالیا تھا اور آپ کے لیے ایک گھر بھی بنوایا تھا۔[4] قیاس یہی ہے کہ آپ کی وفات بھی انھی کے دورِ حکومت میں ملک شام میں ہوئی ہوگی۔

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حمنہ بنت جحش بن رياب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو اسد بن خزیمہ سے آپ کا تعلق تھا۔

کنیت: اُم حبیبہ

ماں کا نام: اُمیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم

شادی: سب سے پہلے حضرت مصعبؓ بن عمیر سے آپ کا نکاح ہوا، جب وہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تو حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کی زوجیت میں آئیں۔

---

[1] جوامع السیرۃ، ص۲۸۶

[2] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۰۱

[3] تاریخ دمشق، ج۶۹، ص۵۴

[4] أيضاً

اولاد: آپ کے دو بیٹے محمد بن طلحہ السجاد اور عمران بن طلحہ تھے۔ ان کے علاوہ آپ کی حضرت مصعب ؓ سے بھی ایک بیٹی تھی۔

آپ اُم المومنین حضرت زینب ؓ بنت جحش کی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

قبول اسلام اور ہجرت: آپ نے دورِ مکی میں اسلام قبول کیا اور مدینے کو ہجرت کی۔ [1]

مجاہدین کی خدمت

آپ کو غزوۂ اُحد میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔ اس موقع پر آپ نے زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کرنے، پانی پلانے اور شہداء اور زخمیوں کو میدان جنگ سے گھر تک منتقل کرنے کی خدمت انجام دی۔ [2]

قریب ترین رشتہ داروں کی شہادت

جب غزوۂ اُحد کے موقع پر آپ کو باری باری بھائی حضرت عبداللہ ؓ بن جحش اور ماموں حضرت حمزہ ؓ کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور اُن کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی لیکن جب آپ کو آپ کے شوہر حضرت مصعب ؓ بن عمیر کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ ضبط نہ کرسکیں اور کہا: یاحَرَباہ! ''ہائے جنگ'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو خاوند کی موت پر خاص غم ہوتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آپ سے پوچھا کہ بھائی اور ماموں کی شہادت پر آپ نے وہ نہیں کہا جو شوہر کی شہادت پر کہا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آئی۔ [3]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۰؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۱۳؛ تجرید أسماء الصحابة، ج۲، ص۲۶۰

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۷۱؛ الإصابة، ج۵، ص۲۱۰؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۷۰

[3] ابن هشام، ج۲، ص۹۸؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۷۰

نفقہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اموالِ خیبر میں سے تیس وَسَق [1] کھجور دی تھی۔ [2]

خدماتِ حدیث

آپ سے آپ کے بیٹے حضرت عمران بن طلحہ نے اِستحاضہ(abnormal uterine bleeding) کے احکام سے متعلق حدیث روایت کی ہے۔ [3]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت حَولا بنت تُوَیت رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حولا بنت تویت بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو اسد سے تعلق تھا۔

امتیاز: مجتہدۃ فی العبادۃ، عبادت میں خوب کوشش کرنے والی

قبول اسلام: آپ آغاز دعوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور ہجرت کا شرف حاصل کیا۔ عبادات سے بے حد لگاؤ تھا۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طویل رفاقت، بارگاہِ نبوی میں قدرومنزلت

حضرت حولا رضی اللہ عنہا نے مکی دور کی ابتدا میں اسلام قبول کیا تھا اور آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت کا حق ادا کرتی رہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لیے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا پرتپاک استقبال فرمایا اور

---

[1] ایک اونٹ جتنا بوجھ اٹھا سکتا تھا اس کو اس زمانے میں ایک وسق کہا جاتا تھا۔ مفتی محمد شفیعؒ نے ایک وسق کو تقریباً ۱۹۱ کلوگرام کا لکھا ہے۔ الاوزان الشرعیۃ، ادارۃ المعارف، کراچی، ص ۴۲

[2] ابن هشام، ج۲، ص ۹۸؛ ابن سعد، ج۸، ص ۳۷۰

[3] الإصابة، ج۵، ص ۲۱۰؛ أسد الغابة، ج۷، ص ۷۱؛ الاستیعاب، ج۴، ص ۱۸۱۳

[4] الاستیعاب، ج۴، ص ۲۷۷

حال احوال پوچھا۔ جب چلی گئیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس عورت کا اتنا استقبال؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طویل رفاقت کو سراہتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ كَانَتْ تَأْتِينَا زَمَنَ خَدِيجَةَ، وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الإِيمَانِ [۱]

بے شک یہ ہمارے پاس خدیجہؓ کے دور سے آتی رہی ہیں اور تعلق کو اچھے طریقے سے نبھانا ایمان کی علامت ہے۔

اس واقعے سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے تعلق والوں کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ایک قسم کا سماجی معاہدہ ہے، جس کا نبھانا تکمیل ایمان ہے۔

عبادات سے شغف

ایک مرتبہ حضرت حولاؓ حضرت عائشہؓ کے پاس سے گزریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُن کے ہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت حولاؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ حولاؓ ہیں اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ (کثرت عبادات کی وجہ سے) رات کو نہیں سوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ ''رات کو نہیں سوتی؟ اس کو چاہیے کہ اتنا عمل کرے، جتنی طاقت رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ اجر دینے سے نہیں تھکتا جب تک تم عمل کرتے کرتے تھک نہ جاؤ''۔ [۲]

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے کہا کہ یہ رات کو کثرت سے نماز پڑھتی ہیں جب ان پر نیند کا غلبہ آجاتا ہے تو اپنے آپ کو ایک رسی کے ساتھ باندھ کر لٹک جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

فَلْتُصَلِّ مَا قَوِيَتْ عَلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا نَعَسَتْ فَلْتَنَمْ [۳]

اس کو چاہیے کہ اپنی طاقت کے مطابق نماز پڑھے اور جب اونگھ آجائے تو سو جائے۔

---

[۱] أسد الغابة، ج۷، ص۷۷؛ الاستيعاب، ج۴، ص۲۷۷

[۲] صحيح مسلم: ۷۸۵؛ الإصابة، ج۵، ص۲۱۴؛ أسد الغابة، ج۷، ص۷۶۔۷۷

[۳] مسند أحمد: ۲۵۷۷۷

علم وفضل

ابن الجوزیؒ نے لکھا ہے کہ آپ فتویٰ دینے والی صحابیات میں سے تھیں۔ [1]

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا

نام ونسب: خولہ بنت حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرۃ بن ہلال ......بن سلیم کنیت اُم شریک اور قبیلہ بنو سلیم تھا۔

شوہر کا نام: مشہور صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعون آپ کے شوہر تھے۔

ماں کا نام: ضعیفہ بنت العاص بن امیہ بن عبد شمس [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کا بندوبست کرنا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان نثار بیوی اُم المومنین حضرت خدیجہؓ فوت ہوئیں تو آپ اُن کی جدائی کی وجہ سے غمگین رہنے لگے کیونکہ وہ آپ کی سچی مددگار تھیں اور گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرنے والی تھیں۔ حضرت خولہؓ بنت حکیم نے جب آپ کے دکھ کو دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا اورآپ کی مدد کے لیے خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: **يَا رَسُولَ اللهِ ! إِنِّي أَرَاكَ قَدْ دَخَلَتْكَ خَلَّةٌ لِفَقْدِ خَدِيجَةَ** ''یا رسول اللہ! میں آپ کو حضرت خدیجہؓ کی جدائی کی وجہ سے غمگین دیکھتی ہوں!'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **أَجَل أُمُّ العِيَالِ وَرَبَّةُ البَيتِ** ''ہاں بچوں اور گھر کی دیکھ بھال اُن کے ذمے تھی۔'' پھر سیدہ خولہؓ نے عرض کیا کہ ''اگر اجازت ہو تو میں آپ کی شادی کے لیے کسی کو پیغام دوں؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے کر فرمایا کہ ''تم گروہِ خواتین نرم دل اور مہربان ہو۔'' چنانچہ حضرت خولہؓ بنت حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِیما پر حضرت سودہؓ اور

---

[1] إعلام الموقعين، ج۱، ص۱۰

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۲۵؛ الإصابة، ج۵، ص۲۱۹

حضرت عائشہؓ کے والدین کے ساتھ ضروری گفتگو کی اور اُن کو نکاح کا پیغام دیا، جو انھوں نے قبول کیا اور اس طرح شادی ہوگئی۔ [1]

خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کرنا

ایک روایت ہے کہ حضرت خولہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتی تھیں اور آپؓ نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے شادی نہیں کی۔ [2] یہ غالباً مدنی دور کا واقعہ تھا جب حضرت عثمانؓ بن مظعون فوت ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے حقوق کی حفاظت کا اہتمام فرمانا

ایک مرتبہ حضرت خولہؓ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ کی ظاہری حالت اچھی نہیں تھی جب حضرت عائشہؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے؟ آپ نے جواب دیا: زَوجِی یَقُومُ اللَّیلَ وَیَصُومُ النَّھَارَ ''میرا شوہر رات کو نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے'' (مراد یہ تھی کہ میری طرف توجہ نہیں کرتا)۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے واقعہ بیان کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے ملاقات کر کے ارشاد فرمایا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّ الرَّهْبَانِيَّةَ لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا، أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ، فَوَاللهِ إِنِّي أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَحْفَظُكُمْ لِحُدُودِهِ [3]

عثمان! ہمارے اوپر رہبانیت فرض نہیں کی گئی ہے۔ کیا تمھارے لیے میرا اُسوہ کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں تم لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اس کی حدود کی حفاظت کرتا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمانؓ کو بلا کر یہ نصیحت کی:

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۱۴۷؛ ابن سعد، ج۸،ص۲۷۱

[2] ابن سعد، ج۸،ص۳۲۵؛ الإصابة، ج۵،ص۲۱۹

[3] مسند أحمد: ۲۵۳۶۵

يَا عُثْمَانُ أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي قَالَ : لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ قَالَ : فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ فَاتَّقِ اللهَ يَا عُثْمَانُ فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ [1]

اے عثمان! کیا تم میری سنت سے اِعراض کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! بلکہ مجھے تو آپ کی سنت ہی مطلوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سوتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور روزہ چھوڑتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تمھارے گھر والوں کا تمھارے اوپر حق ہے، تمھارے مہمان کا تمھارے اوپر حق ہے اور تمھارے نفس کا بھی تمھارے اوپر حق ہے۔ پس روزہ رکھو اور اور چھوڑو بھی اور نماز پڑھو اور سوؤ بھی۔

خدماتِ حدیث

آپ سے پندرہ احادیث مروی ہیں۔ [2] آپ سے روایت کرنے والوں میں سعد بن مالک، سعد بن ابی وقاص، الربیع بن مالک، [3] سعید بن المسیب، [4] بشر بن سعد، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ [5]

حضرت دُرَّہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا

نام ونسب: درۃ بنت ابی لہب بن عبد المطلب

شوہر کا نام: حارث بن عبد اللہ بن نوفل یا دحیہ بن خلیفہ الکلبی

---

[1] سنن أبي داود: ۱۳۶۹

[2] جوامع السيرة، ص ۲۷۴

[3] الإصابة، ج ۵، ص ۲۱۹

[4] ابن سعد، ج ۸، ص ۳۲۵

[5] تهذيب التهذيب، ج ۱۲، ص ۴۱۵

اولاد: عقبہ، ولید، ابو مسلم بن حارث

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تعلق تھا۔

ہجرت رفضیلت

حضرت دُرہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر کے مدینے کی طرف ہجرت کی اور بنو زُریق کے رافع بن معلیٰ کے گھر ٹھیری۔ اس قبیلے کی کچھ خواتین نے آپ کو کہا کہ ”تم ابولہب کی بیٹی ہو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ (المسد۱۱۱:۱) ’ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ نامراد ہو گیا‘، اس لیے تمھیں تمھاری ہجرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔“

حضرت دُرہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو بارگاہ نبوی میں شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکایت سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر جب ظہر کی نماز پڑھائی تو منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ، مَا لِي أُوذَى فِي أَهْلِي؟ وَاللّٰهِ إِنَّ شَفَاعَتِي لَتَنَالُ حَيَّ ارحَاء، وَحُكْمَا وصَدَاءَ، وسَلْهَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]

لوگو! مجھے اپنے اہل کے بارے میں کیوں ایذا دیتے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! میری شفاعت میرے قرابت داروں کو ضرور پہنچے گی، یہاں تک کہ قبائل ارحاء، حکما، صدی اور سلہب کو بھی قیامت کے دن اس کا فائدہ پہنچے گا۔

دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُؤْذُونَنِي فِي نَسَبِي وَذَوِي رَحِمِي، أَلَا وَمَن آذىٰ نَسَبِي وَذَوِي رَحِمِي فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ [2]

لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے اپنے نسب والوں اور رشتہ داروں کے بارے میں ایذا دیتے ہیں؟ خبردار! جس نے میرے نسب والوں اور رشتہ داروں کو ایذا دی، اُس نے مجھے ایذا

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۲۳۰، أسد الغابة، ج۷،ص۱۰۳

[2] أسد الغابة، ج۷،ص۱۳۹

دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

خدمتِ نبوی

حضرت دُرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو وضو کے لیے پانی طلب فرمایا۔ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں کوزے کی طرف بڑھیں، لیکن میں نے پہل کر کے کوزہ لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کر کے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكِ [۱] ''تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔''

حصولِ علم کا جذبہ

آپ دینی اُمور کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتی رہتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے پوچھا: مَنْ أَتْقَى النَّاسِ يَارَسُولَ اللهِ؟ ''یا رسول اللہ! سب سے زیادہ متقی کون ہے؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أَتْقَاهُمْ آمِرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ [۲] ''زیادہ متقی وہ ہیں جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور صلہ رحمی زیادہ کرتے ہیں۔''

خدماتِ حدیث

آپ سے تین احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔ [۳] آپ سے آپ کے شوہر اور چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی ہیں۔ [۴]

---

[۱] مسند أحمد: ۲۳۸۶۶

[۲] الإصابة، ج۵، ص۲۳۰

[۳] جوامع السيرة، ص۲۹۴

[۴] الإصابة، ج۵، ص۲۳۱

شعروشاعری کا ذوق

زِرِکلیؒ نے لکھا ہے کہ آپ شاعرہ تھیں اور جنگ فجار کے بارے میں آپ سے اشعار منقول ہیں۔[1]

وفات

آپ سن بیس ہجری بمطابق ۶۴۰ء کے لگ بھگ فوت ہوئیں۔[2]

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما

نام ونسب: زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد
قبیلہ: قریش کی شاخ بنومخزوم سے آپ تعلق تھا۔

آپ اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ کی بیٹی تھیں، حبشہ میں پیدا ہوئیں اور اپنی ماں کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔ جب حضرت اُم سلمہؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی ہوئی تو آپ اُن کی گود میں تھیں، اس طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پرورش پائی۔ عبداللہ بن زمعہ اسدی[3] آپ کے شوہر اور حضرت اسما بنت ابی بکرؓ رضاعی ماں تھیں۔[4]

حکمِ رسول پر عمل کرنے کی تاکید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی کہ جب کسی نام میں کوئی عیب دیکھتے تو اُسے تبدیل فرمادیتے تھے۔ حضرت محمد بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو زینب بنت ابی سلمہؓ نے مجھے منع کر کے فرمایا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ نَهىٰ

---

[1] الأعلام، ج۲،ص۳۳۸؛أعلام النساء، ج۱،ص۴۰۹
[2] أعلام النساء، ج۱،ص۴۰۹؛ألاعلام، ج۲،ص۳۳۸
[3] أسد الغابة، ج۷،ص۱۳۳
[4] تهذيب التهذيب، ج۱۲،ص۴۲۱؛ابن سعد، ج۸،ص۴۶۲

عَنْ هٰذا الاِسْمِ ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خودستائی کی وجہ سے) اس نام سے منع کیا ہے''۔ پھر فرمایا کہ میرا نام بھی برہ رکھا گیا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل کر کے زینب رکھا اور ارشاد فرمایا: لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ. اَللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ ''اپنے آپ کو پاک باور نہ کراؤ، اللہ تعالیٰ کو زیادہ علم ہے کہ تم میں نیک کون ہے۔'' آپ کا ارشاد سن کر لوگوں نے کہا کہ پھر کیا نام رکھیں تو آپ نے فرمایا کہ ''زینب نام رکھو۔''[1]

برکتِ نبوی

حضرت زینب رض جب بچی تھیں تو آپ کی ماں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غسل کے وقت بھیجتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از راہِ شفقت آپ کے چہرے پر پانی چھڑک دیتے اور واپس کر دیتے تھے۔ اس حدیث کے راوی حضرت عطاف رح فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رض بوڑھی ہو گئیں لیکن پھر بھی آپ کے چہرے پر جوانی کی تر و تازگی تھی۔[2]

بیٹوں کی شہادت

حادثۂ حَرّہ[3] میں آپ کے دو بیٹے شہید ہوئے۔ جب اُن کی لاشیں لا کر آپ کے سامنے رکھی گئیں تو آپ نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا کہ دونوں کی مصیبت میرے لیے زیادہ ہے لیکن اُن میں ایک پر دوسرے سے زیادہ غمگین ہوں کیونکہ وہ گھر میں بیٹھا رہا اور ظالموں نے گھر میں آ کر اس کو قتل کیا، جبکہ دوسرا خود جنگ میں کُودا تھا اس لیے اس کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتی۔[4]

---

[1] صحيح مسلم: ۲۱۴۲؛ سنن أبي داود: ۴۹۵۳؛ الإصابة، ج۵، ص۲۳۹

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۳۳؛ الشفاء، ص۳۲۰

[3] واقعۂ حرہ (مدینہ کے مشرق میں واقع ایک سیاہ پتھریلی زمین) اسلامی تاریخ کا ایک نہایت المناک سانحہ ہے جو 63 ہجری میں یزید کے دورِ حکومت میں مدینہ منورہ میں پیش آیا۔ اس میں اہلِ مدینہ پر شامی فوج نے شدید ظلم کیا۔ اس کی وجہ اہل مدینہ کا یزید کی ناجائز حکومت کو تسلیم نہ کرنا تھا۔

[4] أسد الغابة، ج۷، ص۱۳۳

علم و فضل

چونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پرورش پائی تھی، اس لیے علم و فضل میں آپ کی حیثیت ممتاز تھی۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں کسی فقیہہ خاتون کا ذکر کرتے تھے تو حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے تھے۔[1] حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: كَانَتْ مِنْ أَفْقَهِ نِسَاءِ أَهْلِ زَمَانِهَا[2] ''اپنے زمانے کی فقیہہ ترین خواتین میں سے تھیں''۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ فتویٰ دینے والی صحابیات میں سے تھیں۔[3]

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سات احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔[4] آپ کے حلقۂ تلامذہ میں علی بن حسین، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عروہ بن زبیر، محمد بن عطا[5]، ابوعبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ، محمد بن عمرو بن عطاء، حمید بن نافع المدنی، عراک بن مالک، کلیب بن وائل اور ابوقلابہ جرمی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[6]

وفات

آپ تہتر ہجری میں فوت ہوئیں اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔[7]

---

[1] تهذيب التهذيب، ج١٢، ص٤٢١
[2] الاستيعاب، ج٤، ص١٨٥٥
[3] إعلام الموقعين، ج١، ص١٠
[4] جوامع السيرة، ص٢٨٧
[5] الإصابة، ج٥، ص٢٣٩
[6] صحيح مسلم: ٢١٤٢؛ سنن أبي داود: ٤٩٥٣؛ الإصابة، ج٥، ص٢٣٩
[7] تهذيب التهذيب، ج١٢، ص٤٢١

حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا

نام ونسب: سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عبد الشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو عامر بن لوی سے آپ کا تعلق تھا۔

شادی: آپ کی یکے بعد دیگرے حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ، عبد اللہؓ بن الاسود، شماخؓ بن سعید اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف شادی ہوئی۔

ماں کا نام: فاطمہ بنت عبد العزیٰ بن ابی قتبیس بن عبدود بن نصر بن مالک

اولاد: محمد بن ابو حذیفہ، سلیط بن عبد اللہ، عامر بن شماخ، سالم بن عبد الرحمٰن

قبول اسلام اور ہجرت

آپ نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کیا اور ہجرت حبشہ اولیٰ، ثانیہ اور ہجرت مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ حبشہ ہی میں آپ کا بیٹا محمد بن ابو حذیفہ پیدا ہوا تھا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے لیے خصوصی رعایت دینا

حضرت سہلہؓ کے شوہر حضرت ابو حذیفہؓ نے حضرت سالمؓ کو منہ بولا بیٹا بنا یا ہوا تھا اور اپنی بھتیجی ہند بنت عتبہ سے شادی کرائی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ بے روک ٹوک آپ کے گھر آیا جایا کرتے تھے۔

جب منہ بولے بیٹوں کے بارے میں احکام نازل ہوئے کہ ان کو اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ "سالم کو ہم بیٹا ہی سمجھتے ہیں، وہ ہمارے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہے، وہ کام کاج کے کپڑوں میں ہمیں دیکھ لیتا ہے اور اب اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام نازل ہو گئے ہیں تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور خاص حضرت سہلہؓ کو اجازت دی کہ وہ اپنا دودھ (کسی برتن میں نکال کر) حضرت سالمؓ کو پلائے۔ اس طرح وہ ان کا رضاعی بیٹا بن جائے گا۔

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۴؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۶

حضرت سہلہؓ نے ایسا ہی کیا اور حضرت ابو حذیفہؓ کو بتایا کہ اب وہ اس کا رضاعی بیٹا بن چکا ہے۔ چنانچہ ان کی ناگواری ختم ہوگئی۔ [1]

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت سالمؓ کے لیے بطور خاص اجازت تھی ورنہ اس عمر میں دودھ پلانے سے نہ ہمارے پاس کوئی آتا اور نہ ہمیں دیکھتا۔ حضرت عائشہؓ کے سوا سب ازواج مطہراتؓ کا یہی موقف تھا۔ [2]

علم وفضل

ابن الجوزیؒ نے لکھا ہے کہ آپ فتویٰ دینے والی صحابیات میں سے تھیں [3] آپ سے دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ [4]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت شِفا بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: شفا بنت عبد اللہ بن ہاشم بن خلف بن عبد شمس بن ضداد بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی۔ قریش کی ذیلی شاخ بنو عدی سے آپ کا تعلق تھا۔

کنیت: اُم سلیمان

ماں کا نام: فاطمہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمر بن مخزوم

شوہر کا نام: آپ نے اپنے قبیلے میں ہی پہلے ابو خیثمہ بن حذیفہ سے شادی کی۔ اس کے بعد

---

[1] سنن أبي داود: ۲۰۶۱؛ صحيح البخاري: ۵۰۸۸؛ صحيح مسلم: ۱۴۵۳، صحیح مسلم کی روایت کے مطابق منہ بولے بیٹوں سے متعلق احکام کے نزول کے بعد حضرت ابو حذیفہؓ کو حضرت سالمؓ کا آنا جانا ناگوار تھا، کیونکہ اس وقت وہ جوان تھا۔

[2] سنن النسائی، کتاب النکاح، باب رضاع الکبیر

[3] إعلام الموقعين، ج۱، ص۱۱

[4] جوامع السيرة، ص۲۹۷

مرزوق بن حذیفہ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئیں۔

قبول اسلام

آپ قدیم الاسلام تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت اور ہجرت کی سعادت آپ کو حاصل تھی۔ [1]

آپ کا داعیانہ مزاج

حضرت شفاؓ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کوئی چیز مانگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معذرت کی لیکن آپ پھر بھی اصرار کرتی رہیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا تو وہ اپنی بیٹی کے ہاں چلی گئیں جو حضرت شرحبیلؓ کی اہلیہ تھیں۔ جب حضرت شفاؓ نے وہاں جا کر دیکھا کہ نماز کے وقت حضرت شرحبیلؓ گھر پر ہیں تو اُن کو ملامت کر کے کہنے لگیں: قَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَأَنْتَ فِي الْبَيْتِ؟ ''نماز کا وقت ہوگیا ہے اور تم گھر میں بیٹھے ہو؟'' حضرت شرحبیلؓ نے عرض کیا کہ ''میرے پاس ایک ہی پیوند لگا ہوا کپڑا تھا اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عارضی طور پر لیا ہوا ہے، اس لیے مجھے ملامت نہ کیجیے۔''

حضرت شفاؓ پر حقیقت حال واضح ہوگئی تو فرمایا:

بِأَبِي وَأُمِّي كُنْتُ أَلُومُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ وَهٰذِهِ حَالُهُ وَلَا أَشْعُرُ [2]

میرے ماں باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، مجھے پتہ نہیں تھا آپ کا حال یہ ہے اور میں دن بھر سے آپ کو ملامت کر رہی ہوں۔

حضرت حفصہؓ کو تعلیم دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شفاؓ پڑھی لکھی خاتون تھیں۔ اس لیے یہ خدمت اُن ہی کی سپرد فرمائی تھی۔

---

[1] الإصابة، ج۵، ص ۲۶۱؛ ابن سعد، ج۸، ص ۳۸۳

[2] الإصابة، ج۵، ص ۲۶۱

حضرت شفاؓ فرماتی ہیں کہ وہ حضرت حفصہؓ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

أَلاَ تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِهَا الْكِتَابَةَ [1]

کیا تم اسے پھنسیوں کا دم نہیں سکھاؤ گی جس طرح تم نے اس کو لکھنا سکھایا ہے؟

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت شفاؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ وہ جھاڑ پھونک کر دیا کرتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کے الفاظ پیش کردیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر آپ کو اجازت دی ۔جس میں رقیۃ النملہ (پھنسیوں کا دم) بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: اِرْقِي بِهَا وَعَلِّمِيهَا حَفْصَةَ [2] ''اس کے ذریعے دم کیا کرو اور حفصہ کو بھی یہ سکھا دو۔''

رُقیۃ النملہ کا ترجمہ عام طور پر اُردو سیرت نگاروں نے چیونٹی کا دم کیا ہے لیکن یہ سمجھ سے باہر ہے۔ بلاذریؒ نے زمخشریؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ نملہ وہ دانے ہیں جو پہلو میں نکلتے ہیں اور زرد رنگ کے دانے بھی کہ وہ بھی چیونٹی کی طرح چھوٹے چھوٹے اور منتشر ہوتے ہیں۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی حضرت شفاؓ کے ہاں جا کر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک تہہ بند اور بستر بنایا ہوا تھا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہ بستر آپ کے پاس بطورِ تبرک محفوظ رہا یہاں تک کہ مروان بن حکم نے وہ آپ سے لے لیا۔ [4]

---

[1] سنن أبي داود: ۳۸۸۷؛ مسند أحمد: ۲۶۵۵۵

[2] الإصابة، ج۵، ص۲۶۱؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۶۲؛ مسند أحمد: ۲۵۹۱۱

[3] فتوح البلدان، ج۲، ص۲۵۲

[4] أسد الغابة، ج۷، ص۱۶۲؛ الاستيعاب، ج۴، ص۱۸۶۹

بازار کی نگرانی پر تقرر

ائمہ سیرت نے لکھا ہے کہ حضرت شفا رضی اللہ عنہا پڑھی لکھی اور صاحب عقل خاتون تھیں۔ آپ کی انتظامی قابلیت کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بازار کی نگرانی پر مامور کیا تھا۔ اور یہ خدمت صرف آپ کے لیے ثابت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو رائے میں مقدم رکھتے تھے اور آپ کی رضامندی کا خیال فرماتے تھے۔[1]

معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''ممکن ہے عہد نبوی میں بھی وہ یہ کام کرتی رہی ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جاری رکھا ہو، ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنی بڑی جرأت نہ کرتے۔''[2]

عورتوں کی خدمات کا عمومی دائرۂ کار ترجیحاً اُن کا گھر اور خاندان ہے لیکن سیرت کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خاص صلاحیتوں کی حامل خواتین کو شرعی حدود کے اندر بیرونِ خانہ بھی خدمات کا موقع دیا جاتا رہا ہے۔

خدماتِ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے بارہ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔[3] آپ کے حلقۂ تلامذہ میں اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، سلیمان بن ابی خیثمہ، اسحاق،[4] ابوبکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ اور عثمان بن سلیمان بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[5]

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۹؛ الإصابة، ج۵، ص۲۶۱؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۶۲

[2] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی، ص۹۸

[3] جوامع السیرۃ، ص۲۸۵

[4] تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۴۲۸

[5] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مدینے میں حکاکین [1] کے پاس گھر دیا ہوا تھا جس میں آپ اپنے بیٹے سلیمان بن ابی خیثمہ کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ [2]

وفات

آپ سن بیس ہجری میں فوت ہوئیں۔ [3]

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا

نام ونسب: صفیہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی

ماں کا نام: ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام کی والدہ تھیں۔ قریش کی شاخ بنو ہاشم سے آپ کا تعلق تھا۔

شادی: سب سے پہلے آپ کا نکاح ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب سے ہوا۔ اس کی وفات کے بعد عوام بن خویلد سے نکاحِ ثانی ہوا، جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔

قبولِ اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بالاتفاق اسلام قبول کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور مدینے کی طرف ہجرت کی۔ [4]

---

[1] حکاکین کندہ کاری کے بازار (Engraver's Market) کو کہتے ہیں۔

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۶۲؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۹

[3] أعلام النساء، ج۲، ص۳۰۱

[4] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۳؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۷۱

آغازِ دعوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ

جب اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء۲۶: ۲۱۴) ''اپنے قریب ترین رشتہ کو خبردار کرو۔'' نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں مغموم و متفکر ہو کر بیٹھ گئے۔ آپ کی پھوپھیاں [1] پُرسانِ حال کے لیے آپ کے گھر آ گئیں اور اپنے خاندان میں ابولہب کے مزاج سے واقفیت کی بنا پر مشورہ دیا کہ فَادْعُهُمْ وَلَا تَدَعْ أَبَا لَهَبٍ فِيهِمْ، فَإِنَّهُ غَيْرُ مُجِيبِكَ ''سب کو دعوت دیجیے، سوائے ابولہب کے، کیونکہ وہ ماننے والا نہیں ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی رائے کے برخلاف جب ابولہب سمیت سب کو بلایا تو اس نے مخالفت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ [2]

حضرت صفیہ ؓ کا مشورہ مخلصانہ، درست اور عملی نوعیت کا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصیرت ان سے کہیں آگے تھی، اس لیے آپ نے ان کا مشورہ قبول نہیں کیا۔

ڈاکٹر اختر حسین عزمی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت صفیہ ؓ کی رائے درست ہونے کے باوجود اسے کھانے پر بلانا اس لیے ضروری تھا کہ وہ نہ صرف آپ ؐ کا حقیقی چچا تھا بلکہ آپ ؐ کا قریب ترین ہمسایہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ؐ کا سمدھی بھی تھا۔ آپ ؐ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہ ؓ اور حضرت اُم کلثوم ؓ ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں، اگرچہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ جب آپ ؐ خاندان کے دیگر افراد کو دعوت دے رہے تھے تو اسے کیسے نظر انداز کر سکتے تھے؟ اس طرح تو اسے بھتیجے کی مخالفت کا ایک اخلاقی جواز مل جاتا کہ جب محمد ؐ بن عبداللہ نے مجھے سارے خاندان میں حقیر سمجھا ہے تو میں بھی اس کی تحقیر کروں گا۔ [3]

---

[1] سیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دو ہی پھوپھیاں مسلمان ہوئی تھیں، یعنی حضرت صفیہ ؓ اور حضرت اروی ؓ۔ ان دونوں میں حضرت صفیہ ؓ اسلام لانے میں قدیم تر تھیں۔ قوی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ بات حضرت صفیہ ؓ نے کی ہو گی کیونکہ حضرت اروی ؓ نے مکی دور میں تاخیر سے اسلام قبول کیا تھا۔

[2] الکامل فی التاریخ، ج۱، ص ۲۵۸

[3] ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن لاہور، شمارہ مئی ۲۰۲۵ء، مضمون ''دعوت دین میں سماجی رشتوں کی اہمیت''، ص ۱۸

میدانِ اُحد چھوڑنے والوں کو جھڑکنا

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بلند حوصلہ اور بہادر خاتون تھیں۔ آپ اس وصف میں مردوں سے بھی بڑھ کر تھیں۔ اس بات پر آپ کی سیرت و کردار گواہ ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحد کے دن میدان جنگ کی طرف آئیں، اُن کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جو لوگ میدن جنگ سے چھوڑ کر جا رہے تھے آپ نیزہ اُن کے چہروں کی طرف بڑھا بڑھا کر اُن کو شرم دلاتی تھیں اور غصے سے کہتی تھیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو؟......[1]

آپ کا صبر و استقامت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی جان نثار جماعت نے غلبۂ دین کے لیے جو بھی قربانیاں دیں، اُن میں اس پاک عہد کی خواتین کا بالواسطہ اور بلاواسطہ بہت بڑا کردار رہا ہے۔ اگر خواتین مصائب کے وقت میں اتنے بڑے حوصلے کا مظاہرہ نہ کرتیں تو عقل کی دنیا میں اس درجے کا ایک بھرپور اور ہمہ جہت تبدیلی کا امکان نہیں تھا۔ اس حوالے سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا مقام بہت بلند تھا۔ جو آج کے دُعاۃ اور داعیات کے لیے تحریک اور تقلید کا بہت عمدہ نمونہ ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جان نثار صحابی تھے۔ غزوۂ بدر میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے بعد جب وہ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے تو مشرکین پہلے سے اس تاک میں تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے اس شیر کا کسی طرح کام تمام کر دیں۔ انھوں نے اس مقصد کے لیے ایک غلام کو آزادی کا لالچ دے کر تیار کیا تھا۔ غلام نے موقع دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ اس کے بعد مشرکین نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ناک، کان اور دیگر اعضا کاٹ کر اپنا غصہ ٹھنڈا

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۴

کیا۔انھوں نے آپ کا سینہ چاک کر کے کلیجہ بھی نکالا،جس کو چبا کر پھینک دیا۔جب حضرت صفیہؓ کو اس دل دوز واقعے کا علم ہوا تو اپنے بھائی کو دیکھنے کے لیے میدان جنگ میں حاضر ہوئیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو حضرت زبیرؓ کو حکم دیا کہ حضرت صفیہؓ بھائی کی لاش کو دیکھنے نہ پائے۔کیونکہ حقیقی بھائی کے ساتھ اس طرح کے بہیمانہ سلوک پر بہن کے جو جذبات ہو سکتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے بخوبی آگاہ تھے۔جب حضرت زبیرؓ نے والدہ کو روکنا چاہا تو انھوں نے یہ ایمان افروز جواب دیا:

لِمَ ؟فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ مُثِّلَ بِأَخِي، وَذَاكَ فِي اللهِ، فَمَا أَرْضَانَا بِمَا كَانَ مِن ذٰلِكَ، لَأَصْبِرَنَّ وَلَأَحْتَسِبَنَّ إِنْ شَاءَ اللهُ ''کیوں؟ بے شک مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے بھائی کا مثلہ کیا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوا ہے اس لیے جو کچھ بھی ہوا ہے، میں اس پر بالکل راضی ہوں،ان شاءاللہ میں صبر کروں گی اور ثواب کی اُمید رکھوں گی۔''

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے جذبات کا علم ہوا تو بھائی کی لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔حضرت صفیہؓ نے بھائی کی لاش کے پاس آ کر إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور اُن کے لیے دعائے مغفرت کی۔[1]

مسند احمد میں ہے کہ حضرت صفیہؓ میدان اُحد میں بھائی کی لاش کے پاس آئیں تو بھائی کے کفن کے لیے دو کپڑے بھی ساتھ لائی تھیں۔[2]

ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ جب آپ کے بھائی حضرت حمزہؓ شہید کیے گئے تو یہ آپ پر بہت شاق گزرا اور آپ نے بہت زیادہ صبر کیا۔[3]

سنن ترمذی اور سنن ابوداود کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہؓ کی لاش کے پاس آئے تو فرمایا:

---

[1] ابن هشام، ج۱،ص۹۷؛البداية والنهاية، ج۳،ص۱۷۵؛تاریخ طبری، ج۲،ص۲۰۸

[2] مسند أحمد:۱۴۲۱

[3] أسد الغابة، ج۷،ص۱۷۱۔۱۷۲

لَوْلاَ أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِي نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ حَتَّى يُحْشَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ بُطُونِهَا ... [1]

اگر صفیہ کو یہ بات ناگوار نہ ہوتی تو میں حمزہ کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا کہ چرند پرند اس کو کھا لیتے اور قیامت کے دن ان کے پیٹوں سے اٹھائی جاتی۔

شیرِ خدا کی شہادت پر آپ کے اشعار

شعر وشاعری اور خطابت عہدِ نبوت کا طاقتور ترین میڈیا تھا۔ جن سے حالت امن اور حالت جنگ دونوں میں بھرپور کام لیا جاتا تھا۔ کافر اور مسلمان دونوں اس کو بطورِ ہتھیار استعمال کرتے تھے۔ آج کے دور میں بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ دلیل وبرہان اور یہ فنِ لطیف دونوں مل کر دعوت کی تاثیر کو کئی گنا بڑھا دیتے ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنی بے پناہ دیگر صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ شعر وشاعری کا بھی عمدہ ذوق رکھتی تھیں۔ اپنے والد، پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر آپ سے مرثیے منقول ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسد اللہ واسد الرسول کی شہادت پر آپ سے جو مرثیہ منسوب ہے، اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

فَقَالَ خَبِيرٌ إِنَّ حَمْزَةَ قَدْ ثُوِي وَزِيرُ رَسُولِ اللهِ خَيْرَ وَزِير

دَعَاهُ إِلٰهُ الْحَقِّ ذُو الْعَرْشِ دَعْوَةً إِلٰى جَنَّةٍ يُحْيَا بِهَا وَالسُّرُور

فَذٰلِكَ مَا كُنَّا نُرَجِّي وَنَرْتَجِي لِحَمْزَةَ يَوْمَ الْحَشْرِ خَيْرَ مَصِير

فَوَاللهِ لَا أَنْسَاكَ مَا هَبَّتِ الصَّبَاءُ بُكَاءً وَحُزْنًا مَحْضَرِي وَمَسِيرِي

عَلٰى أَسَدِ اللهِ الَّذِي كَانَ مِدْرَهًا يَذُودُ عَنِ الْإِسْلَامِ كُلَّ كَفُور [2]

پس خبر دینے والے نے کہا کہ حمزہ کو دفن کر دیا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین مددگار تھا۔ اللہ تعالیٰ صاحب عرش نے اسے جنت کی طرف بلایا ہے، جس میں وہ زندہ اور خوش ہوگا۔ ہم بھی اسی کی تمنا کرتے ہیں اور حمزہ کے لیے بھی روز محشر بہتر انجام کی امید رکھتے

[1] سنن الترمذی: ۱۰۱۶؛ سنن أبي داود: ۳۱۳۶؛ مسند أحمد: ۱۱۸۹۱

[2] البداية والنهاية، ج۳، ص۱۹۸

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! (اے حمزہ) جب تک بادِ صبا چلتی رہے گی، میں تمھیں نہیں بھولوں گی اور اللہ تعالیٰ کے شیر پر، جو سردار تھا اور ہر کافر سے اسلام کا دفاع کرتا تھا، سفر و حضر میں میرا غم اور رونا جاری رہے گا۔

شجاعت

غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں کے بچے اور عورتیں حضرت حسانؓ بن ثابت کے قلعے ''فارع'' میں تھے کیونکہ وہ مدینے کے مضبوط قلعوں میں سے تھا۔ حضرت صفیہؓ بھی اسی قلعے میں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ مدینے سے باہر خندق میں دشمن سے برسرِ پیکار تھے اور قلعے کے پیچھے سے کسی حملے کی صورت میں وہ عورتوں اور بچوں کی مدد کے لیے نہیں آسکتے تھے۔ مدینے کے پڑوس ہی میں یہود بنو قریظہ اپنا معاہدہ توڑ چکے تھے اور اُن کی طرف سے مسلسل خطرہ تھا۔

ایسے حالات میں ایک یہودی اُسی قلعے، جس میں خواتین اور بچے تھے، کے گرد گھوم پھر کر اندر کے حالات کا جائزہ لینے لگا۔ حضرت صفیہؓ نے اس کو دیکھا تو حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ ایک یہودی قلعے کے گرد چکر لگا رہا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہمارے حالات کی خبر پیچھے یہودیوں کو دے گا، اس لیے آپ اُتر کر اس کو قتل کر دیجیے۔ حضرت حسانؓ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے، اگر میں اس کام کے قابل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میدان جنگ میں ہوتا۔

حضرت صفیہؓ نے یہ جواب سن کر خود ہی کپڑے سمیٹے اور خیمے کا بانس (ابن حجرؒ کے مطابق تلوار) لے کر نیچے اُتریں اور یہودی کے سر پر مار کر اسے قتل کر دیا، پھر قلعے میں واپس آ کر حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ جا کر اس کا سامان تو اٹھا کر لے آؤ۔ چونکہ مقتول مرد تھا اس لیے آپ خود نہیں گئیں کیونکہ ایسا کرنا آپ کی فطری حیا داری کے خلاف تھا۔ حضرت حسانؓ نے اس کے جواب میں بھی فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کسی

کافر کا مسلمان عورت کے ہاتھوں پہلا قتل تھا۔[۱]

حافظ ابن حجرؒ کے مطابق قتل کرنے کے بعد حضرت صفیہؓ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ اس کے سر کو نیچے یہودیوں کی طرف پھینک دو تاکہ وہ مرعوب ہوجائیں۔لیکن جب حضرت حسانؓ نے اس سے بھی عذر ظاہر کیا تو حضرت صفیہؓ نے خود ہی اس کا سر یہودیوں کی طرف پھینک دیا، جس کو دیکھ کر وہ منتشر ہوگئے اور کہنے لگے کہ ''ہمیں یقین تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے گھر والوں کی حفاظت کیے بغیر یوں ہی چھوڑنے والے نہیں ہیں۔''[۲]

اس طرح اس نازک موقع پر حضرت صفیہؓ کی شجاعت اور ذہانت کی وجہ سے قلعہ یہودیوں کے فتنے سے محفوظ رہا۔اس سے سبق ملتا ہے کہ خواتین کو آگے بڑھ کر دین کی خدمت وحفاظت کے کاموں میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر غم کا اظہار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر آپ نے جو مرثیہ کہا اُس کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

أَلَا يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتَ رَجَائَنَا وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا
وَكُنْتَ رَحِيمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيَا
فِدًى لِرَسُولِ اللهِ أُمِّي وَخَالَتِي وَعَمِّي وَخَالِي ثُمَّ نَفْسِي وَمَالِيَا
فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى نَبِيَّنَا سَعِدْنَا وَلٰكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَاضِيَا
عَلَيْكَ مِنَ اللهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً وَأُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْنِ رَاضِيَا[۳]

یا رسول اللہ! آپ ہماری اُمید تھے، آپ ہمارے محسن تھے، ظالم نہ تھے۔آپ رحم کرنے والے، ہدایت کرنے والے اور تعلیم دینے والے تھے، آج رونے والے کو آپ پر رونا چاہیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میری ماں، خالہ، چچا، ماموں اور میری جان ومال قربان ہوں۔کاش! اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ رکھتے تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوتی لیکن

---

[۱] أسد الغابة، ج۷، ص۱۷۲؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۴۱۔۲۴۲؛ ابن هشام، ج۲، ص۲۲۸

[۲] الإصابة، ج۵، ص۱۸۰

[۳] در منثور، ج۲، ص۱۵

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے۔آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بہت سلام ہو اور آپ اَبدی باغات میں راضی ہو کر داخل ہوں۔

اسی موقع سے متعلق درج ذیل اشعار بھی آپ سے منسوب ہیں۔

لِفَقْدِ رَسُولِ اللهِ إِذْ حَانَ يَومُهُ　　فَيَا عَينُ جُودِي بِالدُّمُوعِ السَّوَاجِمِ
نَبِيٌّ أَتَى بِالْحَقِّ وَ النُّورِ وَ الْهُدٰى　　وَنَحْنُ عُمَاةٌ فِي سَبِيلِ الْمَحَارِمِ
فَقَدْ هَدَّنَا فَقْدُ الرَّسُولِ فَأَعْوِلِي　　بِحُزْنٍ طَوِيلٍ آخِرَ الدَّهْرِ دَائِمٌ [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کا دن آیا ہے، پس اے آنکھ! آپ کے غم میں خوب آنسو برساؤ۔ایسے نبی جو حق، روشنی اور ہدایت لے کر آئے تھے جبکہ ہم حرام چیزوں کے پہچاننے سے بھی اندھے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے سے گویا ہماری کمر ٹوٹ گئی، اے آنکھ ایک ایسے طویل، دائمی اور نہ ختم ہونے والے غم پر خوب رو۔

تلامذہ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام اور حضرت ہند رضی اللہ عنہا بنت حارث نے آپ سے روایت کی ہے۔ [۲]

وفات

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تہتر برس کی عمر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سن بیس ہجری میں فوت ہوئیں اور ابن اثیر رحمہ اللہ کے مطابق جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ [۳] جبکہ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے جائے تدفین حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کی حویلی لکھی ہے۔ [۴]

---

[۱] الإصابة، ج۸، ص۲۶۵
[۲] أيضاً، ص۱۷۹
[۳] أسد الغابة، ج۷، ص۱۷۱؛ زرقاني، ج۴، ص۴۹۰
[۴] الاستيعاب، ج۴، ص۱۸۷۳

حضرت ضُباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب، آپ کی کنیت اُم حکیم تھی اور بنو ہاشم سے تعلق تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود آپ کے شوہر اور عبداللہ، کریمہ اولاد تھیں۔ [1] آپ کو راہِ خدا میں ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی شادی کرانا

ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود گفتگو کر رہے تھے۔ دورانِ گفتگو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود سے پوچھا کہ ''تم شادی کیوں نہیں کرتے؟'' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ ''تم اپنی بیٹی ہی مجھ سے بیاہ دو۔'' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو یہ بات ناگوار گزری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں تو اس کے لیے تیار ہوں''، پھر اپنی چچا زاد بہن ضباعہ رضی اللہ عنہا جو عقل مند اور خوبصورت تھی، اس سے بیاہ دی۔ [3]

داعیِ اعظم کی خدمت

ایک مرتبہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک بکری ذبح کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو کسی کو آپ کے ہاں بھیج کر پیغام دیا کہ ہمیں بھی اپنی بکری سے کھلاؤ۔ چونکہ اس وقت بکری کا گوشت ختم ہو گیا تھا اور صرف گردن باقی تھی اور آپ گردن کو ادنیٰ چیز سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجنا مناسب نہیں سمجھتی تھیں، اس لیے فرمایا کہ اس میں سے صرف گردن بچی ہے وَأَنَا اسْتَحِي أَنْ أُرْسِلَ إِلىٰ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِالرَّقَبَةِ... [4] ''اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گردن بھیجتے ہوئے شرم آتی

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۲۷۲، تهذيب الأسماء، ج۲، ص۳۵۰

[2] سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۷۴

[3] تاریخ إسلام، عهد خلفائے راشدین، ۴۱۹

[4] الإصابة، ج۵، ص۲۷۲؛ زاد المعاد، ج۴، ص۲۱۸

ہے۔'' اس شخص نے حضرت ضباعہؓ سے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت حال بتا دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دوبارہ آپ کی خدمت میں بھیج کر ارشاد فرمایا: ''جا کر اس کو بتا دو، اسی (گردن) کو ہمارے پاس بھیج دو، کیونکہ یہ بکری کے اوپر کا حصہ ہے، بکری میں اچھائی کے نزدیک اور تکلیف دہ چیز سے دور ہے۔''

غور کی بات یہ ہے کہ حضرت ضباعہؓ اپنی دانست میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر چیز بھیجنا چاہتی تھیں جو ایک مستحسن جذبہ تھا۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حقیر چیز کی بھی ناقدری نہیں فرما رہے ہیں اور اس کی خوبیوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں جو مثبت طرز عمل اپنانے کی عملی تعلیم ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک موقع پر حضرت ضباعہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا، آپ نے تناول فرمایا اور دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔ [1]

زائرینِ مصطفیٰ کی خدمت

ایک دفعہ یمن سے تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لیے مدینہ آیا۔ انھوں نے سواریوں کو حضرت ضباعہؓ کے گھر کے پاس روکا، حضرت مقدادؓ نے نکل کر وفد کا استقبال کیا اور اپنے ہاں ٹھیرایا۔ آپ نے حَیس [2] کا وہ تھال مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا جو ان کی آمد سے پہلے حضرت ضباعہؓ نے گھر والوں کے لیے تیار کیا تھا۔ وفد نے جی بھر کر کھایا اور برتن میں تھوڑا سا چھوڑ کر واپس کر دیا۔ حضرت ضباعہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے وہ کھانا ایک چھوٹی رکابی میں ڈال کر اپنی باندی سِدرہ کے ہاتھوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو اس سے پوچھا: ''ضباعہ نے بھیجا ہے؟'' باندی نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے ہدیہ قبول کر کے مہمانوں کا پوچھا تو

---

[1] الإصابة، ج۸، ص۲۷۲

[2] ایک قسم کا حلوہ جو کھجور، پنیر، گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا تھا۔

باندی نے کہا کہ ہمارے پاس ٹھیرے ہوئے ہیں۔ کھانا اتنا بابرکت تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر والوں اور باندی سمیت کھایا لیکن پھر بھی بچ گیا۔ باندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق بقیہ کھانا لے گئی اور مہمان جب تک ٹھیرے رہے، وہ اس سے کھاتے رہے۔ جب کھانے میں کوئی کمی نہیں آئی تو ان کو بھی تعجب ہوا اور کہنے لگے:

إِنّكَ لَتَنهَلُنَا مِنْ أَحَبّ الطّعَامِ إِلَيْنَا مَا كُنّا نَقْدِرُ عَلَى مِثْلِ هَذَا إِلّا فِي الْحِينِ...[۱]

ابومعبد (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی کنیت)! آپ نے ہمیں بہترین کھانا جی بھر کر کھلایا، ہم تو اس طرح کا کھانا ایک وقت ہی کھا سکتے تھے۔ اور ہم نے سنا ہے کہ آپ کے علاقے میں کھانا پتے وغیرہ ہے حالانکہ ہم تو آپ کے پاس سیر ہی رہے۔ وفد کے جواب میں حضرت ابومعبد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کی برکت ہے۔ جب وفد کے شرکا نے یہ سنا تو وہ مسلمان ہوگئے اور ان کے یقین میں اضافہ ہوا۔ کچھ دن ٹھیرے رہے، دین کے احکام سیکھے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحائف کے ساتھ رخصت ہوئے۔

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گیارہ احادیثِ روایت کی ہیں۔[۲] آپ کے حلقۂ تلامذہ میں عبداللہ بن عباس، جابر، انس، عائشہ، اسحاق بن عبداللہ بن حارث، عروہ بن زبیر، زینب بنت نبیط[۳]، کریمہ بنت مقداد، سعید بن المسیب اور اعرج رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[۴]

وفات

آپ کے سن وفات کے بارے میں متعین معلومات دستیاب نہیں ہیں بس اتنا معلوم

---

[۱] زاد المعاد، ج۳، ص۶۵۶

[۲] جوامع السیرۃ، ص۲۸۵

[۳] الإصابة، ج۵، ص۲۷۲

[۴] تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۴۳۲

ہے کہ سن چالیس ہجری کے بعد تک زندہ رہیں۔ [1]

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

نام ونسب: فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی

شادی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور حضرت علیؓ کے والد ابو طالب کی اہلیہ تھیں۔

ماں کا نام: فاطمہ بنت قیس بن ہدم بن رواحہ بن عامر بن لؤی، جو حضرت خدیجہؓ کے نانا زائدہ بن الاصم کی چچازاد بیٹی تھیں۔

اولاد: طالب، عقیل، جعفر، علی، اُم ہانی، جمانہ، ریطہ

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تعلق تھا۔

قبول اسلام

مکہ میں دعوت کے آغاز میں اسلام قبول کیا اور ہجرت مدینہ کی سعادت پائی۔ [2]

بارگاہِ نبوی میں قدر ومنزلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے، اِس لیے آپ کی پرورش اور سرپرستی کی خدمت آپ کے دادا اور اس کے بعد آپ کے چچا ابو طالب نے سرانجام دی۔ حضرت فاطمہؓ ابو طالب کی بیوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن اور جوانی کی عمر اُن کے سامنے گزاری۔ ابو طالب کی طرح حضرت فاطمہؓ بھی آپ پر بے حد مہربان تھیں۔ جب شعب ابی طالب میں سب بنو ہاشم محصور ہو گئے تو حضرت فاطمہؓ نے بھی اُن کے ساتھ تمام صعوبتیں برداشت کیں۔

آپ کی بے شمار خدمات کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ مہربانی کا سلوک

---

[1] سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۷۵

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۱

فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے ملنے کے لیے گھر تشریف لے جاتے تھے اور کبھی کبھی آپ کے ہاں دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے۔ [۱]

ہجرت

تاریخ اور سیر کی کتابوں میں ایک واقعہ آتا ہے کہ جب حضرت علی رض نے حضرت فاطمہ رض سے شادی کی تو اپنی والدہ حضرت فاطمہ رض بنت اسد سے فرمایا:

اَكْفِي فَاطِمَةَ بنت رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِقَايَةَ الْمَاءِ، وَالذَّهَابَ فِي الْحَاجَةِ، وتَكْفِيكِ خِدْمَةَ الدَّاخِلِ الطَّحْنَ، وَالْعَجْنَ [۲]

میں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی بھر کے دیا کروں گا اور اس کی باہر کی ضروریات پوری کروں گا۔ اور وہ آپ کے لیے گھر کے اندر کے کام کاج روٹی پکانا ور آٹا گوندھنا وغیرہ کیا کرے گی۔

چونکہ حضرت علی رض کی شادی مدینے میں ہوئی تھی اس لیے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رض بنت اسد نے مدینے کو ہجرت فرمائی تھی۔ اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہوتا کہ گھریلو کام کاج اور بہو کا ساس کی خدمت کرنا عہدِ نبوت کی برگزیدہ خواتین کی روایت رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہدیہ

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے ہدیے میں ریشمی دھاری دار کپڑا آیا، آپ نے حضرت علی رض کو حکم دیا کہ اس سے فواطم (فاطمہ کی جمع) کے لیے اوڑھنیاں بناؤ۔ چنانچہ اس سے چار اوڑھنیاں بنائی گئیں۔ ایک فاطمہ رض بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، ایک فاطمہ رض بنت اسد کے لیے، ایک فاطمہ رض بنت حمزہ کے لیے......راوی نے چوتھی کا نام نہیں لیا۔ [۳]

---

[۱] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۱

[۲] الإصابة، ج۵، ص۲۸۵؛ الاستیعاب، ج۴، ص۹۳۔ ۱۸۹۴

[۳] أسد الغابة، ج۷، ص۲۱۵

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا رخراج تحسین

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور سر کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: رَحِمَكِ اللهُ يَا أُمِّي بَعْدَ أُمِّي ''اے میری ماں کے بعد ماں، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔'' پھر اُن کی تعریف کی اور تکفین کے لیے اپنی قمیص عطا کی۔ اس کے بعد حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ، ابو ایوب رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اور ایک سیاہ فام غلام کو قبر کھودنے کو کہا، وہ حکم کے مطابق قبر کھودنے لگے جب لحد تک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں تشریف لے جا کر خود اپنے دست مبارک سے لحد کھودی اور اس سے مٹی نکالی اور اس میں برکت کے لیے لیٹ گئے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے یوں دعا کی:

اَللّٰهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ، اِغْفِرْ لِأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ، وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي، فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [1]

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے، وہ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔ الٰہی! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما، اس کی قبر کو کشادہ فرما، اپنے نبی کی خاطر اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی خاطر، کیونکہ تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

جب جنازہ لے جایا جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جنازے کو کندھا دیتے اور کبھی اس سے آگے اور کبھی پیچھے ہو کر چلتے، جب تدفین سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

جَزَاكِ اللهُ مِنْ أُمٍّ رَبِيبَةٍ خَيْرًا فَنِعْمَ الْأُمُّ وَنِعْمَ الرَّبِيبَةُ كُنْتِ لِي [2]

میری بہترین پرورش کرنے والی ماں! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ میرے لیے کیا ہی اچھی ماں اور کیا ہی اچھی پرورش کرنے والی تھیں!

جب تدفین مکمل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو سلوک کیا، اس طرح کسی اور کے ساتھ نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

---

[1] وفاء الوفاء، ج۳، ص۸۹۸-۸۹۹

[2] أیضاً

إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ أَبِي طَالِبٍ أَبَرَّ بِي مِنْهَا، إِنَّمَا أَلْبَسْتُهَا قَمِيصِي لِتُكْسَى مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ فِي قَبْرِهَا لِيُهَوَّنَ عَلَيْهَا عَذَابُ الْقَبْرِ [1]

ابوطالب کے بعد اُن سے زیادہ مجھ پر کوئی مہربان نہیں تھا، میں نے ان کو اپنی قمیص اس لیے پہنائی کہ اس کی برکت سے ان کو جنت کی قمیص پہنائی جائے اور میں ان کی قبر میں اس لیے لیٹا کہ ان پر عذاب قبر میں تخفیف کی جائے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

نام ونسب: فاطمہ بنت خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ

اُم جمیل کنیت اور لقب اُمیمہ تھا۔ قریش کی شاخ بنوعدی سے تعلق تھا۔

شوہر: حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو آپ کے شوہر تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ [2]

ہجرت

آپ قدیم الاسلام تھیں اور اپنے شوہر حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید جو آپ کے چچازاد بھائی تھے، کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ [3]

آپ رضی اللہ عنہا کی اِستقامت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے موجبِ ایمان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ خود اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی نیت سے نکلا۔ راستے میں بنومخزوم کا ایک آدمی نُعیم رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ ملا۔ اس نے پوچھا: ''عمر کدھر کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں جس نے اپنے دین کو چھوڑا، قریش کو تقسیم کر دیا، ان کے صاحب عقل

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۲۱۳؛ الإصابة، ج۵، ص۲۸۵؛ الاستيعاب، ج۴، ص۱۸۹۱

[2] الإصابة، ج۵، ص۲۸۷؛ الاستيعاب، ج۴، ص۱۸۹۲

[3] الاستيعاب، ج۲، ص۶۱۵

لوگوں کو بے وقوف کہا، ان کے دین میں عیب نکالا اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہا۔''
نعیمؓ نے کہا: ''عمر تمھیں اپنے نفس نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کیا تو تمھارا کیا خیال ہے بنو عبد مناف تمھیں زمین پر زندہ چلتا پھرتا چھوڑ دیں گے؟ تم اپنے گھر کیوں نہیں جاتے تا کہ اپنے گھر والوں کے معاملات درست کرو؟'' حضرت عمرؓ نے پوچھا: ''اُن کو کیا ہے؟'' حضرت نعیمؓ نے کہا: ''تیری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متبع بن گئے ہیں۔''

حضرت عمر جوشِ غضب سے بے قرار ہو گئے اور سیدھے بہن کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُن کے ساتھ حضرت خبابؓ بن الارت بھی تھے جو اُن کو قرآن کریم پڑھانے کے لیے وہاں آتے تھے۔ اُن کو حضرت عمرؓ کی آمد کا پتہ چلا تو وہیں کہیں چھپ گئے۔ حضرت فاطمہؓ نے پہلے قرآن کریم کے اوراق چھپائے، پھر دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ نے آتے ہی بہن سے کہا: يَا عَدُوَّةَ نَفْسِهَا أَصَبَوتِ؟ ''اپنی جان کی دشمن! کیا تم دین سے پھر گئی ہو؟'' اور ساتھ ہی کوئی چیز اٹھا کر بہن کے سر پر ماری۔ چوٹ اتنی سخت تھی کہ اُن کے سر سے خون جاری ہو گیا، حضرت فاطمہؓ درد سے رو کر کہنے لگیں: يَا ابْنَ الخَطَّابِ، مَا كُنْتَ صَانِعًا فَاصْنَعْهُ فَقَدْ أَسْلَمْتُ ''خطاب کے بیٹے! جو کرنا ہے کر لو، بے شک میں مسلمان ہو گئی ہوں۔''[1]

دوسری روایت میں اور زیادہ بہادری اور حوصلہ مندی کا ثبوت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے بہنوئی کو بھی مار مار کر لہولہان کر دیا تو آپ کی بہن نے آپ کے سر کو پکڑ کر کہا:

أَتَضْرِبُنِي يَا عَدُوَّ اللهِ عَلَى أَنْ أُوَحِّدَ اللهَ. لَقَدْ أَسْلَمْنَا عَلَى رَغْمِ أَنْفِكَ[2]
دشمنِ خدا! تم مجھے اس لیے مار رہے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائی ہوں، بے شک ہم مسلمان ہو گئے ہیں، تیری ناک خاک آلود ہو۔

---

[1] زرقانی، ج۲، ص۵؛ الإصابة، ج۵، ص۲۸۷
[2] زرقانی، ج۲، ص۵

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے خون دیکھا تو شرم آئی اور اُن سے کہا کہ ''مجھے بھی وہ کتاب دکھاؤ، جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے کر آیا ہے۔'' حضرت فاطمہؓ نے جواب میں کہا: إِنَّهُ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ فَإِنْ كُنْتَ صَادِقاً فَقُمْ فَاغْتَسِلْ ''بے شک اس کو ناپاک نہیں چھو سکتے، اگر تم سچے ہو تو اُٹھ کر پہلے غسل کرو۔''

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں غسل کر کے آیا اور بیٹھ گیا تو انھوں نے مجھے اوراق دکھائے جن میں سورۂ طٰہٰ کی پہلی آٹھ آیات لکھی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر کلام اللہ کی دھاک بیٹھ گئی، چنانچہ میں نے کہا: مِنْ هٰذا فَرَّتْ قُرَيش؟ ''قریش اس سے بھاگے ہیں؟'' پھر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدھر ہیں؟'' تو بہن نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے پیشِ نظر) کہا: ''تمھیں اللہ تعالیٰ کی قسم! تم وہاں ایسا کوئی کام تو نہ کرو گے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہو اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ ہو؟'' میں نے وعدہ کر لیا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارِ اَرقم میں ہیں، چنانچہ میں نے وہاں جا کر اسلام قبول کیا۔ [1]

زُرقانیؒ نے لکھا ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ حضرت عمرؓ کو قرآن پاک کے اوراق دینے لگیں تو حضرت خبابؓ بن الارت نے کہا: أَتَدْفَعِينَ كِتَابَ اللهِ إِلَى كَافِرٍ؟ ''تم ایک کافر کو اللہ تعالیٰ کی کتاب دیتی ہو؟'' حضرت فاطمہؓ نے جواب میں کہا: نَعَمْ، إِنِّي أَرْجُوا أَنْ يَهْدِيَ اللهُ أَخِي [2] ''جی ہاں! میں امید کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو ہدایت دے گا۔''

یہ واقعہ کئی لحاظ سے آج کی خواتین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ حق اگر واضح ہو جائے تو

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۲۸۷؛ ابن هشام، ج۱، ص۳۴۴۔۳۴۵؛ البداية والنهاية، ج۲، ص۴۳۳

[2] زرقاني، ج۲، ص۶

خاندان کا انتظار کیے بغیر فوراً قبول کرنا، دین سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش، تکالیف برداشت کر کے حق پر ثابت قدمی اور جرأت کا مظاہرہ کرنا، پیغمبر اور قائد کی حفاظت کے لیے فکرمندی اور سخت سے سخت مخالف کے بارے میں بھی یہ اُمید رکھنا کہ وہ حق قبول کر سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہ جب جانی دشمن بھی اپنے کیے پر شرمندہ ہو اور حق کی طرف میلان ظاہر کرے تو ذاتی بغض و کینہ کو چھوڑ کر اس کو گلے لگانا چاہیے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی مدد/تسلی

جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسلام لانے کے بعد ایک دفعہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے کے لیے خطبہ دیا تو جواب میں لوگوں نے آپ کو خوب مارا، یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور لوگوں نے سمجھا کہ شاید آپ فوت ہو گئے ہیں۔ جب شام کو ہوش میں آئے تو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پوچھتے رہے۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ ''اللہ کی قسم! مجھے تمھارے ساتھی کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔'' حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ جا کر اُم جمیل ؓ بنت خطاب سے پوچھو۔ چنانچہ اُم الخیر، حضرت اُم جمیل ؓ کے پاس آئی اور واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت اُم جمیل ؓ نے اس کے سامنے تو اپنے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے اس کے ساتھ ہو کر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس چلی گئیں۔ (چونکہ آپ کو علم تھا کہ اُم الخیر مسلمان نہیں ہے اس لیے حالات کی نزاکت کے پیش نظر اور حفاظت کے نقطۂ نظر (security point of view) سے اس کو کچھ بھی نہیں بتایا۔)

جب حضرت اُم جمیل ؓ نے دیکھا کہ واقعی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے ساتھ ایسا ہوا ہے تو برداشت نہ کر سکیں اور چیخ کر فرمایا: وَاللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا نَالُوا مِنْكَ هٰذَا لَأَهْلُ فِسْقٍ وَ كُفْرٍ، وَإِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ يَنْتَقِمَ اللّٰهُ لَكَ ''اللہ تعالیٰ کی قسم! جن لوگوں نے آپ کے ساتھ ایسا کیا ہے وہ فاسق اور کافر ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اُمید کرتی ہوں کہ وہ اُن سے آپ کا انتقام ضرور لے گا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا حال پوچھا تو حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہا نے کہا کہ "آپ کی ماں سن رہی ہے!" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "اس کی طرف سے تم جاسوسی کی فکر نہ کرو۔" تب حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صحیح سلامت ہیں اور دار ارقم میں ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کچھ سکون ہوا تو حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہا اور اُم الخیر آپ کو سہارا دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں... [1]

یہ واقعہ مدد اور جرأت کی تصویر ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھ داری اور بصیرت مندی کا بھی عمدہ مرقع ہے۔

باکمال خاتون

آپ رضی اللہ عنہا نے انتہائی نازک دور میں اسلام قبول کیا، اس پر استقامت کا مظاہرہ کیا اور دعوت دین کی خدمت سرانجام دی۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے نامور سپوت آپ کی کوششوں کا حاصل ہیں۔ معروف لبنانی ادیبہ زینب بنت علی آپ کی شخصیت کا ایک جامع نقشہ پیش کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

كَانَتْ أَدِيبَةً فَاضِلَةً عَاقِلَةً مُحِبَّةً لِلْخَيرِ كَارِهَةً لِلشَّرِ آمِرَةً بِالْمَعْرُوفِ نَاهِيَةً عَنِ الْمُنْكَرِ...تَعْضُدُ الإِسْلَامَ وَتُحَرِّضُ نِسَاءَ قُرَيشٍ عَلٰى اتِّبَاعِهِ... [2]

آپ ادیبہ، فاضلہ، عاقلہ، نیکی سے محبت کرنے والی، برائی سے نفرت کرنے والی، نیکی کا حکم کرنے والی اور برائی سے منع کرنے والی تھیں... آپ اسلام کی مدد کرتی تھیں اور خواتین قریش کو اس کی اطاعت پر ابھارتی تھیں یہاں تک کہ (آپ کی کوششوں سے) اسلام میں بہت سارے مرد و عورت داخل ہو گئے۔

وفات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئیں۔ [3]

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۳۳۸_۳۳۹؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۱۴_۳۱۵

[2] درمنثور، ج۲، ص۱۶۷

[3] أيضاً

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

نام ونسب: فاطمہ بنت قیس بن خالد الاکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر، قریش کی شاخ بنوفہر سے آپ کا تعلق تھا۔

آپ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بنت قیس کی بہن اور اُمیمہ بنت ربیعہ کی بیٹی تھیں۔ ابوعمر رضی اللہ عنہ بن حفص بن مغیرہ سے آپ کی شادی ہوئی۔ اُن کی طلاق کے بعد حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔ آپ اولین مہاجرات میں سے تھیں۔ [1]

بے مثال اطاعت کا جذبہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کو اپنے پہلے شوہر حضرت ابوعمرو رضی اللہ عنہ بن حفص نے طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق انھوں نے اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ بن اُم مکتوم کے گھر عدت گزاری کیونکہ وہ نابینا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ عدت گزر جائے تو مجھے اطلاع دینا۔ جب عدت گزر گئی تو آپ نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان، ابوجہم رضی اللہ عنہ بن خذیفہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ بن زید نے نکاح کے لیے پیغامات بھجوائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لاَ مَالَ لَهُ وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلَكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ''معاویہ تو فقیر آدمی ہے اس کے پاس کچھ مال نہیں ہے، ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارتا ہے، البتہ اسامہ سے شادی کرلو۔''

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طبعاً یہ رشتہ پسند نہ تھا اس لیے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اصرار کر کے فرمایا: طَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ خَيرٌ لَكِ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہی تمھاری بہتری ہے۔'' چنانچہ انھوں نے (اپنی خواہش کے برعکس) حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے شادی کرلی اور یہ رشتہ اتنا مبارک ثابت ہوا کہ لوگ اس پر

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۵۔۳۸۶؛ الإصابة، ج۵، ص۲۹۰

رشک کرنے لگے۔[1]

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شخص کے پیغام نکاح کے بارے میں آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: أَلَا تَنْكِحِينَ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ ''کیا تم اس سے شادی نہیں کرو گی جو مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے؟''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ فَأَنْكِحْنِي مَنْ أَحْبَبْتَ ''یارسول اللہ! کیوں نہیں، آپ جس سے بھی چاہیں اُن سے میرا نکاح کرادیں۔'' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرادیا۔[2]

ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں کو بھی یہ رشتہ پسند نہ تھا لیکن اس کے باوجود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

لَا أُنْكِحُ إِلَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...[3]

میں تو سوائے اس کے کسی سے نکاح نہیں کروں گی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ چنانچہ اسی سے شادی کرلی۔

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس اور اُن کے شوہر کے درمیان طلاق کے بعد خرچے اور رہائش پر اختلاف ہوا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

وَاللهِ لَأُعْلِمَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا كَانَ لِي نَفَقَةٌ أَخَذْتُ الَّذِي يُصْلِحُنِي وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لِي نَفَقَةٌ لَمْ آخُذْ مِنْهُ شَيْئًا[4]

میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے آگاہ کروں گی، اگر میں خرچے کی مستحق ہوئی تو اپنی ضروریات کے مطابق لوں گی اور اگر خرچہ لینا میرا حق نہ ہوا تو اس سے کچھ بھی نہ لوں گی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ نفقہ اپنا حق سمجھتی تھیں اس لیے اس کے حصول کے لیے بھرپور

---

[1] صحيح مسلم: ۱۴۸۰؛ مسند أحمد: ۲۶۷۷۹؛ سنن أبي داود: ۲۲۸۴

[2] مسند أحمد: ۲۶۸۰۳

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۵_۳۸۶

[4] صحيح مسلم: ۱۴۸۰

کوشش کی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ اُن کے خلاف دیا تو بلا چوں و چرا قبول کرلیا۔اس کے برعکس آج کل کی مسلمان مردوخواتین کا حال یہ ہے کہ طلاق کی صورت میں طرفین ایک دوسرے پر بھاری بھرکم الزامات کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے مالی حقوق بھی تلف کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔جو اسلامی اخلاق وکردار سے متضاد اور قابلِ اصلاح رویہ ہے۔

فہمِ شریعت کی جستجو

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنگن کی زکاۃ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: إِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ ''بے شک زکاۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہوتا ہے۔'' پھر یہ آیت تلاوت کی:﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ...﴾ (البقرۃ۲:۱۷۷) ''نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخرت اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے...''[1]

اس میں ترغیب اس بات کی طرف ہے کہ مسلمانوں کو فرض زکاۃ کے علاوہ بھی خیرات وصدقات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

خدماتِ حدیث/فقہ

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ صاحب عقل وجمال اور با کمال خاتون تھیں۔حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے موقع پر شوریٰ کا اجلاس آپ ہی کے گھر میں ہوا

---

[1] سنن الترمذی:۶۵۹؛ الإصابة، ج۵،ص۲۹۱

تھا۔[۱] ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ فقیہہ صحابیات میں سے تھیں، وہ صحابہ کے ساتھ علمی بحث کیا کرتی تھیں۔[۲]

آپ سے چونتیس احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔[۳] قصہ جساسہ بھی آپ سے مروی ہے۔آپ کے مستفیدین میں درج ذیل بزرگ شامل ہیں۔

عبداللہ بن عباس، جابر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، قبیصہ بن ذؤیب، الاسود، شعبی، ابوبکر بن صحیر۔[۴] قاسم بن ابی بکر، ابوبکر بن ابی جہم، سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن عبداللہ بن عبید، سلیمان بن یسار، عبداللہ البہی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان، عبدالرحمٰن بن عاصم بن ثابت، تمیم مولی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہم[۵]

وفات

خلافتِ معاویہ میں پچاس ہجری بمطابق ۶۷۰ء کے لگ بھگ فوت ہوئیں۔[۶]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت ہند بنت اُثاثہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ہند بنت اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبد مناف

حضرت ابوجندبؓ آپ کے شوہر اور حضرت مِسطح بن اُثاثہ بھائی تھے۔ ریطہ آپ کی بیٹی تھیں۔آپ شعروشاعری میں ممتاز تھیں۔

---

[۱] الاستیعاب، ج۴،ص۱۹۰۱؛ تهذیب التهذیب، ج۱۲،ص۴۴۴؛ أسد الغابة، ج۷،ص۲۲۵

[۲] زادالمعاد، ج۵،ص۵۲۸

[۳] جوامع السیرة، ص۲۸۱

[۴] الإصابة، ج۵،ص۲۹۰

[۵] تهذیب التهذیب، ج۱۲،ص۴۴۴

[۶] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۳۱۹؛ الأعلام، ج۵،ص۱۳۱

غزوات میں شرکت: غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر [1]

ہجرت

چونکہ آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا جو مکہ میں آباد تھا اور آپ سے غزوۂ اُحد کے موقع پر اشعار منقول ہیں، اسی طرح غزوۂ خیبر میں بھی آپ موجود تھیں، یہ دونوں مدنی زندگی کے واقعات ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور غزوۂ اُحد اور پھر غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔

غزوۂ اُحد میں ہند بنت عتبہ کے رَجزیہ اشعار کا جواب

شعر و شاعری، پروپیگنڈے اور دشمن کے حوصلوں کو پست کرنے کے سب بڑے ذرائع میں سے تھی۔ اس میدان میں مہارت دعوت کے لیے سلبی اور ایجابی دونوں پہلوؤں سے بہت اہم ہے۔ اپنی دعوت کو دوسروں تک پہنچانا ہو یا مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا ہو، دونوں میدانوں میں صحابیات نے اس ہتھیار سے دین کی بھرپور خدمت لی ہے۔

جب غزوۂ اُحد میں مشرکین کو وقتی طور پر کچھ کامیابی ہوئی تو ہند بنت عتبہ نے ایک چوٹی پر چڑھ کر یہ اشعار پڑھے:

نَحْنُ جَزَيْنَا كُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ — وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعْرِ
مَا كَانَ عَنْ عُتْبَةَ لِي مِنْ صَبْرٍ — وَلَا أَخِي وَ عَمِّهِ وَ بَكْرِي
شَفَيْتُ نَفْسِي وَقَضَيْتُ نَذْرِي — شَفَيْتَ وَحْشِيُّ غَلِيلَ صَدْرِي
فَشُكْرُ وَحْشِيٍّ عَلَيَّ عُمْرِي — حَتّٰى تَرِمَّ أَعْظُمِي فِي قَبْرِي [2]

ہم نے تمھارا جنگ بدر کا بدلہ اُتار دیا اور جنگ تو جنگ کے بعد بھی بھڑکتی ہے۔ مجھے (اپنے باپ) عتبہ پر صبر کرنے کی برداشت نہیں ہے، نہ ہی اپنے بڑے بھائی (ولید)، اور اس کے چچا (شیبہ) پر۔ میرا دل ٹھنڈا ہوگیا اور نذر پوری ہوگئی ہے۔ میرے سینے کے کینے کو وحشی (حضرت حمزہؓ کا قاتل) تو نے شفا بخش دی ہے۔ زندگی بھر وحشی کا شکر ادا کرنا

[1] الأعلام، ج۸، ص۹۶

[2] البداية والنهاية، ج۳، ص۱۶۹

میرے اوپر واجب ہے یہاں تک کہ قبر میں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں۔

اِن کے علاوہ اس موقع پر اس نے کچھ اور اشعار بھی پڑھے جس کے جواب میں حضرت ہندؓ بنت اُثاثہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

خَزِيتِ فِي بَدْرٍ وَ بَعْدَ بَدْرٍ — يَابِنْتَ وَقَّاعٍ عَظِيمِ الْكُفْرِ
صَبَّحَكِ اللّٰهُ غَدَاةَ الْفَجْرِ — فِي الْهَاشِمِيِّينَ الطِّوَالِ الزُّهْرِ
بِكُلِّ قَطَّاعٍ حُسَامٍ يَفْرِي — حَمْزَةُ لَيْثِي وَ عَلِيٌّ صَقْرِي
إِذَا رَامَ شَيْبٌ وَأَبُوكِ غَدْرِي — فَخَضَبَا مِنْهُ ضَوَاحِيَ النَّحْرِ

وَنَذْرُكِ السُّوءُ فَشَرُّ نَذْرٍ [1]

تو بدر میں بھی رُسوا ہوئی اور بدر کے بعد بھی رُسوائی تمھارا مقدر ہے۔ اے لوگوں کی برائی کرنے والے اور بڑے کافر کی بیٹی! طویل القامت اور خوبصورت ہاشمیوں کی طرف سے تمھیں صبح کے وقت جنگ کے لیے خوش آمدید۔ زبردست کاٹنے والی تلواروں کے ساتھ میرا شیر حمزہ اور میرا شاہین علی تیار تھے۔ جب شیبہ اور تیرے باپ (عتبہ) نے ہمارے نا قابل عبور میدان پر حملے کا ارادہ کیا تو انھوں (علی اور حمزہ) نے اُن کے سینوں کو چاک کر کے خون میں رنگ دیا۔ تیری نذر کیا ہی بری نذر تھی!

وفات

آپ نے دس ہجری کے لگ بھگ وفات پائی۔ [2]

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا

نام ونسب: برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن النعمان

کنیت: اُم ایمن

شادی: عبید بن زید جو بنوخزرج کی شاخ بنوحارث سے تھے، سے آپ کی شادی ہوئی۔ اس

[1] البداية والنهاية، ج۳، ص۱۶۹
[2] الأعلام، ج۸، ص۹۶

کے بعد حضرت زیدؓ بن حارثہ سے رشتۂ اِزدِواج میں منسلک ہوئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

اولاد: پہلے شوہر سے حضرت ایمنؓ پیدا ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے اور غزوۂ حنین میں شہید ہوئے، دوسرے شوہر سے حضرت اُسامہؓ پیدا ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے۔[1]

وطن: آپ کا تعلق حبشہ سے تھا، جب اَبرہہ کو مکے پر چڑھائی کرتے ہوئے شکست ہوئی تو آپ بھی قیدیوں میں شامل ہوگئیں اور عبدالمطلب کے قبضے میں آئیں۔[2]

قبول اسلام اور دو ہجرتوں کی سعادت

آپ قدیم الاسلام تھیں اور ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش

حضرت اُم ایمنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی کی باندی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو وہ آپ کی پرورش کی خدمت پر مامور ہوئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہوئے تو اُن کو آزاد کر کے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ سے شادی کرادی۔[4]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی چھے برس کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ آپ کو لے کر مدینہ جا رہی تھیں تاکہ عدی بن نجار کے لوگوں سے ملیں جو کہ آپ کے ماموں

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۲
[2] تهذيب الأسماء واللغات ج۲، ص۳۵۸
[3] أسد الغابة، ج۷، ص۲۹۱
[4] صحيح مسلم: ۱۷۷۱

لگتے تھے۔ راستے میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابوا پر حضرت آمنہ فوت ہوگئیں۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا اس موقع پر آپ کے ساتھ تھیں، چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آپ کو دادا کے پاس مکہ لے آئیں۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

ایک دفعہ آٹا چھان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چپاتی بنائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ''یہاں کے لوگ اس طرح کی روٹی بناتے ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ آپ کے لیے بھی اس طرح کی روٹی بنا کر خدمت کروں۔'' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے زہد نے یہ گوارا نہیں کیا اور) فرمایا کہ دوبارہ گوندھ کر روٹی بناؤ۔ [2]

ہجرت کی کرامات

حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا جب ہجرت کر کے مدینے جا رہی تھیں تو راستے میں شام کو اِفطاری کے وقت منصرف نامی ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ آپ روزے سے تھیں اور پیاس لگی ہوئی تھی لیکن پانی موجود نہیں تھا۔ اسی اَثنا میں کہ آپ پیاس کی وجہ سے نِڈھال تھیں، آسمان کی طرف سے سفید رسی سے بندھا ہوا ایک ڈول نیچے آیا جس سے آپ نے سیر ہو کر پانی پیا۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

مَا أَصَابَنِي بَعْدَ ذٰلِكَ عَطَشٌ وَلَقَدْ تَعَرَّضْتُ لِلْعَطَشِ بِالصَّوْمِ فِي الْهَوَاجِرِ فَمَا عَطِشْتُ بَعْدَ تِلْكَ الشَّرْبَةِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَصُومُ فِي الْيَوْمِ الْحَارِّ فَمَا أَعْطِشُ [3]

اس کے بعد مجھے کبھی (اس شدت سے) پیاس نہیں لگی حالانکہ میں نے سخت گرمی میں

---

[1] البداية والنهاية، ج٢،ص٢٣٧ـ٢٣٨؛تاريخ إسلام، ج السيرة النبوية،ص٥٠
[2] حلية الأولياء، ج٢،ص٦٨
[3] حلية الأولياء، ج٢،ص٦٧؛الروض الأنف ج٤،ص٩٢ـ٩٣؛سير أعلام النبلاء، ج٢،ص٢٢٤

روزوں کی پیاس کا سامنا کیا،لیکن اس پانی کے پینے کے وجہ سے میں نے پیاس محسوس نہیں کی ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تھی ۔اس کی تفصیل اسی کتاب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ہجرت کے ضمن میں ص ۲۶ پر ملاحظہ کیجیے۔وہ اگر چہ اس کے خلاف نہیں ہے لیکن اس میں یہ تفصیل مذکور نہیں ہے۔

غزوات میں مجاہدین کی خدمت

آپ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئیں اور مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کے علاج معالجے کا کام کیا کرتی تھیں۔آپ نے غزوۂ خیبر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی۔[1] اسی طرح غزوۂ حنین کے موقع پر بھی آپ رضی اللہ عنہا ساتھ موجود تھیں۔[2]

غزوۂ اُحد میں بھاگنے والوں پر عتاب

اسلام نے جنگوں میں خواتین کو باقاعدہ لڑنے کی ذمہ داریوں سے عام حالات میں سبک دوش کیا ہوا ہے۔قرنِ اول میں وہ جنگوں میں غیر حربی خدمات (Support Services) انجام دیا کرتی تھیں۔جن میں دیگر کاموں کے علاوہ اُن کے ذمہ مجاہدین کو جنگ پر آمادہ کرنا اور اُن کے حوصلے بڑھانا شامل ہوتا تھا۔خواتین کی اِن تدابیر نے بارہا جنگوں کے نتائج پر اثر ڈالا۔

غزوۂ اُحد کے دن جب بھگدڑ مچی اور کچھ لوگ بھاگنے لگے تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا اُن کے چہروں پر خاک پھینکنے لگیں اور اُن کو غیرت دلانے کے لیے کہنے لگی: هَاكَ الْمِغْزَلَ فَاغْزِلْ بِهِ

---

[1] ابن سعد، ج۸،ص۳۶۳؛ صفة الصفوة، ج۲،ص۲۹؛ کتاب المغازی، ج۱،ص۲۴۱

[2] ابن سعد، ج۸،ص۳۶۲

وَهَلُمَّ سَيْفَكَ... [1] ''چرخہ لو، اوراس سے سُوت کا تو[2] اور تم (مرد) اپنی تلوار ہمیں دو''، یہ کہہ کر دوسری عورتوں سمیت جنگ کی طرف متوجہ ہوئیں۔

غزوۂ حنین میں آپ کے جذبات

غزوۂ حنین کے موقع پر آپ نے کہا (آپ مسلمانوں کی ثابت قدمی کے لیے دعا کرنا چاہ رہی تھیں لیکن چونکہ زبان میں تنگی تھی اس لیے آپ سے جملہ درست ادا نہ ہوا اور کہا): سَبَّتَ اللهُ أَقْدَامَكُمْ (جو بد دعا کے الفاظ ہیں جس کا ترجمہ بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری ٹانگوں کو توڑ دے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا: اُسْكُتِي يَا أُمَّ أَيْمَنَ فَإِنَّكِ عَسْرَاءُ اللِّسَانِ ''اُم ایمن! تم خاموش رہو کیونکہ تمھاری زبان میں تنگی ہے۔''[3]

اگر سَبَّتَ اللهُ أَقْدَامَكُمْ کو اپنی حقیقی معنیٰ ''اللہ تعالیٰ تماری ٹانگوں کو توڑ دے'' پر محمول کیا جائے تو پھر اس کا خطاب میدان جنگ سے بھاگنے والوں یا کفار سے ہوگا۔ کیونکہ حضرت اُم ایمنؓ کی غیرت کو بزدلی گوارا نہیں تھی اور دیگر غزوات میں بھی آپ سے بھاگنے والوں پر عتاب ثابت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کا مطلب ہوگا کہ تم سخت زبان ہو (اور یہ جنگ کا نازک موقع ہے)۔ واللہ اعلم۔ عام طور پر سیرت نگاروں نے پہلی توجیہ کی ہے جو قوسین میں درج ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ سے مزاح کرنا

ایک دفعہ حضرت اُم ایمنؓ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے سواری کے لیے جانور عطا کیجیے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں تو اونٹنی کا بچہ ہی

---

[1] کتاب المغازی، ج۱، ص۲۷۸

[2] یہ اُن کو عار دلانے کے لیے کہا کیونکہ اس زمانے میں جنگ میں دوسرے غیر حربی کاموں کی طرح یہ کام خواتین کے سپرد ہوتا تھا۔

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۲؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۲۵

دوں گا۔'' حضرت اُم ایمنؓ نے دوبارہ درخواست کی: ''مجھے اونٹنی کا بچہ نہیں چاہیے جو میرا بوجھ بھی نہ اٹھا سکے۔'' رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ''میں تو اونٹنی کا بچہ ہی دوں گا۔'' اس طرح رسول اللہ ﷺ حضرت اُم ایمنؓ سے مزاح فرماتے تھے اور مزاح میں بھی حق بات ہی ارشاد فرماتے تھے کیونکہ ہر اونٹ، اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کارکنوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور تفریح بھی کیا کرتے تھے جو بہت سی پریشانیوں کا قدرتی علاج ہے۔ قائد کا ایک ادنیٰ رکن کے ساتھ بے تکلفی کا یہ تعلق تحریکوں کو استحکام فراہم کرتا ہے۔

بارگاہِ نبوی میں قدر و منزلت

رسول اللہ ﷺ جب کبھی حضرت اُم ایمنؓ کو پکارتے تو ''یا أُمِّي'' کہہ کر پکارتے تھے اور جب اُن کی طرف نظر فرماتے تھے تو ارشاد فرماتے تھے: هٰذِهِ بَقِيَّةُ أَهْلِ بَيْتِي[2] ''یہ میری اہل بیت کی باقی ماندہ ہیں۔'' آپ فرمایا کرتے تھے: أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي[3] ''اُم ایمن میری ماں کے بعد ماں ہیں۔''

اپنی خادمہ کی خدمات کا اس قدر اعتراف اور اُس کا اِس درجے کا احترام رسول اللہ ﷺ کا اُسوہ ہے۔ غور کی بات ہے کہ کیا ہم ایسا کرنے کو تیار ہیں؟

فضیلت / جنت کی بشارت

آپ کے بارے میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّجْ أُمَّ أَيْمَنَ[4]

جو جنتی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہو، اس کو چاہیے کہ اُم ایمن سے شادی کر لے۔

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۲؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۲۵

[2] المستدرك: ۶۹۱۱؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۶۲؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۲۴

[3] الاستیعاب، ج۴، ص۲۵۰؛ تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۴۵۹

[4] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں شریک ہونا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی اور حضرت زینبؓ کی بیٹی فوت ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اٹھایا، اپنے سینے کے ساتھ ملایا پھر اپنے ہاتھوں میں رکھا۔ اسی حالت میں وہ فوت ہوگئی تو حضرت اُم ایمنؓ رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے پاس ہیں اور تم رو رہی ہو؟ تو حضرت اُم ایمنؓ نے عرض کیا: مَا لِی لَا أَبْکِی وَرَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَبْکِی... ''میں کیوں نہیں روؤں گی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں؟......''[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرمِ محترم کا احترام

حضرت عائشہؓ کے بارے میں جب منافقین نے جھوٹ کا طوفان کھڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم ایمنؓ کی رائے بھی دریافت کی، جس کے جواب میں حضرت اُم ایمنؓ نے فرمایا:

> حَاشَی سَمْعِی وَبَصَرِی أَنْ أَکُونَ عَلِمْتُ أَوْ ظَنَنْتُ بِهَا قَطُّ إِلَّا خَیْرًا [2]
> میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو ایسی باتوں سے بچاتی ہوں، میں نے کبھی اُن کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی گمان نہیں کیا۔

اِنقطاعِ وحی پر رونا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا: اِنْطَلِقْ بِنَا إِلَی أُمِّ أَیْمَنَ نَزُورُهَا کَمَا کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَزُورُهَا ''ہمیں اُم ایمنؓ کے پاس لے کر چلو تا کہ ہم اُن کی زیارت کریں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی زیارت کیا کرتے تھے۔''

---

[1] سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب فی البکاء علی المیت؛ مسند أحمد: ۲۴۰۸

[2] کتاب المغازی، ج۲، ص ۴۳۱

چنانچہ دونوں حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں روئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: مَا يُبْكِيكِ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ "تمھیں کس چیز نے رُلا دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے رسول کے لیے بہترین انعامات ہیں"۔ تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا:

مَا أَبْكِي أَنْ لاَ أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ....[1]

میں اس لیے نہیں رو رہی ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے رسول کے لیے کیا کچھ ہیں بلکہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہوگیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں روئے۔

خدماتِ حدیث

آپ سے پانچ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔[2] آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بیٹے ایمن، انس بن مالک، طارق بن شہاب[3] ابو یزید مدنی اور حنش بن عبداللہ صنعانی رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[4]

وفات

آپ کے سن وفات میں شدید اختلاف ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔[5]

---

[1] صحیح مسلم: ۲۴۵۴؛ سنن ابن ماجه: ۱۶۳۵؛ البداية والنهاية، ج۴، ص۲۵۶

[2] جوامع السيرة، ص۲۷۹

[3] الإصابة، ج۵، ص۳۲۲

[4] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۵۹

[5] صحیح مسلم: ۱۷۷۱؛ البداية والنهاية، ج۵، ص۴۱

ابن الجوزیؒ نے چوبیس ہجری سن وفات لکھا ہے۔[1] حافظ ذہبیؒ سے ایک روایت کے مطابق سن گیارہ ہجری[2] حاکم نیشاپوریؒ، ابن سعدؒ اور حافظ ابن حجرؒ کے دوسرے قول (جو کہ دراصل واقدی کا قول ہے) کے مطابق خلافت عثمانی کے شروع میں فوت ہوئیں۔[3]

اگرچہ کچھ روایات اس طرح بھی منقول ہیں جن سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے خلافت عثمانی کے شروع میں وفات پائی تھی۔مثلاً آپ کا حضرت عمر فاروقؓ کی وفات پر یہ کہنا کہ آج اسلام کمزور ہو گیا۔[4] ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے آپ کے حکم پر خلافت عثمانی میں ایک درخت کی پیڑی کو کھوکھلی کر کے اس کا مغز نکالا تھا۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس زمانے تک زندہ تھیں۔[5] لیکن گروہ اول کی رائے جس میں امام مسلمؒ، حافظ ابن کثیرؒ، حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ (راجح قول کے مطابق) شامل ہیں، زیادہ قابل اعتماد ہے کیونکہ صحیح مسلم کی روایت کو بہر حال کتب تاریخ پر ترجیح حاصل ہے اور بیشتر محدثین نے بھی اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت اُم اسحاق غنویہ رضی اللہ عنہا

کنیت: اُم اسحاق، کتب سیرت وتاریخ میں آپ کے دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

اسلام کی خاطر شوہر کو چھوڑ کر ہجرت کرنا/صبر و استقامت

بیوی کی زندگی میں شوہر کا جو مقام ہوتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، لیکن اگر شوہر جہنم

---

[1] المنتظم، ج۴، ص۳۴۰

[2] العبر، ج۱، ص۲

[3] المستدرك: ۶۹۱۳؛ الإصابة، ج۵، ص۳۲۲؛ تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۶۰

[4] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۳

[5] تذکار صحابیات، ص۱۶۱

کے راستے پر چل پڑے تو ایک مسلمان بیوی کسی طرح اس کی رفاقت پر راضی نہیں ہو سکتی۔ عہد نبوت میں اس کی متعدد زرّیں مثالیں موجود ہیں کہ صحابہ کی طرح صحابیات نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لیے گھر بار اور پیارے رشتہ داروں کی قربانی دے کر مدینے کی طرف ہجرت کی۔ اس کی ایک عمدہ مثال حضرت اُم اسحاق رضی اللہ عنہا نے قائم کی۔ آپ فرماتی ہیں:

میں اپنے بھائی کے ہمراہ ہجرت کر کے جارہی تھی کہ راستے میں مجھے اپنے بھائی نے کہا: اُم اسحاق! تم ادھر ہی ٹھیرو، میں مکے میں زادِراہ بھول کر آ گیا ہوں۔ میں نے کہا: مجھے خدشہ ہے کہ مکے میں میرا فاسق شوہر کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ وہ یہ کہہ کر کہ ان شاء اللہ میں اس سے محفوظ رہوں گا، مکے کی طرف واپس چلے گئے۔ میں نے کئی دن وہاں انتظار کیا، پھر کسی نے مجھے بتایا کہ تمھارے شوہر نے تمھارے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو خود ہی مدینے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت وضو فرما رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ میرے بھائی شہید کر دیے گئے جس کے غم سے میں رو رہی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ نے وضو کے برتن سے کچھ پانی لیا اور (میرا غم دور کرنے کے لیے) میرے منہ پر چھڑکا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت اُم اسحاق رضی اللہ عنہا کو اتنی بڑی مصیبت پہنچی تھی اس کے باوجود اُن کی آنکھوں میں تو آنسو تھے لیکن چہرے پر بہہ نہیں رہے تھے۔ [1]

حضرت اُم حکیم بنت دینار نے آپ سے حدیث روایت کی ہے۔ [2]

حضرت اُم الجلاس رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اسما بنت سلمہ بن مخربہ بن جندل یا سلامہ بنت مخرمہ بن جندل یا اسما بنت مخرمہ قبیلہ بنوتیم سے آپ کا تعلق تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ آپ کے شوہر تھے۔

[1] الإصابة، ج۸، ص۳۲۴؛ أسد الغابة، ج۷، ص۲۸۷؛ حلية الأولياء، ج۲، ص۴۳
[2] الإصابة، ج۸، ص۳۲۳

ہجرت کی سعادت

آپ نے اپنے شوہر حضرت عیاشؓ کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی اور وہیں آپ کا بیٹا عبداللہ بن عیاش پیدا ہوا۔ اس کے بعد مدینہ کو ہجرت کی اور اُم الجلاس کنیت پڑ گئی۔ [۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصیحت کرانے کی درخواست

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسماءؓ کے محلے میں کسی کی عیادت یا کسی اور کام سے گئے، جب حضرت اسماءؓ کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر نصیحت کرنے کی درخواست کی، جس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أُمَّ الْجَلَاسِ، إِيتِي إِلَى أُخْتِكِ مَا تُحِبِّينَ أَنْ تَأْتِيَ إِلَيْكِ، وَأَحِبِّي أَخَاكِ مَا تُحِبِّينَ أَنْ يُحِبَّكِ... [۲]

اُم الجلاس! اپنی بہن سے وہی سلوک کرو جو تم چاہتی ہو کہ وہ تمھارے ساتھ کرے اور بھائی سے اس طرح محبت کرو جس طرح تم چاہتی ہو کہ وہ تمھارے ساتھ محبت کرے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔ حضرت اُم الجلاسؓ نے آپ سے اس کی بیماری کا ذکر کیا۔ آپ اس بچے پر دم کرنے لگے تو وہ بچہ بھی آپ پر اسی طرح دم کرنے لگا۔ گھر والوں نے بچے کو روکنا چاہا لیکن آپ نے منع فرما دیا۔

خدماتِ حدیث

آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ [۳] آپ کے تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن عیاش اور الربیع بنت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔ [۴]

❁ ...... ❁ ...... ❁

---

[۱] أسد الغابة، ج۷، ص۹-۱۰؛ الاستيعاب، ج۴، ص۱۷۸۳

[۲] الإصابة، ج۵، ص۱۸۸؛ أسد الغابة، ج۷، ص۹-۱۰

[۳] جوامع السيرة، ص۲۹۴

[۴] الإصابة، ج۵، ص۸۸

حضرت اُم خالد رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اَمة بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس

اُم خالد، کنیت ہی سے آپ مشہور ہیں۔قریش کی ذیلی شاخ بنواُمیہ سے تعلق تھا۔

ماں کا نام: ہمینہ یا اُمیمہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن خزاعہ

شادی: حوارئِ رسول حضرت زبیرؓ بن عوام نے آپ سے شادی کی۔

اولاد: عمر بن زبیر، خالد بن زبیر

آپ کی پیدائش بھی حبشہ میں ہوئی کیونکہ آپ کے والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ہجرت کر کے ملکِ حبشہ گئے ہوئے تھے۔آپ نے بچپن ادھر ہی گزارا اور سِن بلوغ کو پہنچتے ہی وہاں سے مدینہ ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئیں۔[1]

شاہِ نجاشی کا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچانا

مہاجرین حبشہ جب غزوۂ خیبر کے زمانے میں حبشہ سے مدینے کی طرف کشتیوں میں آ رہے تھے تو شاہِ نجاشی نے اُن سے گزارش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تم سب میرا اسلام کہنا۔حضرت اُم خالدؓ فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہِ نجاشی کا سلام پہنچایا تھا، میں بھی اُن میں شامل تھی۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کو پھول دار چادر دینا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہیں سے کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹی پھول دار کالی چادر بھی تھی۔آپ نے فرمایا: مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هٰذِهِ؟ ''تمھارا کیا خیال ہے میں یہ کس کو پہناؤں گا؟'' لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے حضرت اُم خالدؓ کو بلایا۔

---

[1] ابن سعد، ج۸،ص۳۶۷

[2] ابن سعد، ج۸،ص۳۶۷؛سیر أعلام النبلاء، ج۳،ص۴۷۱

جب وہ آپ کی خدمت میں لائی گئیں تو آپ نے وہ چادر اُن کو پہنا کر فرمایا: أَبْلِي وَأَخْلِقِي أَبْلِي وَأَخْلِقِي ''اس کو استعمال کر کے پرانا اور بوسیدہ کر۔ اس کو استعمال کر کے پرانا اور بوسیدہ کر۔'' (یہ ایک دعائیہ جملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی عطا کرے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر پر پیلے یا سرخ بیل بوٹوں کی طرف دیکھ کر فرماتے جاتے تھے:

يَا أُمَّ خَالِدٍ، هٰذِهِ سَنَاهُ ''اُم خالد! دیکھو، یہ خوبصورت ہیں!''[1]

حضرت اُم خالد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس موقع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے منع کرنا چاہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو یعنی کرنے دو۔[2]

خدماتِ حدیث

آپ سے سات احادیث مبارکہ مروی ہیں۔[3] آپ کے حلقۂ تلامذہ میں عمرو بن سعید، اسحاق بن سعید، موسیٰ بن عقبہ، عبیداللہ بن عمرو، کریب بن سلیم کندی، سعید بن عمرو بن العاص[4] اور ابراہیم بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔[5]

وفات

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہیں اور صحابیات میں سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔[6] اگر ذہبی رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ

---

[1] صحيح البخاري: ۵۸۲۳، ۵۸۴۵؛ سنن أبي داود: ۴۰۲۴؛ مسند أحمد: ۲۶۵۱۴

[2] صحيح البخاري: ۳۰۷۱، ۵۹۹۳

[3] جوامع السيرة، ص ۲۸۷

[4] الإصابة، ج ۵، ص ۱۹۲

[5] تهذيب التهذيب، ج ۱۲، ص ۴۰۰

[6] سير أعلام النبلاء، ج ۳، ص ۴۷۱

حضرت سہل بن سعدؓ کے آخر دور تک زندہ رہیں تو پھر واقعی آپ کی وفات صحابیات میں سب سے آخر میں ہوئی کیونکہ حضرت سہل بن سعدؓ اٹھاسی یا نوے ہجری میں فوت ہوئے تھے۔ [۱]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم رافع رضی اللہ عنہا

نام: سلمیٰ، سلسلۂ نسب اور دیگر کوائف کتب تاریخ میں مذکور نہیں ہیں۔ بس اتنا لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب کی آزاد کردہ باندی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بچوں کی دیکھ بھال اور خدمت کیا کرتی تھیں۔

خدمت جہاد: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک رہیں۔ [۲]

ہجرت مدینہ

مؤرخین نے عام طور پر آپ کی ہجرت کی صراحت نہیں کی ہے لیکن مکی دور میں آپ کا حضرت خدیجہؓ کی خدمت کرنا ثابت ہے اور مدنی دور میں غزوۂ خیبر میں شرکت، اور اولادِ فاطمہؓ اور حضرت ابراہیمؓ بن رسول اللہ کی ولادت کے مواقع پر آپ کی موجودگی بھی ثابت ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مکہ سے ہجرت کر کے ہی مدینہ گئی تھیں۔ البتہ آپ کے قبول اسلام کے زمانے کا تعین کرنا مشکل ہے۔

آلِ رسول کی خدمت

حضرت خدیجہؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کوئی اولاد پیدا ہوتی تو اُن کی خدمت، دیکھ بھال اور ضروریات کا بندوبست حضرت سلمیٰؓ کرتی تھیں۔ [۳] اسی طرح اولاد فاطمہؓ اور ابراہیمؓ بن رسول اللہ کی ولادت کے موقع پر بھی آپ نے دایہ گری (midwifery)

---

[۱] أسد الغابة، ج۲، ص۵۲۶

[۲] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۲۵

[۳] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۳

کی خدمت انجام دی۔[1] جب حضرت فاطمہؓ فوت ہوئیں تو حضرت سلمیٰؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت اسماءؓ بنت عمیس کے ساتھ مل کر غسل دیا تھا۔[2] حضرت فاطمہؓ کی مرض الوفات میں بھی آپ اُن کی تیمارداری کرتی تھیں۔ جب حضرت جعفرؓ کی شہادت ہوئی تو عبداللہ بن جعفر اور اُن کے بھائی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر لے آئے۔ حضرت سلمیٰؓ نے جو پیس کر روٹی بنائی اور سالن تیار کیا اور ان کو کھلایا، وہ دونوں بھائی تین دن تک آپ کے پاس رہے۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو شرف باریابی بخشا، دو صحابہ بھی ساتھ تھے۔ آپ نے اُن کے لیے خزیرہ بنایا، انھوں نے تناول فرمایا لیکن پھر بھی برکت اتنی تھی کہ کافی مقدار میں بچ گیا۔[4]

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خزیرہ بنا کر بھیجنا آپ کا معمول تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پسند تھا۔[5]

ایک اور خدمت خود آپ سے اس طرح مروی ہے:

مَا كَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْحَةٌ وَلاَ نَكْبَةٌ إِلَّا أَمَرَنِي رَسُولُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَاءَ[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر میں جب کبھی پھوڑے یا چوٹ سے تکلیف ہوتی تو میں آپ کے حکم سے اس پر مہندی لگاتی تھی۔

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۱۴۸

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۴۸؛ زرقانی، ج۴، ص۵۱۷

[3] كتاب المغازی، ج۲، ص۷۶۷

[4] الإصابة، ج۵، ص۳۴۴

[5] البداية والنهاية، ج۴، ص۳۲۴

[6] سنن الترمذی: ۲۰۵۴؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۴۸؛ زرقانی، ج۴، ص۵۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹے کی خوشخبری دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی ولادت کے موقع پر آپ خدمت کے لیے موجود تھیں۔ جب ولادت ہوگئی تو آپ نے اپنے شوہر حضرت ابورافعؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خوشخبری دینے کے لیے بھیجا، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی میں ایک غلام ہبہ کر دیا۔ [1]

طلب علم

آپ نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گزارش کی کہ مجھے ذِکر کے کوئی مختصر کلمات سکھا دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی گزارش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فرمایا:

قُولِي: اَللّٰهُ أَكْبَرُ عَشْرَ مِرَارٍ يَقُولُ اللّٰهُ: هٰذَا لِي، وَقُولِي سُبْحَانَ اللّٰهِ عَشْرَ مِرَارٍ يَقُولُ اللّٰهُ: هٰذَا لِي، وَقُولِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي يَقُولُ: قَدْ فَعَلْتُ، فَتَقُولِينَ عَشْرَ مِرَارٍ وَيَقُولُ: قَدْ فَعَلْتُ [2]

دس مرتبہ اللہ اکبر کہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہیں، یہ میرے لیے ہیں۔ دس مرتبہ سبحان اللہ کہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہیں، یہ میرے لیے ہیں۔ ''اے اللہ! مجھے بخش دے'' کہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے بخش دیا، اگر تم دس مرتبہ بخشش طلب کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے بخش دیا ہے۔

شوہر کو تنبیہ کرنا/اصلاح وتربیت

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے شوہر حضرت ابورافعؓ کی شکایت کی کہ وہ مجھے مارتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو رافعؓ سے دریافت فرمایا: ''تم دونوں کے درمیان کیا معاملہ ہے؟'' حضرت ابو رافعؓ نے عرض کیا کہ یہ مجھے اِیذا دیتی ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمیٰؓ سے وضاحت طلب کی تو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص ۳۶۲۔۳۶۳

[2] الإصابة، ج۵، ص ۳۴۳۔۳۴۴

میں نے اس کو کوئی ایذا نہیں دی، البتہ یہ بے وضو ہو کر نماز پڑھ رہا تھا تو میں نے کہا: ابورافع! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب ان میں سے کسی سے ہوا خارج ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے، چنانچہ وہ کھڑے ہو کر مجھے مارنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر ہنسنے لگے اور ابورافع رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: إِنَّهَا لَمْ تَأْمُرْكَ إِلَّا بِخَيْرٍ وَقَالَ لَا تَضْرِبْهَا [1] ''اس نے تمھیں اچھی بات ہی کا حکم دیا ہے، اس کو نہ مارو۔''

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سات احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ [2]

حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اُم رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان......بن کنانہ

شادی: حارث بن سنجبرہ سے آپ کی شادی ہوئی، شوہر کے ساتھ ہی مکہ آئیں۔ حارث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حلیف بنے۔ اس کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح کیا۔

اولاد: اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابی بکر، طفیل بن حارث

قبول اسلام

آپ نے آغاز بعثت میں اسلام قبول کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور ہجرتِ مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ [3]

---

[1] مسند أحمد: ۲۵۸۰۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۴۹؛ زرقانی، ج۴، ص۵۱۷

[2] جوامع السيرة، ص۲۸۷

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۷

ہجرت

آپ کی ہجرت کی تفصیل اسی مقالے میں حضرت اسماؓ کی ہجرت کے ضمن میں ص ۲۶ پر ملاحظہ کیجیے۔

واقعۂ اِفک میں کردار

جب اُم المومنین حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگائی اور وہ اپنے والدین کے گھر آئیں تو حضرت اُم رومانؓ نے اُن کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّةُ خَفِّفِي عَلَيْكِ الشَّأْنَ فَإِنَّهُ وَاللهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا حَسَدْنَهَا [1]

پیاری بیٹی! معاملے کو ہلکا لو (زیادہ tension نہ لو)، اللہ تعالیٰ کی قسم! بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک خوبصورت عورت ہو جس سے اس کا شوہر محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں مگر وہ اس سے حسد ہی کرتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیٹی کے لیے معافی چاہنا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہیں سے ہدیے میں گوشت آیا۔ آپ حضرت خدیجہؓ کی کسی سہیلی کو بھیجنا چاہتے تھے جس پر حضرت عائشہؓ کو غیرت آئی اور کوئی ایسی بات کہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار گزری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے کی حالت میں گھر سے باہر چلے گئے جب واپس آئے تو حضرت اُم رومانؓ نے اپنی بیٹی کے لیے معافی چاہتے ہوئے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَكَ وَلِعَائِشَةَ؟ إِنَّهَا حَدَثَةٌ وَإِنَّكَ أَحَقُّ مَنْ تَجَاوَزَ عَنْهَا [2]

یا رسول اللہ! عائشہؓ کو آپ سے کیا نسبت ہے؟ وہ کم عمر ہیں اور اس کی غلطی کو معاف کرنا آپ کی شان کے زیادہ لائق ہے۔

---

[1] صحيح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة ...

[2] ابن إسحاق، ص۲۲۸؛ السيرة الحلبية، ج۲، ص۴۳۴؛ الروض الأنف، ج۱، ص۴۱۵

وفات اور بشارت نبوی

آپ رضی اللہ عنہا ذوالحجہ سن چھے ہجری کو مدینے میں فوت ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برکت کے لیے آپ کی قبر میں اُترے اور اِستغفار پڑھ کر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ مَا لَقِيَتْ أُمُّ رُومَانَ فِيكَ، وَفِي رَسُولِكَ [1]

یا اللہ تعالیٰ! اُم رومان نے جو تیرے اور تیرے رسول کے راستے میں تکالیف کا سامنا کیا وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى أُمِّ رُومَان [2]

جو چاہتا ہو کہ حور عین میں سے کسی عورت کو دیکھے، اُسے چاہیے کہ اُم رومان کو دیکھے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم شَرِیک رضی اللہ عنہا

نام ونسب: غزیہ بنت جابر بن حکیم، قبیلہ بنو عامر بن لؤی یا دوس سے آپ کا تعلق تھا۔ آپ کے شوہر کا نام ابوالعکر رضی اللہ عنہ الدوسی تھا۔

قبول اسلام اور ہجرت: مکی دور میں اسلام لائیں اور ہجرت کا شرف حاصل کیا۔

خفیہ طور پر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا نے اعلانِ نبوت کے آغاز میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس دور میں حالات بڑے نازک تھے، اس لیے علانیہ طور پر دعوت کا کام کرنا بڑا مشکل تھا۔ چنانچہ آپ نے حالات کی مناسبت سے خفیہ طور پر لوگوں کو دعوت دینے کا کام شروع کیا۔ آپ قریش کی عورتوں کے پاس گھروں میں جا جا کر دعوت دیا کرتی تھیں۔ جب قریش کو آپ کی خفیہ

---

[1] الروض الأنف، ج۴، ص ۲۲؛ الإصابة، ج۸، ص ۸۹؛ الأعلام، ج۳، ص ۳۶

[2] الإصابة، ج۵، ص ۳۳۳؛ زاد المعاد، ج۳، ص ۲۶۶۔۲۶۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص ۳۲۱

سرگرمیوں کی خبر ملی تو انھوں نے آپ کو پکڑ کر کہا کہ اگر آپ کی قوم کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو ہم تمھیں عبرتناک سزا دیتے لیکن تمھاری کم سے کم سزا یہ ہے کہ تمھیں مکے سے نکال کر اپنی قوم کے حوالے کر دیا جائے گا۔ [1]

دعوتِ دین کا کام کرنے والوں کے لیے اس حکمت عملی میں ایک واضح سبق ہے۔ حالات کا بہانہ کر کے آرام سے بیٹھ جانا نادانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ داعی تو حالات کے مطابق خود کو ڈھال کر نئی راہوں کو تلاش کرتا رہتا ہے اور منزل کی طرف گامزن رہتا ہے۔

مصائب پر اِستقامت، اِشاعتِ اسلام کا ذریعہ

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکے سے اِخراج کے وقت انھوں نے ایک بغیر کجاوے (saddle) کے اونٹ پر مجھے بٹھایا اور قبیلے میں لے جانے کے لیے روانہ کیا۔ انھوں نے مجھے اسلام سے پھیرنے کے لیے تین دن بھوکا اور پیاسا رکھا، یہاں تک کہ میرے ہوش وحواس نے کام چھوڑ دیا۔ راستے میں جب وہ کہیں پڑاؤ ڈالتے تو مجھے دھوپ میں باندھ کر خود سائے میں چلے جاتے تھے۔ وہ مجھے کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں دیتے تھے جس سے میری حالت مزید بگڑ گئی۔ راستے میں ایک مقام پر وہ پڑاؤ ڈال کر خود سائے میں چلے گئے اور مجھے دھوپ میں باندھ کر چھوڑ دیا۔ اچانک میں نے قدرت کی طرف سے اپنے سینے کے اوپر ٹھنڈک محسوس کی۔ جب میں نے دیکھا تو وہ پانی کا ایک ڈول تھا۔ میں نے اس سے تین مرتبہ پانی پیا اور پھر بقیہ پانی اپنے جسم اور کپڑوں پر ڈال دیا۔ جب وہ لوگ آرام کر کے اٹھے اور دیکھا کہ میرے جسم پر پانی کے آثار تھے اور میری حالت بھی اچھی تھی تو کہا کہ: ''تم نے خود کو کھول کر ہمارا پانی پیا ہے؟'' میں نے کہا: ''نہیں''، پھر اُن کو واقعے کی تفصیل بیان کر دی۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اگر تم سچ کہتی ہو تو تمھارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ان کا پانی سلامت ہے تو ایمان لے آئے۔ [2]

---

[1] الإصابة، ج۸، ص۳۵۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۳۹؛ حلية الأولياء، ج۲، ص۶۶

[2] الإصابة، ج۸، ص۳۵۷؛ حلية الأولياء، ج۲، ص۶۶۔۶۷

ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ جب آپ کے شوہر حضرت ابو العکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی، تو پیچھے ان کے قبیلے والوں نے آپ کو اسلام سے پھیرنے کے لیے آپ کے ساتھ ظلم و زیادتی شروع کر دی۔
حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

انھوں نے مجھے ایک سست رفتار اور بری سواری والے اونٹ پر بٹھایا اور اس کو غصہ دلایا۔ وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے تھے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتے تھے جب دوپہر کے وقت گرمی اپنے عروج کو پہنچ جاتی تو وہ اُتر کر خیمے لگا لیتے تھے لیکن مجھے دھوپ میں چھوڑ جاتے تھے یہاں تک کہ میری عقل، سماعت اور بصارت جواب دے گئیں۔ تین دن تک وہ میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے رہے۔ تیسرے دن انھوں نے مجھے کہا: ''جس دین پر تم ہو، اس کو چھوڑ دو۔ (بدحواسی کی وجہ سے) مجھے ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ چنانچہ میں اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے توحید کا اقرار کرتی تھی... جب انھوں نے دورانِ گفتگو آپ کو دشمنِ خدا کہہ کر پکارا تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ عَدُوَّةَ اللّٰهِ غَيْرِي مَنْ خَالَفَ دِينَهُ ...نَشْهَدُ أَنَّ رَبَّكِ هُوَ رَبُّنَا وَأَنَّ الَّذِي رَزَقَكِ مَا رَزَقَكِ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ ... [1]

اللہ تعالیٰ کے دشمن تو میرے علاوہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اُس کے دین کی مخالفت کی ہے اور جو تم پانی کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ہے جو اس نے مجھے عطا کیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے مسلمان ہو کر کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تمھارا رب ہی ہمارا رب ہے اور ہمارے ظلم و جور کے بعد جس ذات نے تمھیں اس جگہ پر رزق دیا وہی ذات ہے جس نے اسلام کو ضابطۂ حیات بنایا۔ چنانچہ سب نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔

ابن اسحاقؒ کی روایت کے مطابق حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا اسلام لا کر کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھیں جو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر جائے، چنانچہ ایک یہودی اس

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۲۴

کے لیے تیار ہو گیا۔ جب جانے لگے تو حضرت اُم شریک ؓ نے کہا کہ میں اپنا مشکیزہ پانی سے بھر لیتی ہوں لیکن یہودی نے یہ کہہ کر آپ کو منع کر دیا کہ اس کے پاس پانی ضرورت سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ وہ دونوں چل پڑے۔ پورا دن سفر کر کے جب وہ رات کو کھانا کھانے کے لیے رکے تو حضرت اُم شریک ؓ کے مانگنے پر اس نے آپ کو پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا: لَا وَاللّٰهِ لَا أُسْقِيكِ مِنْهُ قَطْرَةً حَتىٰ تَهَوَّدِي ''نہیں ! اللہ تعالیٰ کی قسم، جب تک تم یہودیت قبول نہ کر لو میں تمھیں ایک قطرہ پانی بھی نہیں دوں گا۔'' اس کے جواب میں حضرت اُم شریک ؓ نے اِستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: لَا وَاللّٰهِ لَا أَتَهَوَّدُ أَبَدًا بَعْدَ أَنْ هَدَانِي اللّٰهُ الإِسْلَامَ ''نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کر دی ہے تو میں اس کے بعد کبھی بھی یہودیت اختیار نہیں کروں گی۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر آسمان سے پانی نازل کر دیا...... [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیے کا اہتمام کرنا

حضرت اُم شریک ؓ کے پاس چمڑے کا ایک چھوٹے منہ والا برتن تھا جس میں تیل یا گھی رکھا جاتا تھا۔ اُسی میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ اس میں گھی ڈال کر اپنی باندی کو حکم دیا:

یہ برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ اُم شریک آپ کو سلام کہہ رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ گھی کا یہ برتن ہم آپ کی خدمت میں ہدیہ کر رہے ہیں۔ باندی وہ برتن لے کر آپ کے گھر حاضر ہوئی، گھر والوں نے گھی لے کر خالی برتن واپس کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاتے ہوئے باندی سے فرمایا کہ اس کو لٹکا کر رکھو اور اس کا منہ باندھو نہیں۔ باندی نے آ کر ایسا ہی کیا۔ جب حضرت اُم شریک ؓ گھر آئیں تو دیکھا کہ برتن گھی سے بھرا ہوا ہے (آپ نے سمجھا کہ شاید باندی نے حکم عدولی کی ہے) تو

---

[1] ابن إسحاق، ص ۲۹۴

باندی سے کہا: کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ اس برتن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ؟ باندی نے قسم کھا کر کہا کہ میں تو برتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر گئی تھی اور وہاں سے واپس خالی لے کر آئی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یہ کہا... جب حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ گھی ٹپک رہا ہے تو برتن کے منہ کو باندھ لیا چنانچہ کچھ عرصہ استعمال کے بعد وہ گھی ختم ہو گیا۔[1]

حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کا گھر مہاجرین کا مہمان خانہ

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کو شوہر نے طلاق دی تو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ عِدت کا عرصہ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا کے گھر گزاریں۔ حضرت اُم شریک رضی اللہ عنہا چونکہ ایک سخی اور مہمان نواز خاتون تھیں، اس لیے اُن کے پاس صحابہ کثرت سے آتے جاتے تھے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ منع کر کے فرمایا:

إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِخْوَانُهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ...[2]

اُم شریک کے پاس اُن کے مہاجر بھائی آتے رہتے ہیں اس لیے ابن اُم مکتوم کے گھر عدت گزارو۔

وفات

آپ سن پچاس ہجری میں فوت ہوئیں۔[3]

[1] ابن إسحاق، ص ٢٦٥

[2] صحيح مسلم: ١٤٨٠؛ سنن الترمذی: ١١٣٥؛ سنن أبی داد: ٢٢٨٤؛ مسند أحمد: ٢٦٧٨٢

[3] المنتظم، ج٥، ص ٢٣٧

حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا

نام ونسب: لُبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ

ماں کا نام: ہند یا خولہ بنت عوف الکنانیہ

شوہر: آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی بیوی تھیں۔

قبیلہ: بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ

قبول اسلام: آپ نے مکہ میں حضرت خدیجہؓ کے بعد خواتین میں سے دوسرے نمبر پر اسلام قبول کیا۔

ہجرت: آپ نے حضرت عباسؓ کے قبول اسلام کے بعد مدینے کی طرف ہجرت کی۔

اَخوات مومنات

اُم المومنین حضرت میمونہ، اُم خالد بن ولید، سلمیٰ زوجہ حمزہ، اور اسماءؓ زوجہ جعفر (بعد میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی زوجہ بنیں) رضی اللہ عنہن آپ کی بہنیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سب بہنوں کو ''اَخوات مومنات'' کا لقب دیا تھا۔ اُن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ سسرالی رشتہ داری کے لحاظ سے یہ سب لوگوں سے معزز ہیں۔ [1]

جرأت کی ایک اعلیٰ مثال

حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر میں مشرکین کی شکست اور ذلت کی خبر مکے میں آئی تو ہم اس پر بے حد خوش ہوئے۔ میں حضرت اُم الفضلؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں وہاں ابولہب آیا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو کسی نے کہا کہ ابوسفیان بن حارث بدر سے آیا ہوا ہے، چنانچہ ابولہب نے اس کو بلا کر جنگِ بدر کا حال پوچھا تو ابوسفیان نے کہا:

وَاللّٰہِ مَا ھُوَ إِلا أَنْ لَقِينَاھُمْ فَمَنَحْنَاھُمْ أَكْتَافَنَا يَقْتُلُونَنَا كَيْفَ شَاءُوا،

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۷۔۳۸۸؛ أسد الغابۃ، ج۷، ص۲۴۶

وَيَأْسِرُونَنَا كَيْفَ شَاءُوا... [1]

اللہ کی قسم! جونہی ہم مخالف لشکر کے سامنے آئے تو گویا ہم نے خود کو اُن کے سپرد کر دیا۔ وہ جیسے چاہتے ہمیں قتل کرتے اور جیسے چاہتے ہمیں قید کرتے۔ اللہ کی قسم! اس کے باوجود میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا، ہمیں ایسے سفید پوش لوگوں سے بھی واسطہ پڑا جو زمین اور آسمان کے درمیان سیاہ وسفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے۔ نہ تو کوئی اُن کے مقابلے کا تھا اور نہ ہی کوئی اُن کے سامنے ٹھہر سکتا تھا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ تو ملائکہ تھے۔ ابولہب نے سنا تو میرے منہ پر اس زور سے مارا کہ میں گر پڑا۔ پھر اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر مارا اور میرے اوپر بیٹھ گیا کیونکہ میں کمزور آدمی تھا۔ جب حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو ایک بڑی لکڑی لے کر ابولہب کے سر پر زور سے مارا، جس سے اس کے سر پر ایک شدید زخم آیا۔ پھر اس کو ملامت کر کے فرمایا: ''چونکہ اس کا آقا موجود نہیں ہے اس لیے تم نے اس کو کمزور سمجھ لیا ہے!'' چنانچہ ابولہب وہاں سے ذلیل وخوار ہو کر چلا گیا۔

اِختلافِ اُمت کو ایک دلچسپ طریقے سے ختم کرنا

حجۃ الوَداع کے موقع پر عرفہ کے دن لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے ہیں جبکہ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے نہیں ہیں۔ حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک عملی اور دلچسپ طریقے سے اس اختلاف کو رفع کیا۔ آپ نے ایسا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک برتن میں دودھ بھجوایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر سوار تھے اور اسی حالت میں وہ دودھ پی لیا۔ اس طرح سب لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ آپ روزے سے نہیں ہیں اور اختلاف ختم ہو گیا۔ [2]

سمجھ داری کے ساتھ کی گئی کوئی معمولی عملی تدبیر بعض اوقات لمبے چوڑے بحث ومباحثے سے زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایک عملی قسم کی مہارت ہے جس کی طرف

---

[1] المعجم الکبیر: ۹۰۷؛ البدایۃ والنہایۃ، ج۳،ص۷۶؛ ابن ھشام، ج۱،ص۶۴۶-۶۴۷

[2] صحیح البخاری: ۱۶۶۲، ۱۹۸۸، ۵۶۰۴؛ صحیح مسلم: ۱۱۲۳؛ سنن الترمذی: ۷۵۰

داعیانِ دین کو توجہ دینی چاہیے۔

کثرت سے روزے رکھنا

آپ کو روزوں سے خصوصی شغف تھا، ہر دو شنبے اور پانچ شنبے کو روزہ رکھنے کا معمول تھا۔[1]

خدمتِ آلِ رسول

حضرت اُم الفضل ؓ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ اُن کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعضائے مبارکہ میں سے کوئی عُضو داخل ہوا ہے۔ آپ خواب دیکھ کر فطرتاً ڈر گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ''تم نے اچھا خواب دیکھا ہے، فاطمہ ؓ کا بیٹا پیدا ہوگا اور تمھیں اس کو اپنے بیٹے قُثم کے ساتھ دودھ پلانے کی سعادت حاصل ہوگی۔''

چنانچہ جب حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں حضرت امام حسین ؓ یا امام حسن ؓ کی ولادت ہوئی تو حضرت اُم الفضل ؓ اس کی رضاعت کرنے لگیں۔ جب وہ کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو آپ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے کر گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو ازراہِ شفقت ومحبت گود میں بٹھایا اور پیار کرنے لگے کہ اتنے میں اس نے پیشاب کر دیا۔ حضرت اُم الفضل ؓ سے یہ برداشت نہ ہوا اور بچے کی پشت پر ایک تھپڑ لگایا (ابن سعد ؒ نے لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت اُم الفضل ؓ نے بچے کو مخاطب کر کے فرمایا: ارے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے!) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے بچے کی تکلیف ناگوار گزری اور فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، میرے بیٹے کو اٹھاؤ، تم نے اس کو تکلیف پہنچائی ہے۔''

حضرت اُم الفضل ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ آپ یہ کپڑے تبدیل کیجیے

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۸۸

تاکہ میں اِن کو دھولوں۔ [1]

راہِ حق میں تکالیف برداشت کرنا

مشرکین اور یہودی مسلمانوں کو جسمانی تکالیف دیتے دیتے تھک گئے تو نفسیاتی ایذائیں دینا شروع کیں جو اول الذکر سے بھی سخت تر ہوتی ہیں۔کعب بن اشرف یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا اور دیگر مسلمان خواتین کے بارے میں گندے اشعار کہا کرتا تھا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قتل کرادیا۔ [2]

کعب بن اشرف سمیت متعدد مخالفین کی بیہودہ گوئی کے باوجود حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا اور دیگر سارے مخلص مسلمان دینِ حق پر ثابت قدم رہے۔

آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِنَ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَالْوِلْدَانِ [3]

میں اور میری والدہ کمزور عورتوں اور بچوں میں سے سمجھے جاتے تھے۔

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیس احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ [4] آپ کے تلامذہ میں حضرت عبداللہ بن عباس،تمام بن عباس،انس بن مالک،عبداللہ بن حارث بن نوفل،عمیر،کریب،قابوس بن مخارق رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ [5]

باکمال اولاد

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپ کی جو اولاد ہوئیں،ان کے نام ہیں،فضل،عبداللہ،عبیداللہ،

---

[1] مسند أحمد: ۲۶۳۳۴؛ابن سعد، ج۸،ص۳۸۸؛البداية والنهاية، ج۴،ص۶۴۱

[2] ابن إسحاق،ص۲۹۷ـ۲۹۸؛تاریخ طبری، ج۲،ص۱۷۸

[3] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۳۱۵

[4] تهذيب الأسماء، ج۲،ص۳۵۴

[5] الإصابة، ج۵،ص۳۰۲؛اسد الغابة، ج۷،ص۲۴۷

معبد، قثم، عبد الرحمٰن، اُم حبیب۔ چونکہ آپ کی اولاد فضل وکمال میں نمایاں تھی، اس لیے ایک موقع پر عبداللہ بن یزید ہلالی نے کہا:

مَا وَلَدَتْ نَجِيبَةٌ مِنْ فَحْلٍ كَسِتَّةٍ مِنْ بَطْنِ أُمِّ الْفَضْلِ

أَكْرِمْ بِهَا مِنْ كَهْلَةٍ وَكَهْلٍ عَمِّ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى ذِي الْفَضْلِ

وَخَاتِمِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الرُّسُلِ[1]

کسی شریف خاتون نے اُم الفضلؓ کی طرح چھے بیٹوں کو نہیں جنا۔ ان بوڑھے والدین کے لیے یہ کتنی عزت کی بات ہے۔ (ان بچوں کا باپ) ایسے پیغمبر کا چچا ہے جو صاحب فضل، خاتم الرسل اور خیر الرسل ہیں۔

وفات

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اُم الفضلؓ نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔[2] ابن جوزیؒ نے سن وفات چوبیس ہجری لکھا ہے۔[3] اور دونوں روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی بنتا ہے۔

حضرت اُم کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اُم کلثوم بنت عقبہ بنت ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف

ماں کا نام: آپ کی ماں کا نام اَرویٰؓ بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس، جو حضرت عثمانؓ کی بھی ماں تھیں۔

شادی: آپ یکے بعد دیگرے حضرت زیدؓ بن حارثہ، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت عمروؓ بن العاص کی زوجیت میں آئیں۔ وفات کے

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۲۴۶؛ الاستيعاب، ج۴، ص۱۹۰۸؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۸۸

[2] سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۳۱۵

[3] المنتظم، ج۴، ص۳۴۲

وقت مؤخر الذکر کے ساتھ تھیں۔

اولاد: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے آپ کے دو بیٹے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے۔

قبیلہ: قریش کی شاخ بنواُمیہ سے آپ کا تعلق تھا۔

قبول اسلام: آپ نے مکہ میں اسلام قبول کیا۔ [1]

اپنے دین کی حفاظت کے لیے تنہا ہجرت کرنا

آپ کی ہجرت کا واقعہ ایک منفرد شان رکھتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

مکے سے باہر دیہات میں ہمارے رشتہ دار رہتے تھے۔ میں ان کے گھر تین چار دنوں کے لیے چلی جایا کرتی تھی اور پھر گھر لوٹ آتی تھی۔ اس طرح میرے گھر والوں کے لیے یہ امر اجنبی نہ رہا۔ چنانچہ زادِراہ جمع کر کے ایک دن مکے سے میں یہ تاثر دے کر چلی گئی کہ میں بستی میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں جا رہی ہوں۔ اس طرح میں نے مدینے کی راہ لی، راستے میں بنوخزاعہ کا ایک آدمی ملا، چونکہ بنوخزاعہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد تھا، اس لیے میں نے اس کو بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا رہی ہوں لیکن مجھے راستے کا علم نہیں ہے۔ اس نے مجھے اپنے اونٹ پر بٹھا کر مدینہ پہنچایا اور راستے میں ہر طرح سے میرا خیال رکھا۔ مدینہ پہنچ کر میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو انھوں نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے آئی ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا اور عرض کیا کہ: مجھے خوف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے مشرکین کو واپس نہ کر دیں جس طرح میرے علاوہ مردوں یعنی ابوجندل اور ابوبصیر کو واپس کیا ہے، کیونکہ عورتوں کا حال مردوں سے مختلف ہے (وہ کمزور جنس ہیں)۔ میری قوم والے مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے اور جب مجھے نہیں پائیں گے تو ادھر آ جائیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی آمد کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحبا کہا تو وہ گویا ہوئیں:

يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي فَرَرْتُ بِدِينِي إِلَيْكَ فَامْنَعْنِي وَلَا تَرُدَّنِي إِلَيْهِمْ يَفْتِنُونِي وَيُعَذِّبُونِي، فَلَا صَبْرَ لِي عَلَى الْعَذَابِ ... [2]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۵؛ تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۴۷۷؛ تہذیب الأسماء واللغات، ۲، ص۳۶۶

[2] کتاب المغازی، ج۲، ص۶۲۹۔۶۳۱؛ صفة الصفوة، ج۲، ص۳۰؛ المنتظم، ج۵، ص۱۸۱

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے دین کو بچانے کے لیے آپ کے پاس بھاگ کر آئی ہوں، میری حفاظت کیجیے اور مجھے واپس نہ کیجیے، ورنہ وہ لوگ مجھے فتنے میں ڈالیں گے اور عذاب میں مبتلا کریں گے اور مجھ سے عذاب پر صبر نہیں ہوسکتا۔ میں ایک عورت ہوں اور عورتوں کی کمزوری آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کے مطالبے کے باوجود آپ کو واپس نہیں کیا۔

یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد کا ہے، اس لیے عام طور پر لکھا گیا ہے کہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی حد تک معاہدہ توڑ دیا[1] لیکن یہ کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ نقضِ عہد کی ابتدا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر ہی نہیں سکتے تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کی رو سے واپسی کی شرط صرف مردوں کے بارے میں تھی، عورتیں اس میں شامل ہی نہیں تھیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں صلح حدیبیہ کی شرائط میں ہے:

أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا[2]

(ہم معاہدہ کرتے ہیں) اس شرط پر کہ اگر ہم میں سے کوئی مرد آپ کے پاس آئے تو وہ اگرچہ آپ کے دین پر ہو، آپ اس کو ہمیں واپس کریں گے۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی تائید میں آیات نازل کیں۔ عصر حاضر کے معروف و مستند مفسرینِ قرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور مفتی محمد شفیعؒ کی بھی یہی تحقیق ہے۔[3]

تعلیم

تعلیم سے دُوری کے اُس دور میں بھی آپ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔[4]

---

[1] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، الممتحنة۱۰:۶۰؛ جامع البیان فی تأویل القرآن، الممتحنة۱۰:۶۰؛ الإصابة، المکتبة الشاملة، ج۴، ص۱۱۸

[2] صحیح البخاری: ۲۷۳۴

[3] تفہیم القرآن، ج۵، ص۴۳۵۔۴۳۶؛ معارف القرآن، ج۸، ص۴۱۱

[4] فتوح البلدان، ج۲، ص۲۵۲

خدماتِ حدیث

آپ سے دس احادیث مبارکہ مروی ہیں [1] آپ کے تلامذہ میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن، حمید بن عبدالرحمٰن [2] اور بسرہ بنت صفوان رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ [3]

وفات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سن چالیس ہجری میں فوت ہوئیں۔ [4]

حضرت اُمِ مسطح رضی اللہ عنہا

نام ونسب: سلمٰی بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف بن قصی

آپ کی کنیت اُمِ مسطح تھی اور قریش کی شاخ بنو تیم سے تعلق تھا۔

ماں کا نام: ریطہ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ

شوہر: اُثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب آپ کے شوہر تھے۔

اولاد: ہند اور مسطح، جو اہل بدر میں سے تھے۔ [5]

اُم المومنین کی عزت واحترام کی پاس داری

جب منافقین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرمِ محترم پر حملہ کرنے کی سازش تیار کر لی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی کھڑا کر دیا تو نادانستہ طور پر پروپیگنڈے کی زد میں آ کر اس میں کچھ سادہ لوح مسلمان بھی شامل ہو گئے۔ حضرت اُمِ مسطح رضی اللہ عنہا کے بیٹے

---

[1] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۷۷

[2] تهذیب التهذیب، ج۱۲،ص۴۷۷

[3] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص ۲۷۷

[4] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۷۷؛ المنتظم، ج۵،ص ۱۸۲

[5] ابن سعد، ج۸،ص۳۶۴

حضرت مسطح رضی اللہ عنہ بھی اہل اِفک کے فریب میں آ گئے تھے۔ جب حضرت اُم مسطح رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو بیٹے کے ساتھ سخت ترین رویہ روا رکھا۔ ابن سعدؒ نے لکھا ہے:

كَانَتْ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلٰى مِسْطَحٍ حِينَ تَكَلَّمَ مَعَ أَهْلِ الإِفْكِ فِي عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا [1]

جب مسطح رضی اللہ عنہ نے اہل اِفک کے ساتھ ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بات کی تو وہ (اُم مسطح رضی اللہ عنہا) سب لوگوں سے بڑھ کر مسطح پر سختی کرتی تھیں۔

صحیحین میں ہے کہ وہ اس وجہ سے اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی تھیں اور اس کو بد دعا بھی دیتی تھیں۔ [2]

سنن ترمذی میں ہے کہ جب آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو تین دفعہ برا بھلا کہا تو چونکہ ان کو واقعے کا علم نہیں تھا اس لیے فرمایا کہ تم اہل بدر کو برا بھلا کہتی ہو؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

وَاللهِ مَا أَسُبُّهُ إِلَّا فِيكِ [3] ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس کو صرف آپ کی وجہ سے برا بھلا کہتی ہوں۔''

ہجرت

آپ کا تعلق بنو ہاشم سے تھا جو مکہ میں آباد تھے۔ واقعۂ اِفک مدنی دور کا واقعہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی تھی۔

حضرت اُم مسطح رضی اللہ عنہا خراج تحسین کے قابل ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ کے مقابلے میں اپنے پیارے بدری بیٹے کی بھی رعایت نہیں کی۔ درحقیقت یہی معیاری اسلامی اخلاق و کردار ہے کہ حق اور انصاف کے مقابلے میں کسی بھی رشتے اور تعلق کا

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۴

[2] صحیح البخاری: ۲۶۶۱؛ صحیح مسلم: ۲۷۷۰

[3] سنن الترمذی: ۳۱۸۰

لحاظ نہ کیا جائے اور حمایت اور مخالفت صرف اور صرف حق کی بنیاد پر کی جائے۔

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا

سلسلہ نسب: ابن حجرؒ اور ابن سعدؒ کے مطابق عاتکہ بنت خالد یا خلید بن خُلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو، جبکہ ابن کثیرؒ کے مطابق عاتکہ بنت خلف بن معبد بن ربیعہ بن اصرم یا عاتکہ بنت تبیع بن حلیف بن منقذ بن ربیعہ بن اصرم بن ضبیس بن خزاعہ۔ قبیلہ بُنو خُزاعہ سے آپ کا تعلق تھا۔

شوہر: تمیم بن عبدالعزیٰ بن منقذ آپ کے شوہر تھے۔

آپ کا نام عاتکہ تھا لیکن اپنی کنیت اُم معبد سے مشہور تھیں۔ مقام قُدَید میں رہائش تھی۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہا کی مہمان نوازی

زُرقانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اُم معبدؓ مضبوط جسم کی مالک، بزرگ اور پاک دامن خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے گھر کے سامنے ایک خیمہ لگوایا ہوا تھا جس میں مہمان ٹھیرتے تھے۔ اُدھر سے جس کا بھی گزر ہوتا تھا، آپ اُس کو پانی اور کھانا پیش کرتی تھیں۔ [2]

ہجرت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے کا اعزاز

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے مدینے کی طرف ہجرت فرما رہے تھے تو راستے میں حضرت اُم معبدؓ کے ہاں ٹھیرے تھے کیونکہ اُن کا گھر مکے اور مدینے کے راستے میں پڑتا

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۲۸۰، ابن سعد، ج۸، ص۳۹۷، البداية والنهاية، ج۲، ص۵۷۵، قدید: حجاز کا ایک تاریخی مقام جو مکہ سے تقریباً 87 کلومیٹر کے فاصلے پر مدینہ کی سمت میں ہے۔ یہ پرانے زمانے میں قافلوں کا مشہور پڑاؤ (منزل) مانا جاتا تھا۔ آج قدید کا علاقہ سعودی عرب کے مکہ ریجن میں آتا ہے۔ جدید سڑکوں کی تعمیر کے بعد یہ مقام مرکزی گزرگاہ نہیں رہا۔

[2] زرقانی، ج۲، ص۱۳۰

تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن فُہیر ہ اور عبداللہ بن اُریقط بھی تھے۔ جب چار بندوں پر مشتمل یہ قافلہ حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانا بنانے کی غرض سے ایک دودھ دینے والی بکری پیش کی تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو ذبح فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرے تو ان میں فوراً دودھ بھر آیا۔ چنانچہ آپ نے اُس کو واپس کر کے فرمایا کہ اس کو ذبح نہ کرو۔ حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا دوسری لے آئیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذبح فرمایا۔ پھر آپ نے جو پیس کر روٹی بنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو کھانا کھلایا۔ اسی کھانے میں سے اُن کو ناشتہ بھی کرایا اور ایک حصہ زادِ راہ کے طور پر بھی اُن کو دیا۔ اس کے باوجود اس میں برکت اتنی تھی کہ جو بچ گیا وہ سارے کے برابر یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ وہ بکری جس کے تھنوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پھیرے تھے وہ اٹھارہ ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں جو قحط پڑا تھا اس زمانے تک حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا کے پاس رہی اور صبح شام دودھ دیتی رہی۔ [1]

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں ایک کمزور بکری دیکھ کر اس کا دودھ دھونے کی اجازت طلب کی تو حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اگر آپ اس میں دودھ کی گنجائش دیکھتے ہیں تو ضرور دھو لیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیر کر بسم اللہ پڑھی اور ایک بڑا برتن منگوا کر اس میں دودھ دھویا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا کو پھر اپنے ساتھیوں کو اور آخر میں خود پی کر فرمایا: سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا [2] ''قوم کو پلانے والا خود سب سے آخر میں پیتا ہے۔''

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۳؛ زرقانی، ج۲، ص۱۳۱؛ ابن ھشام، ج۱، ص۴۸۷

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۸۱؛ الإصابة، ج۵، ص۲۸۰۔۲۸۱؛ زرقانی، ج۲، ص۱۳۱

زیارت نبوی کو یادگار بنانا

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا کے گھر والوں کے ہاں اس واقعے کی اتنی اہمیت تھی کہ وہ زندگی کے اہم واقعات کا حساب اسی دن سے لگاتے تھے۔ [1]

رازداری

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا کے خیمے سے تشریف لے گئے تو قریش مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعاقب میں خیمے تک پہنچ گئے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ بیان کر کے حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس طرح کا آدمی جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے تم نے دیکھا ہے؟ حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا (چونکہ ان کے برے ارادے کو سمجھ گئیں لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے پیش نظر آپ) نے جواب میں کہا: ”مجھے تمھاری بات سمجھ نہیں آرہی ہے، ادھر تو بس ایک دودھ دھونے والا جوان آیا تھا......“ [2]

قبولِ اسلام

ابن سعد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے دوران اُن سے پہلی ملاقات کے موقع پر اسلام قبول کیا جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ ہجرت کر کے مدینہ گئیں اور وہاں اسلام قبول کیا۔ [3]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا مدینے آئیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرانے کو کہا۔ آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے ساتھ پنیر اور بعض دیگر تحائف بھی لائی تھیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پیش میں کیے اور مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ

---

[1] إتحاف الورىٰ، ج۱، ص۳۸۴

[2] البداية والنهاية، ج۲، ص۵۷۵؛ إتحاف الورىٰ، ج۱، ص۳۸۴

[3] ابن سعد، ج۸، ص۲۹۳

کو کھانا کھلایا اور ساتھ کپڑے اور کچھ دیگر عطیے بھی دیے۔[۱]

کسی شاعر نے آپ کے اس اعزاز کو یوں خراج تحسین پیش کی ہے:

جَزَى اللهُ رَبُّ النَّاسِ خَيرَ جَزَائِهِ ۔۔۔ رَفِيقَينِ قَالَا خَيمَتَي أُمِّ مَعبَدِ

هُمَا نَزَلَا بِالهُدٰى وَ اهتَدَيَا بِهِ ۔۔۔ فَقَدْ فَازَ مَنْ أَمسٰى رَفِيقَ مُحَمَّدِ

لِيَهْن بَنِي كَعْبٍ مَكَانُ فَتَاتِهِمْ ۔۔۔ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤمِنِينَ بِمَرْصَدِ[۲]

اللہ تعالیٰ پروردگار عالم اُن دو رفیقوں کو جزائے خیر دے جو اُم معبد رض کے خیموں میں آرام کے لیے اُترے۔ وہ دونوں نیکی کے ساتھ اُترے اور وہ نیکی کے عادی تھے۔ جو شخص محمد کا ساتھی ہوا، وہ کامیاب ہوا۔ بنو کعب کو ایسی بلند مرتبہ لڑکیاں مبارک ہوں جن کے گھر مسلمانوں کے لیے کمین گاہیں ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم معبد رض کے خیمے سے تشریف لے گئے اور اس کا شوہر گھر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی تفصیل سے آگاہ ہوا تو اس نے حضرت اُم معبد رض سے پوچھا کہ ''وہ شخص کس طرح کا تھا؟'' چونکہ حضرت اُم معبد رض نے کمالِ توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا تھا اور خدوخال کی باریکیاں بھی نوٹ کی تھیں، اس لیے انھوں نے شوہر کے سامنے آپ کا ایک بھرپور نقش پیش کیا۔ لفظی تصویر کے الفاظ یہ ہیں:

رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ، أَبْلَجَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْخَلْقِ، لَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ، وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صُعْلَةٌ، وَسِيمٌ، قَسِيمٌ، فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ، وَفِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ، وَفِي صَوْتِهِ صَحَلٌ، وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ، وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ. أَزَجُّ أَقْرَنُ، إِنْ صَمَتَ عَلَاهُ الْوَقَارُ، وَإِنْ تَكَلَّمَ عَلَاهُ الْبَهَاءُ، أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُم مِنْ بَعِيدٍ، وَأَحْسَنُهُ وَأَحْلَاهُ مِنْ قَرِيبٍ، حُلْوُ الْمَنْطِقِ، فَصْلٌ لَا نَزْرٌ وَلَا هَذْرٌ، كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ، رَبْعَةٌ لَا بَائِنٌ مِنْ طُولٍ وَلَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ، غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ، فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا، لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّونَ بِهِ، إِنْ

---

[۱] البداية والنهاية، ج۲، ص۵۷٦

[۲] الخصائص الكبرىٰ، ج۱، ص۳۲۱؛ البداية والنهاية، ج۲، ص۵۷۸؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۹۳

قَالَ أَنْصَتُوا لِقَوْلِهِ، وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ. مَحْفُودٌ مَحْشُودٌ. لَا عَابِسٌ وَلَا مُفْنِدٌ [۱]

میں نے ایک شخص دیکھا جس میں یہ صفات تھیں۔ پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ پیٹ نکلا ہوا، نہ سر کے بال گرے ہوئے۔ خوب صورت، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے۔ آواز میں بھاری پن، بلند گردن، بڑی سیاہ وسفید آنکھیں، باریک و پیوستہ آبرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لیے ہوئے۔ دور سے دیکھنے میں دل کش و دل فریب، قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین۔ شیریں کلام والے الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے پاک، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی۔ میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ حسن کی تازہ شاخ، دیدہ زیب قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گردو پیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں۔ ایسی ہستی جس کی خدمت کی جائے، جس کی بات مانی جائے، بات چیت نہ ضرورت سے کم اور نہ ضرورت سے زیادہ۔ [۲]

آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت / آپ سے اُمہات المومنین کا سلوک

خلافتِ فاروقی کے آخر میں ایک دفعہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے ساتھ حج سے واپس آرہے تھے۔ حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سواری پر اُن سے آگے آگے جا رہے تھے۔ اگر کوئی انسان اُن کے قریب جاتا تو آپ اُس کو پیچھے ہٹاتے تھے۔ اسی طرح عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور یہی کام کرتے تھے۔ جب کہیں پڑاؤ ڈالتے تو وہ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لیے پردے کا اہتمام کرتے تھے۔ جب حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ اُن کو دیکھا جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[۱] البداية والنهاية ج۲، ص۵۷۷۔۵۷۸، المواهب اللدنية مع شرح زرقانی، ج۲، ص۱۳۲۔۱۳۴؛ تاریخ إسلام، ج السيرة النبوية، ص۴۳۸۔۴۳۹

[۲] رحمۃ للعالمین، ج۱، ص۸۸۔۸۹ (ترجمہ کے الفاظ تفہیم کی خاطر آسان کردیے گئے ہیں۔)

کو دیکھا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آئے اور رو پڑیں۔ فرماتی ہیں:

میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آ گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادھر پڑاؤ ڈالا تھا۔ وہ بھی میرے ساتھ روئیں، انھوں نے مجھے پہچان لیا، مجھے خوش آمدید کہا اور خاطر تواضع کی اور ہر ایک نے مجھے کچھ نہ کچھ صلہ بھی دیا اور کہا کہ جب امیر المومنین سالانہ عطائیں (honorarium) دینے لگیں تو ہمارے پاس آنا۔ چنانچہ میں ان دنوں میں گئی تو ہر ایک اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے مجھے پچاس پچاس دینار دیے۔ اس وقت ان کی تعداد سات تھی۔ [1]

اس واقعے کے کئی پہلو سبق آموز ہیں۔ خلیفہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کا احترام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُم معبد رضی اللہ عنہا کی محبت، اُمہات المومنین کی سخاوت اور ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے اُم معبد رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسن سلوک ہمارے لیے قابل تقلید ہیں۔

مرویات

آپ سے دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ [2]

وفات

کتب تاریخ آپ کے سن وفات سے خاموش ہیں البتہ اوپر والی روایت سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ کم از کم خلافت فاروقی کے آخر تک زندہ تھیں۔

---

[1] أنساب الأشراف، طبع مصر، ج۱، ص۳۶۵۔۳۶۶

[2] جوامع السيرة، ص۲۹۸

باب دوم

انصاریات رضؓ، حیات وخدمات اور داعیانہ کردار

بہترین عورتیں

✪ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

خَيْرُ دُورِ الأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ

(صحیح البخاری: ۳۷۸۹)

''انصار میں بہترین بنونجار ہیں، ان کے بعد بنوعبدالاشہل، ان کے بعد بنوحارث اوران کے بعد بنوساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھروں میں بھلائی ہے۔''

✪ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ

(صحیح مسلم: ۷۷۶)

''انصار کی عورتیں کیا ہی خوب ہیں! اُن کے لیے حیا اِس بات سے مانع نہیں ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔''

✪ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:

لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيبِهِنَّ﴾ خَرَجَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانُ مِنَ الأَكْسِيَةِ

(سنن أبي داود: ۴۱۰۱)

''جب یہ آیت نازل ہوئی کہ 'عورتیں اپنے اوپر اپنی چادروں میں سے کچھ لٹکالیں' توانصار کی خواتین (اپنے اوپر سیاہ کپڑے ڈال کر) ایسے نکلا کرتی تھیں جیسے اُن کے سروں پر کوّے بیٹھے ہیں۔''

حضرت اَسمابنت یزید (اُمِ عامر اَشہلیہ) رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اسمابنت یزید بن السکن بن رافع بن امرائ القیس بن زید، ایک روایت میں نام فکیہہ بھی آیا ہے۔قبیلہ بنوعبدالاشہل سے آپ کا تعلق تھا۔

کنیت: اُم سلمہ یا اُم عامر

ماں کا نام: اُم سعد بنت خزیم بن مسعود بن قلح بن حریش بن عبدالاشہل

امتیاز: وافدۃ النساء [1] ''عورتوں کی سفیر''

قبولِ اسلام

کتب سِیر میں آپ رضی اللہ عنہا کے قبول اسلام کا متعین زمانہ مذکور نہیں ہے۔البتہ قیاس سے کہا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدینہ آمد سے قبل اسلام قبول کرلیا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے قبول اسلام کے بارے میں معروف سیرت نگار جناب طالب ہاشمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں کیونکہ تمام اہل سیر اس بات پر متفق ہیں کہ بیعت عقبہ کبیرہ سے پہلے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں سید الاوس حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ اور بنو عبد الاشہل کے دوسرے سردار حضرت اُسید بن حضیر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے اور اُن دونوں کے اثر ورسوخ کی بدولت سوائے ایک آدھ آدمی کے سارا قبیلہ عبدالاشہل ایک دن میں مسلمان ہوگیا تھا۔قیاس غالب یہ ہے کہ حضرت اسما رضی اللہ عنہا بنت یزید بھی اسی وقت سعادت اندوز اسلام ہوگئیں۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت/خدمت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے محلے کی مسجد میں تشریف لائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۰۷؛ الإصابة، ج۵، ص۱۸۷

[2] تذکار صحابیات رضی اللہ عنہن، ص۴۰۹

ایک جماعت بھی ساتھ تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو گھر جا کر کچھ ہڈی گوشت اور روٹی لا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا: بِأَبِي وَأُمِّي تَعَشَّ ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، شام کا کھانا کھا لیجیے!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ صحابہ کرام کو شامل کرتے ہوئے فرمایا کہ ''بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو''۔ ان سب نے کھانا کھایا جو چالیس لوگ تھے۔ گھر والوں نے بھی کھایا لیکن پھر بھی کچھ سالن اور روٹیاں بچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کھانا کھانے کے بعد) ہمارے مشکیزے سے پانی پیا اور تشریف لے گئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَأَخَذْتُ ذٰلِكَ الشَّجْبَ فَدَهَنْتُهُ وَطَوَيْتُهُ فَكُنَّا نَسْقِي مِنْهُ الْمَرِيضَ وَنَشْرَبُ مِنْهُ فِي الْحِينِ رَجَاءَ الْبَرَكَةِ [1]

چنانچہ میں نے اس مشکیزے کو تیل لگا کر لپیٹ دیا (اور بطور تبرک محفوظ کر کے رکھ دیا)۔ ہم اس سے مریضوں کو پانی پلاتے تھے اور خود بھی غم و مصیبت کے دنوں میں برکت کے حصول کے لیے اس سے پانی پیتے تھے۔

دوسری روایت میں ہے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اُن کو سنوارا، پھر آ کر آپ کو بلایا تا کہ اُن کو آپ کے سپرد کر دوں، چنانچہ آپ تشریف لے آئے اور اُن کے ایک جانب بیٹھ گئے۔ جب آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا تو آپ نے کچھ پی کر بقیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیش کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے سر جھکایا تو میں نے تاکید کے ساتھ کہا: خُذِي مِنْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے لو''، چنانچہ انھوں نے کچھ پیا اور بقیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق مجھے پیش کیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! بلکہ اس کو آپ لے لیجیے اور اس میں سے پی لیجیے، پھر جو بچے وہ مجھے دیجیے''۔ چنانچہ آپ نے لے کر اس میں سے کچھ پیا اور پھر مجھے دیا۔ میں بیٹھی اور برتن

---

[1] الخصائص الکبریٰ، ج۲،ص۷۸؛ ابن سعد، ج۸،ص۲۰۷؛ تاریخ دمشق، ج۶۹،ص۳۸

کو اپنے گھٹنے پر رکھ کر گردش دینے لگی اور اپنے ہونٹوں کو اس جگہ پر رکھنے لگی جس جگہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ مبارک لگے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری خواتین کو پیش کیا۔ انھوں نے کہا: ''ہمیں بھوک نہیں ہے''۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا تَجْمَعْنَ كَذِبًا وَجُوعًا... [1] ''جھوٹ اور بھوک (دونوں) کو جمع نہ کرو۔''

آپؓ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی غضباء کی مہار تھامے ہوئی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پوری سورۃ المائدہ نازل ہوئی۔ فرماتی ہیں کہ ایسا لگ رہا تھا جیسے اونٹنی کی ٹانگیں وحی کے بوجھ سے ٹوٹنے والی ہیں۔ [2]

خواتین کی ترجمانی

حضرت اسماؓ کو اللہ تعالیٰ نے قائدانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کا اتنا بہترین انداز تھا کہ لوگ دنگ رہ جاتے تھے۔ آپ کا خطبہ مدلل اور مربوط ہوتا تھا، اس لیے سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت اسماؓ بنت یزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہؓ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ حضرت اسماؓ نے عرض کیا:

بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا وَافِدَةُ النِّسَاءِ إِلَيْكَ ... إن الله بَعَثَكَ إِلَى الرِّجَالِ وَإِلَى النِّسَاءِ ... وَإِنَّكُمْ مَعَاشِرَ الرِّجَالِ فُضِّلْتُمْ عَلَيْنَا بِالْجُمَعِ وَالْجَمَاعَاتِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَشُهُودِ الْجَنَائِزِ وَالْحَجِّ بَعْدَ الْحَجِّ، وَأَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِراً أَوْ مُرَابِطاً حَفِظْنَا أَمْوَالَكُمْ وَغَزَلْنَا لَكُمْ أَثْوَابَكُمْ وَرَبَّيْنَا لَكُمْ أَوْلَادَكُمْ، فَمَا نُشَارِكُكُمْ فِي الْأَجْرِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ ... هَلْ سَمِعْتُمْ مَقَالَةَ امْرَأَةٍ قَطُّ أَحْسَنَ فِي مَسْئَلَتِهَا عَنْ أَمْرِ

---

[1] مسند أحمد: ٢٧٠٤٤؛ المعجم الكبير: ١٩٨٧٩

[2] مسند أحمد: ٢٧٠٢٨

دِينِهَا مِنْ هٰذِهٖ؟...اِنْصَرِفِي أَيَّتُهَا الْمَرْأَةُ، وَأَعْلِمِي مَنْ خَلْفَكِ مِنَ النِّسَاءِ أَنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ إِحْدَاكُنَّ لِزَوجِهَا وَطَلَبِهَا مَرْضَاتَهُ وَاتِّبَاعِهَا مُوَافَقَتَهُ تَعْدِلُ ذٰلِكَ كُلَّهُ[1]...

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں مشرق ومغرب کی تمام عورتوں کی ترجمان ہوں، خواہ وہ میری آپ کے پاس آمد سے واقف ہوں یا نہ ہوں، وہ میرے اس خیال کی تائید کرتی ہیں۔ بے شک اللہ نے آپ کو مرد وعورت سب کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ ہم آپ اور آپ کے معبود پر ایمان لائیں۔ ہم عورتیں آپ مردوں کے گھروں میں پابندی اور پردے سے رہتی ہیں، تمھاری خواہشات کو پورا کرتی ہیں اور تمھاری اولاد کا بار اٹھاتی ہیں، اور حال یہ ہے تم مردوں نے ہمارے اوپر نماز باجماعت، اجتماعی کاموں، مریضوں کی عیادت، جنازوں میں شرکت، حج کے بعد حج، اور ان میں سب سے افضل کام جہاد کے ذریعے فضیلت حاصل کی ہے۔ حالانکہ تم میں سے کوئی مرد جب حج، عمرہ یا جہاد کے لیے جاتا ہے تو ہم تمھارے اموال کی حفاظت کرتی ہیں اور تمھارے کپڑوں کے لیے سوت کاتتی ہیں اور تمھارے بچوں کی پرورش کرتی ہیں، تو کیا ہم تمھارے ساتھ اجر میں شریک نہیں ہیں؟ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منہ کر کے فرمایا: کیا تم نے کبھی کسی عورت کو اس سے بڑھ کر اچھے طریقے سے اپنے دین کے بارے میں پوچھتے ہوئے دیکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا کہ ایک عورت کو بھی اس حد تک یہ صلاحیت حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسما رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے خاتون! لوٹ کر اُن عورتوں کو بھی بتا دو جو تیرے پیچھے ہیں کہ تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ اچھے طریقے سے بیوی بن کر رہنا، اس کی رضامندی حاصل کرنا اور اس کی اطاعت کرنا، ان سب کاموں کے اجر کے برابر ہے۔ چنانچہ حضرت اسما رضی اللہ عنہا خوشی سے تہلیل وتکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں۔

اِطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ، دوسروں کو بھی اطاعت کی تلقین کرنا

حضرت اسما رضی اللہ عنہا بنت یزید جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے حاضر

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۱۸۷؛ أُسد الغابة، ج۷،ص۱۷؛ الاستيعاب،دار الفكر، ج۴،ص۲۳۷۔۲۳۸

ہوئیں تو سونے کے کنگن پہنے ہوئی تھیں۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئیں اور سونے کی چمک آپ کی آنکھوں میں پڑی، تو آپ نے فرمایا:

أَلْقِي السِّوَارَيْنِ يَا أَسْمَاءُ أَمَا تَخَافِينَ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِسِوَارٍ مِنْ نَارٍ؟ قَالَتْ: فَأَلْقَيْتُهُمَا فَمَا أَدْرِي مَنْ أَخَذَهُمَا [1]

اسما! کنگنوں کو پھینک دو، کیا تمھیں اس بات کا خوف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اس کی پاداش میں آگ کا کنگن پہنائے! فرماتی ہیں کہ میں نے وہ کنگن پھینک دیے، مجھے پتہ نہیں کہ وہ کس نے اٹھائے۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت اسما رضی اللہ عنہا جب بیعت کے لیے آئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کرنا چاہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ "میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا"۔ اُن کے ساتھ بیعت کے لیے اُن کی خالہ آئی ہوئی تھیں اور انھوں نے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناگواری کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو کہا:

يَا هٰذِهِ هَلْ يَسُرُّكِ أَنْ يُحَلِّيَكِ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَمْرِ جَهَنَّمَ سِوَارَيْنِ وَخَوَاتِيمَ؟ فَقَالَتْ أَعُوذُ بِاللهِ يَا نَبِيَّ اللهِ قَالَتْ: قُلْتُ يَا خَالَتِي اطْرَحِي مَا عَلَيْكِ... مَا عَلَى إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَتَّخِذَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ وَتَتَّخِذَ لَهَا جُمَانَتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَتُدْرِجَهُ بَيْنَ أَنَامِلِهَا بِشَيْءٍ مِنْ زَعْفَرَانٍ فَإِذَا هُوَ كَالذَّهَبِ يَبْرُقُ [2]

اے فلاں! کیا تم یہ پسند کرو گی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں قیامت کے دن آگ کے انگاروں کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں اللہ سے پناہ چاہتی ہوں۔ حضرت اسما رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی خالہ سے کہا: جو کنگن تم نے پہنے ہیں اُن کو پھینک دو۔ چنانچہ انھوں نے پھینک دیے۔ ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کس نے وہاں سے اٹھائے اور ہم میں سے کسی نے اس کو پیچھے دیکھا بھی نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض

[1] مسند أحمد: ٢٧٠١٦

[2] أيضاً: ٢٧٠٢٥

کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر عورتیں زیور پہن کر بناؤ سنگھار نہ کریں تو وہ شوہروں کے ہاں بے وقعت ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم چاندی سے بالیاں بنالو اور چاندی کے موتی انگوٹھی میں ڈال کر انگلیوں میں پہن لو اور اس کو زعفران مل دو تو اس میں سونے کی طرح چمک پیدا ہو جائے گی۔

مسند ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو وعید اس لیے سنائی تھی کہ انھوں نے زکاۃ نہیں دی تھی۔ [1] اس کی ایک توجیہہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیب و زینت کی چیزوں میں مگن رہنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ عورتوں کے لیے اعتدال اور آداب کے ساتھ آرائش کرنا شریعت میں پسندیدہ ہے۔

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسماء ؓ پورے اطمینان کے ساتھ نہ صرف خود دنیوی زیب و زینت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر قربان کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتی تھیں۔ بلند مقاصد کے لیے جینے والے لوگ اپنی زندگی میں نمود و نمائش کی ان چیزوں کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔

رِقتِ قلبی

ایک دفعہ حضرت اسماء ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں آپ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے خروج کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت آسمان بارش برسانا بند کر دے گا یہاں تک ایک قطرہ بارش بھی نہیں ہوگی اور زمین کوئی بھی چیز نہیں اُگائے گی چنانچہ سب جانور مر جائیں گے۔ دجال لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کی مدد سے کسی کو مارے گا اور کسی کو زندہ کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی کچھ دیگر تفصیلات بیان کر کے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو سب لوگ رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی تو حضرت اسماء ؓ نے عرض کیا:

---

[1] مسند أحمد: ٢٧٠٢٧

''یارسول اللہ! آپ نے جو دجال کا ذکر کیا ہے (اس کے خوف سے رو رہے ہیں)۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! لونڈی آٹا گوندھتی ہے، ابھی وہ (روٹی پکا کر) فارغ بھی نہیں ہوتی کہ ہم دوبارہ بھوک سے نڈھال ہو جاتی ہیں تو ہم اس دن کیا کریں گی؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَكْفِي الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ يَوْمَئِذٍ التَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ ثُمَّ قَالَ لَا تَبْكُوا فَإِنْ يَخْرُجِ الدَّجَّالُ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ وَإِنْ يَخْرُجْ بَعْدِي فَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ [1]

اس دن تکبیر، تسبیح اور تحمید مومنین کو بھوک اور پیاس سے کفایت کریں گی۔ روؤ نہیں، اگر دجّال میری زندگی میں نکلا تو میں اس سے جھگڑوں گا اور اور اگر میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ میرے بعد ہر مسلمان کی خود حفاظت کرنے والا ہے۔

غزوات میں خدمات

اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت و جہاد دو افضل ترین مگر مشکل ترین عبادات ہیں۔ اگر چہ اسلام نے عام حالات میں خواتین کو جہاد میں جانے کا حکم نہیں دیا ہے مگر دینی جذبے سے سرشار صحابیات رضا کارانہ طور پر کثرت سے اس میں شامل ہونے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ حضرت اسماؓ بھی ایسی ہی خواتین میں شامل تھیں۔ آپ کا یہ جذبہ قابل تحسین ہے۔

آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر [2] بیعت رضوان [3] اور فتح مکہ میں شریک ہوئیں۔ [4] اسی طرح جنگ یرموک میں بھی شرکت کی سعادت حاصل کی اور بہادری سے لڑیں، آپؓ نے اس موقع پر اپنے خیمے کی لکڑی سے نو رومیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ [5]

---

[1] مسند أحمد: ۲۷۰۲۱

[2] تاریخ مدینة دمشق، ج۶۹،ص۳۸؛ ابن سعد، ج۸،ص۴۰۷

[3] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۹۷؛ کتاب المغازی، ج۲،ص۵۷۴

[4] تاریخ دمشق، ج۶۹،ص۳۴

[5] الإصابة، ج۵،ص۱۸۵؛ أسد الغابة، ج۷،ص۱۶؛ تهذیب التهذیب، ج۱۲،ص۳۹۹

غزوۂ خندق کے موقع پر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حَیس [1] کا ایک پیالہ بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں تھے، دونوں نے حاجت بھر کھایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقیہ باہر لے جا کر اہل خندق کو عام دعوت دی، انھوں نے بھی سیر ہو کر کھایا لیکن کھانے میں کوئی کمی نہیں آئی۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کی فکر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غزوۂ اُحد سے واپسی کی خبر مدینہ پہنچی تو عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح سالم دیکھنے کی عرض سے گھروں سے باہر نکل آئیں۔ حضرت اُم عامر اشہلیہ رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں۔ فرماتی ہیں کہ ہم مقتولین پر غمزدہ تھیں لیکن جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیریت سے واپس تشریف لائے ہیں تو میں نے کہا:

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ [3] ''آپ کے بعد ہر مصیبت تھوڑی ہے!''

چھے ہجری، غزوہ خیبر سے کچھ قبل غزوۃ الغابہ کے موقع پر آپ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے اور آپ کی حفاظت کرنے کی ترغیب دیتی رہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپس آمد کی خبر آئی تو ایک آدمی کو گھوڑے پر سوار کرا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا اور خود انتظار میں راستے کو دیکھتی رہیں۔ جب اس نے خیریت کی خبر دی تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ [4]

فضیلت

آپ کے قبیلے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ آمد سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی اُن کے گھروں کے پاس جاتے تو فرماتے تھے:

---

[1] حیس گھی، کھجور، پنیر اور ستو کو ملا کر بنائے گئے ایک قسم کے حلوے کو کہتے تھے۔

[2] کتاب المغازی، ج۲، ص۴۷۷؛ السیرۃ الحلبیۃ، ج۲، ص۱۱۳

[3] أیضاً، ج۱، ص۳۱۵

[4] أیضاً، ج۲، ص۵۴۳

مَا ذَا فِي هٰذِهِ الدُّورِ مِنَ الخَيرِ !هٰذِهِ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ [1]

ان گھروں میں کیا ہی خیر ہے۔ یہ انصار کے بہترین گھروں میں سے ہیں۔

آپؓ کی خدمات کو پڑھنے سے آپ کی فہم و فراست کا صحیح پتہ چلتا ہے۔ حافظ ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ آپ عقل منداور دین دار لوگوں میں سے تھیں۔ [2]

آپؓ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ قرآن کریم کے ایک حصے کا سببِ نزول بنیں۔ آپؓ سے روایت ہے کہ جب مجھے طلاق دی گئی تو اس وقت تک عدت کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ احکام نازل فرما دیے۔ [3]

خدماتِ حدیث

قرآن کریم کی اشاعت کے بعد تعلیمات نبوی کی اشاعت کی خدمت بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔ یہ جہاں فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا ذریعہ ہے وہاں مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا بھی اس میں سامان ہے۔ اس خدمت میں بھی حضرت اسماؓ کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ آپ سے اکیاسی احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ [4]

آپ کے حلقۂ تلامذہ میں محمود بن عمرو انصاری، مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن خوشب، [5] مجاہد، اسحاق بن راشد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ [6] شامل ہیں۔

وفات

یزید بن معاویہ کے دور حکومت تک زندہ رہیں، آخر عمر میں دمشق میں سکونت اختیار

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۰۷

[2] الاستیعاب، دار الفکر، ج۴، ص۲۳۷

[3] سنن أبي داود: ۲۲۸۱

[4] جوامع السيرة، ص۲۷۸

[5] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۳۹۹

[6] سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۷

کر لی تھی، وہی مقبرۃ الباب الصغیر [۱] میں آپ کی قبر ہے۔ [۲]

حضرت اُمیہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

نام ونسب: اُمیہ بنت قیس ابی الصلت، قبیلہ بنو غِفار سے آپ کا تعلق تھا۔

قبول اسلام: آپ ہجرت کے بعد اسلام لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔

مجاہدین کی خدمت کا شوق / بے مثال اطاعت کا جذبہ

حضرت اُمیہؓ فرماتی ہیں کہ میں غزوۂ خیبر کے موقع پر بنو غفار کی کچھ اور عورتوں کے ساتھ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

إِنَّا نُرِيدُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ نَخْرُجَ مَعَكَ إِلَىٰ وَجْهِكَ هٰذَا، تَعنِي خَيبَر، فَنُدَاوِيَ الْجَرْحَىٰ وَنُعِينَ الْمُسْلِمِينَ بِمَا اسْتَطَعْنَا. فَقَالَ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ... فَوَاللهِ لَا تُفَارِقُنِي أَبَدًا ... [۳]

یا رسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ غزوۂ خیبر کے لیے جانا چاہتی ہیں، ہم مریضوں کی تیمارداری کریں گی اور اپنی استطاعت کے مطابق مسلمانوں کی مدد کریں گی"۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے کر فرمایا کہ "اللہ کی برکت سے چلو"... جب اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھی مال فئی میں سے کچھ نہ کچھ دیا۔ میرے گلے میں جو ہار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ لے کر میرے گلے میں ڈالا، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ مجھ سے کبھی جدا نہ ہوگا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ہار موت تک آپ کے گلے میں رہا اور مرتے دم وصیت کی کہ وہ آپ کے ساتھ دفن کیا جائے۔ آپ جب بھی غسل کرتیں تو پانی

---

[۱] یہ دمشق کی تاریخی قبرستان کا نام ہے۔ یہاں حضرت بلال حبشی، حضرت اسما زوجہ حضرت جعفر طیار، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت ام کلثوم بنت علی، حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہم اور دیگر مشاہیر مدفون ہیں۔

[۲] سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۹۷

[۳] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۵

میں نمک ڈالتیں اور موت کے وقت یہ وصیت بھی کی کہ جب ان کو غسل دیا جائے تب بھی پانی میں نمک ڈالا جائے۔

اس روایت سے آپ کی سیرت کے کئی روشن پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے۔ایک یہ کہ ایک غزوہ کے موقع پر نوعمری اور صنف نازک ہونے کے باوجود آپ نے اپنی چاہت سے رضا کارانہ اپنی خدمات پیش کیں، دوسرا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کے ہار سے اتنی محبت تھی کہ مرنے کے بعد بھی جدا کرنا پسند نہیں کیا بلکہ حصول برکت کے لیے ساتھ دفنانے کی وصیت کی، تیسرا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر آپ کو حصول طہارت کے لیے پانی میں نمک ڈالنے کو کہا تھا لیکن چونکہ آپ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اشارہ بھی ایک دائمی حکم کی حیثیت رکھتا تھا، اس لیے زندگی بھر اس کو لائحہ عمل بنایا۔اطاعت کا یہ جذبہ خواتین اُمت کے لیے یقیناً قابلِ اتباع ہے۔

حضرت حوا بنت زید رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حوا بنت زید بن سکن بن کرز بن زعورا

آپ کی کنیت اُم بُجید تھی اور قبیلہ عبد الاشہل سے تعلق تھا۔

نمایاں رشتہ داری

عقرب بنت معاذ بن نعمان بن اِمرؤ القیس آپ کی ماں تھیں۔شہید بدر حضرت رافعؓ بن زید آپ کے بھائی تھے۔آپ کی شادی قیس بن خطیم بن عدی سے ہوئی، جس سے آپ کا بیٹا ثابت پیدا ہوا۔حضرت سعدؓ بن معاذ آپ کے ماموں تھے۔[۱]

قبول اسلام

آپ قدیم الاسلام تھیں اور ہجرت نبوی سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی

---

[۱] ابن سعد، ج۸، ص۴۰۹؛ أسد الغابة، ج۷، ص۷۳

تھیں اور بیعت کی تھی آپ کے حسن اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم تھا۔آپ ہی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے شوہر کو حسن سلوک کی تاکید کی تھی۔[۱]

قبول اسلام کی وجہ سے شوہر کی بدسلوکی کا سامنا کرنا

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہا کا شوہر قیس بن خطیم مکہ کے بازار میں آیا ہوا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو اس کے پاس تشریف لے گئے اور تاکید کے ساتھ اسلام کی دعوت دی۔اس نے کہا کہ آپ جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں وہ بہت عمدہ ہے لیکن مجھے جنگوں کی مصروفیات کی وجہ سے اس پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر اس کی منت سماجت کرتے رہے اور اس کی کنیت سے پکارتے رہے کہ: يَا أَبَا يَزِيدَ، أَدْعُوكَ إِلَى اللهِ ''ابو یزید! میں آپ کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں''۔قیس وہی جواب دہراتا رہا، اس موقع پر وہ مسلمان تو نہ ہوا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد کیا کہ اپنی بیوی کے ساتھ بدسلوکی نہیں کرے گا۔ابن سعد رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا يَزِيدَ إِنَّ صَاحِبَتَكَ حَوَاءَ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُسِيءُ صُحْبَتَهَا مُذْ فَارَقَتْ دِينَكَ فَاتَّقِ اللهَ وَاحْفَظْنِي فِيهَا وَلَا تُعْرِضْ لَهَا ...[۲]

ابو یزید! مجھے پتہ چلا ہے کہ تیری بیوی حوا نے جب سے تیرا دین چھوڑا ہے تم اس سے بدسلوکی کرتے ہو، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے بارے میں میرا خیال کرو اور اُسے کچھ نہ کہو.....اس نے کہا: ''بالکل ٹھیک ہے! میں اس کے ساتھ عزت کا سلوک کروں گا، میں وہی کروں گا جو آپ چاہیں گے، میں اس کے ساتھ نیکی سے ہی پیش آؤں گا'' حالانکہ قیس اس سے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ ہر طرح سے بدسلوکی کرتا تھا۔اس کے بعد جب قیس مدینہ آیا تو حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے کہا: میں تمھارے صاحب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملا ہوں، اس نے مجھ سے تمھاری حفاظت کا وعدہ لیا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنا وعدہ پورا کروں گا بس تم

---

[۱] ابن سعد، ج۸،ص۴۰۹

[۲] أيضاً

اپنا کام جاری رکھو، تمھیں میری طرف سے کبھی بھی کوئی اذیت نہیں پہنچے گی۔اس کے بعد حضرت حوا رضی اللہ عنہا نے اپنے مخفی اسلام کا اعلان کر دیا۔قیس اب اس کو کچھ بھی نہیں کہتا تھا تو لوگ اس کو کہنے لگے: تمھاری بیوی نے دین محمدی کا اتباع کر لیا ہے! لیکن قیس جواب میں کہتا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے وعدہ کیا ہے کہ اس کے ساتھ بدسلوکی نہیں کروں گا اور اس کے بارے میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال کروں گا۔

غربت کے باوجود صدقہ دینے کی خواہش

دورِ نبوی میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن عام طور پر فقر و فاقہ کے عالم میں زندگی گزارتے تھے، خود بھوک برداشت کرتے لیکن پھر بھی دوسروں کی مدد کا جذبہ دل میں موج زن رہتا تھا۔حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا بھی یہی جذبہ تھا۔ایک دفعہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے لیکن میرے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہوتا (مسند کی روایت میں ہے: جس کی وجہ سے مجھے شرم آتی ہے)'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ لَمْ تَجِدِي لَهُ شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ فِي يَدِهِ [1]

اگر تمھارے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہ ہو مگر ایک جلا ہوا کھر (چوپائے کے پاوں کا نچلا سخت حصہ) ہو تو وہی اس کے ہاتھ میں رکھ کر رخصت کر دیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے محلے میں آپ کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔آپ ایک پیالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ستو بنا کر رکھ دیا کرتی تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آتے تھے تو آپ پیش کر دیتی تھیں۔[2]

---

[1] سنن الترمذی: ٦٦٥، مسند أحمد: ٢٦٦٠٧؛ سنن أبي داود: ١٦٦٧

[2] مسند أحمد: ٢٦٦١٠؛ ابن سعد، ج٨، ص٤٦١

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ [۱]

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف، خویلہ نام بھی آیا ہے۔

شوہر کا نام: حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن صامت

قبیلہ: بنوعوف بن الخزرج [۲]

احکامِ ظہار کا سبب نزول، گھر کو اُجڑنے سے بچانا، بچوں کی فکر

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ کی شادی اُن کے چچازاد بھائی حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن صامت سے ہوئی تھی جو عمر میں اُن سے کافی بڑے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اُن کی طبیعت میں چڑچڑا پن آ گیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن صامت کو کسی بات پر غصہ آ گیا اور غصے کی حالت میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کہہ بیٹھے کہ "تم میرے اوپر ایسی ہو جیسے میری ماں کی پیٹھ"۔ عہدِ جاہلیت میں اس کو طلاق سمجھا جاتا تھا اور ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن صامت یہ کہہ کر گھر سے باہر چلے گئے اور کچھ دیر بعد واپس آ کر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے قریب آنا چاہا لیکن چونکہ معاملہ واضح نہ تھا، اس لیے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قریب نہ آنے دیا (کیونکہ طلاق کی صورت میں یہ گناہ ہوتا)۔ مسند احمد کے مطابق حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر وہ قربت کے ارادے سے اُن کے پاس آیا تو انھوں نے کہا:

كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ خُوَيْلَةَ بِيَدِهِ لَا تَخْلُصُ إِلَيَّ وَقَدْ قُلْتَ مَا قُلْتَ حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ

---

[۱] جوامع السیرۃ، ص۲۸۹

[۲] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۸

وَرَسُولُهُ فِينَا بِحُكْمِهِ... يَا خُوَيْلَةُ! ابْنُ عَمِّكِ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَاتَّقِي اللَّهَ فِيهِ... [1]
ہرگز نہیں! تم نے جو کہنا تھا کہہ دیا، جس کے قبضۂ قدرت میں خویلہ کی جان ہے تم میرے پاس نہیں آسکتے جب تک ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہ آجائے۔ اس نے مجھے زبردستی پکڑنا چاہا لیکن میں نے اس کو خود سے روک دیا اور اس پر غالب آگئی جیسے کوئی عورت کسی بوڑھے کمزور آدمی پر غالب آجاتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو خود سے گرا دیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا واقعہ بیان کر دیا اور اوس رضی اللہ عنہ بن صامت کے سلوک کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تیرا چچا زاد بوڑھا آدمی ہے، اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ وحی نازل ہوئی:

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ... وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (المجادلۃ ۵۸: ۱-۴)

''اللہ نے سن لی اُس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں ان کی بیویاں ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے۔ یہ لوگ ایک سخت ناپسندیدہ اور جھوٹی بات کہتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اُس بات سے رجوع کریں جو انھوں نے کہی تھی، تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اِس کے ذریعے تمھیں نصیحت کی جاتی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔ اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے، قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، اور کافروں کے لیے دردناک سزا ہے''۔

---

[1] مسند أحمد: ۲۷۷۴۶؛ الإصابة، ج۵، ص ۲۲۲-۲۲۳؛ أسد الغابة، ج۷، ص ۹۲-۹۳

ان احکام کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خولہؓ سے فرمایا کہ اپنے شوہر سے کہو کہ ظہار کے گناہ کے کفارے کے طور پر ایک غلام آزاد کرے۔ حضرت خولہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اس کے پاس تو کوئی غلام ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کہو کہ ساٹھ دن روزے رکھے۔ حضرت خولہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! وہ بہت بوڑھا آدمی ہے، روزوں کی اس میں طاقت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ حضرت خولہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کے اتنے وسائل نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کی ایک عرق (ایک بڑا برتن جس میں اشیا کو ناپا جاتا ہے) سے مدد کروں گا۔ حضرت خولہؓ نے عرض کیا کہ میں دوسرے عرق سے اس کی مدد کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے درست اور اچھا کیا، جاؤ اور اس کی طرف سے خرچ کرو، اور اپنے چچا زاد کے بارے میں بھلائی کا حکم قبول کرو۔ حضرت خولہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ فدیہ کی ادائیگی میں حضرت اُم منذرؓ نے اس کی مدد کی۔ [1]

ابن سعدؒ نے اس موقع پر آپؓ کی ایک دعا بھی لکھی ہے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَشْکُوا إِلَیكَ شِدَّةَ وَجدِی وَمَا شُقَّ عَلَیَّ مِنْ فِرَاقِهِ اَللّٰھُمَّ انْزِلْ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّكَ مَا یَکُونُ لَنَا فِیهِ فَرَجٌ [2]

یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنی محبت کی شدت اور اپنے شوہر سے جدائی کی تکلیف کی فریاد کرتی ہوں، یا اللہ تعالیٰ! اپنے نبی کی زبان پر وہ چیز نازل کرے جس میں ہمارے لیے کشادگی ہو۔

حافظ ابن قیمؒ نے بھی ایک دعا نقل کی ہے:

اَللّٰھُمّ إِنِّی أَشْکُو إِلَیكَ… إِنَّ لِی صِبْیَةً صِغَارًا إِنْ ضَمَمْتُهُمْ إِلَیهِ ضَاعُوا وَإِنْ ضَمَمْتُهُمْ إِلَیَّ جَاعُوا [3]

یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں فریاد کرتی ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر وہ باپ

---

[1] الإصابة، ج۸، ص۲۲۳؛ ابن سعد، ج۸، ص۴۲۹

[2] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۸

[3] زاد المعاد، ج۵، ص۳۲۳

کے پاس رہے تو ضائع ہو جائیں گے اور اگر میں اُن کو اپنے پاس رکھوں تو بھوکے رہیں گے۔

حضرت اوسؓ بن صامت کا آپ کا احسان ماننا

واقعہ ظہار چونکہ حضرت اوسؓ کی غلطی سے رونما ہوا تھا اور اس کا حل حضرت خولہؓ کی دعا اور فریاد سے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا اس لیے حضرت اوسؓ اپنی اہلیہ کے مشکور تھے۔ وہ احکامِ ظہار کے نزول کے بعد کہا کرتے تھے:

لَولَا خَولَةُ لَهَلَکتُ [1] ''اگر خولہؓ نہ ہوتیں تو میں ہلاک ہو جاتا۔''

جنگ یرموک میں کردار

جنگ یرموک کے موقع پر جب لشکر کے آگے والے کچھ مرد بھاگنے لگے تو خواتین نے اُن کا پتھروں اور لکڑیوں سے استقبال کیا۔ حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ بھی اس موقع پر موجود تھیں، وہ بھاگنے والوں کو غیرت دلا رہی تھیں:

يَا هَارِبًا عَنْ نِسْوَةٍ تَقِيَّاتٍ　　　فَعَنْ قَلِيلٍ مَا تَرىٰ سَبِيَّاتٍ

لَا حَظِيَّاتٍ وَلَا رَضِيَّاتٍ [2]

اے پرہیز گار عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنے والو! تم بہت جلد دیکھو گے کہ (تمھارے بھاگنے کی وجہ سے یہ) یہ عورتیں قید کی جائیں گی۔ یہ اُن کی کم نصیبی ہوگی، جس پر یہ راضی نہ ہوں گی۔''

آپؓ کی ترغیب کا یہ فائدہ ہوا کہ بھاگنے والے غیرت کھا کر واپس میدان جنگ میں آ گئے۔ اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ یا دیگر عملی جدوجہد سے کسی وجہ سے معذور لوگ بھی مناسب حکمت عملی اور تدبیر کے ذریعے بلاواسطہ جنگ کے نتائج پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک اپنے بس کے مطابق کچھ کرنے کے لیے آمادہ رہے۔

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۸

[2] البداية والنهاية، ج۵، ص۶

آپ کی ناصحانہ جرأت

صحابیات کے اندر نصیحت وخیر خواہی کا جذبہ اتنا طاقتور تھا کہ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی موقع کی مناسبت سے وعظ ونصیحت کر دیا کرتی تھیں۔ دستیاب مناسب مواقع سے دانش مندانہ طور پر فائدہ اٹھانا ہر مسلمان داعی کی ذمہ داری ہے۔ ذیل کا واقعہ اس کی ایک عمدہ مثال ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ؓ مسجد سے نکلے، حضرت جارود عبدی ؓ بھی ساتھ تھے۔ راستے میں ایک عورت ملی، حضرت عمر فاروق ؓ نے اُن کو سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا اور پھر آپ دونوں کے درمیان درج ذیل گفتگو ہوئی:

هَيهَاتَ يَا عُمَرُ عَهِدْتُكَ وَأَنْتَ تُسَمّٰى عُمَيْرًا فِي سُوقِ عُكَاظ. تَرْعٰى الضَّأْنَ بِعَصَاكَ. فَلَمْ تَذْهَبِ الأَيَّامُ حَتّٰى سُمِّيتَ عُمَرُ (ثُمَّ لَمْ) تَذْهَبِ الأَيَّامُ حَتّٰى سُمِّيتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَاتَّقِ اللهَ فِي الرَّعِيَّةِ، وَاعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ خَافَ الْوَعِيدَ قَرُبَ عَلَيْهِ الْبَعِيدُ، وَمَنْ خَافَ الْمَوْتَ خَشِيَ الْفَوْتَ... [1]

حضرت خولہ ؓ نے کہا: افسوس یا عمر! میں نے تمھارا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب تم بازارِ عکاظ میں عمیر کے نام سے پکارے جاتے تھے اور اپنے عصا سے بکریاں چراتے تھے، کچھ عرصہ بعد تم عمر کہلانے لگے، پھر کچھ عرصہ بعد تمھیں امیر المومنین کا خطاب ملا۔ پس رعایا کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا، اس کو آخرت قریب لگنے لگتی ہے، اور وہ تیاری میں دیر نہیں کرتا۔ جو موت کے قریب آنے کا خوف رکھتا ہے، وہ اعمالِ صالحہ کے فوت ہونے سے بھی ڈرتا ہے (زندگی کا ہر لمحہ قیمتی سمجھتا ہے)۔

حضرت جارود ؓ نے کہا کہ اے خاتون! آپ نے تو امیر المومنین کو بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ تو حضرت عمر فاروق ؓ نے کہا: کہنے دیجیے، کیا تم اس کو نہیں جانتے؟ یہ خولہ ؓ بنت حکیم ہے جو اوس ؓ بن صامت کی بیوی ہیں جس کی بات اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی تو عمر اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی بات سنے۔

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۳۰۔۱۸۳۱؛ أعلام النساء، ج۱، ص۳۸۲

حافظ ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ اس روایت میں خولہؓ بنت حکیم دراصل حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ ہیں جو کہ حضرت اوسؓ بن صامت کی بیوی تھیں، یہ راوی کا نسیان ہے۔[1] یہ خاتون اِن دونوں میں سے کوئی بھی ہو، ہمارے لیے اُن کا یہ عمل رول ماڈل ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

تم پر افسوس ہے، تم جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ وہ خاتون ہیں جس کی شکایت اللہ عزوجل نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی۔ یہ خولہؓ بنت ثعلبہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي ...﴾ نازل کی ہیں... وَاللّٰهِ لَو أَنَّهَا وَقَفَتْ إِلَى اللَّيلِ مَا فَارَقْتُهَا إِلَّا لِصَلوٰة، ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَيهَا[2]
''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر یہ رات تک کھڑی رہتی تو میں سوائے نماز کے اُن سے جدا نہ ہوتا اور نماز پڑھ کر پھر انھی کے پاس آتا۔''

وفات

آپؓ کی وفات کا متعین زمانہ معلوم نہیں ہے۔ اوپر والے واقعے سے بس اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کم از کم خلافتِ فاروقی تک زندہ تھیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

نام ونسب: خولہ بنت قیس بن فہد بن قیس بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک

حافظ ابن حجرؒ نے آپ کا ایک نام خویلہ بھی لکھا ہے۔

کنیت: اُم محمد یا اُم حبیبہ

شادی: حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب سے آپ کی شادی ہوئی۔ ان کی شہادت کے بعد

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۳۰۔۱۸۳۱؛ أعلام النساء، ج۱، ص۳۸۲

[2] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۳۱؛ أسد الغابة، ج۷، ص۹۳؛ تفسیر ابن کثیر، ج۴، ص۲۷۹

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن عَجلان انصاری سے نکاحِ ثانی ہوا۔

قبیلہ: بنونجّار [1]

روایتِ حدیث میں احتیاط برتنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کرنا جہاں بہت بڑی فضیلت کی بات ہے وہاں یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو، کہ دعوت کے جوش میں کوئی ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہوجائے جو آپ نے نہ کہی ہو اوراس صورت میں یہ کام بجائے جنت کے دوزخ میں لے جانے کا سبب بن جائے۔ بڑے بڑے صحابہ نے اسی خوف سے احادیث بہت کم روایت کی ہیں۔ اس کی ایک عمدہ مثال حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے شوہر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی ہے۔

ایک دفعہ عبید بن ولید رحمہ اللہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے عرض کیا: اُم محمد ! ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کیجیے! اُن کے شوہر حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن عجلان بھی موجود تھے۔ انھوں نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اُم محمد! حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغیر ثبوت کے حدیث بیان کرنا بہت سخت بات ہے۔ جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا:

بِئْسَ مَا لِي أَنْ أُحَدِّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْفَعُهُمْ، وأَكْذِبُ عَلى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :اَلدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكُ لَهُ فِيهِ، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِي مَالِ اللهِ، وَمَالِ رَسُولِهِ فِيمَا شَاءَتْ نَفْسُهُ، وَلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ النَّارُ [2]

یہ میرے لیے بہت بری بات ہوگی اگر میں ان کے فائدے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

[1] الاستیعاب، ج۴،ص۱۸۳۳؛ الإصابة، ج۵،ص۲۱۷؛ تهذيب التهذيب، ج۱۲،ص۵

[2] المعجم الكبير: ۲۰۰۴۵؛ الإصابة، ج۵،ص۲۱۷؛ أسد الغابة، ج۷،ص۳۸۳

حدیث بیان کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ دنیا تر و تازہ اور میٹھی چیز ہے، جو حق کے ساتھ مال لے، اس میں اس کے لیے برکت ڈالی جاتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال اپنے نفس کی خواہش پر لے لیتا ہے، اس کے لیے قیامت کے دن آگ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے خزیرہ [1] بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مندرجہ بالا حدیث ارشاد فرمائی۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مالی مدد کرنا

ایک دفعہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر بہت سختی کے ساتھ اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو ڈانٹ کر کہا: ''تم پر افسوس ہے! تمھیں پتہ ہے تم کس سے بات کر رہے ہو؟'' اعرابی نے کہا: ''میں تو اپنا قرض مانگ رہا ہوں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ''تمھیں تو صاحب حق کا ساتھ دینا چاہیے''، پھر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کے پاس کہلا بھیجا کہ ''اگر تمھارے پاس کچھ کھجوریں ہوں تو ہمیں قرض دے دو جب ہماری کھجوریں آجائیں گی تو ہم تمھیں لوٹا دیں گے''، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں کہا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں دینے کے لیے تیار ہوں''، پھر کھجوریں دے دیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی کو دے دیں۔ [3]

---

[1] خزیرہ سُوپ سے ملتا جلتا ایک عربی کھانا ہوتا تھا جو گوشت اور آٹا ملا کر بنایا جاتا تھا۔

[2] الإصابة، ج۵، ص۲۱۸

[3] سنن ابن ماجه: ۲۴۲۶

مسند کی روایت میں اس صحابیہ کا نام حضرت خویلہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم آیا ہے۔[1]

تلامذہ

آپ سے عبید بن ولید، محمود بن لبید، معاذ بن رفاعہ بن رافع، محمد بن یحیٰ بن حیان[2] اور نعمان بن ابی عیاش رحمہم اللہ نے احادیث روایت کی ہیں۔[3]

حضرت رُبیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار، قبیلہ بنوخزرج کی شاخ بنونجار سے تعلق تھا۔

اُم یزید بنت قیس آپ کی ماں، اِیاس بن بکیر لیثی شوہر اور محمد بن اِیاس بیٹے تھے۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال

آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ بنونجار سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو اسی قبیلے میں ٹھیرے تھے۔ اسی قبیلے کی لڑکیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال میں یہ اشعار کہے تھے:

نَحْنُ جِوَارٌ مِنْ بَنِی نَجَّارٍ   یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں، کیا ہی اچھے ہیں وہ لوگ جن کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑوسی ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اُن کی محبت کے جواب میں فرمایا:

---

[1] مسند أحمد: ۲۵۷۸۰

[2] الإصابة، ج۵، ص ۲۱۷

[3] تهذيب التهذيب، ج ۱۲، ص ۴۱۵

[4] ابن سعد، ج ۸، ص ۴۵۶

اَللّٰھُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ [1]
اللہ کی قسم! تم سب لوگوں سے بڑھ کر مجھے محبوب ہو۔

چونکہ اس وقت حضرت ربیعؓ بھی لڑکی تھیں اس لیے غالب قیاس ہے کہ آپ بھی ان لڑکیوں میں شامل رہی ہوں گی۔

آپ کی شادی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری

جب حضرت ربیعؓ کی شادی ہوگئی تو اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؓ کے گھر تشریف لائے۔ وہاں انصار کی دو لڑکیاں پاس بیٹھی دف بجا رہی تھیں اور اشعار میں اپنے آباو اجداد میں سے شہدائے بدر کی تعریف کر رہی تھیں۔ اشعار میں ایک مصرع انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں اس طرح کہا: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ ''ہمارے درمیان ایک نبی ہیں جو کل کی خبر جانتے ہیں!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کا یہ مصرع ناگوار گزرا، اس لیے منع کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَقُولِي هٰكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ [2] ''ایسا نہ کہو، بلکہ جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہو۔''

غزوات میں حصہ

تحریک اسلامی کی توسیع اور استحکام کے لیے دعوت اور جہاد دو بنیادی عناصر ہیں۔ اس سلسلے میں جہاں صحابہ کرامؓ نے تاریخ کے اوراق پر انمِٹ نقوش چھوڑے ہیں وہاں صحابیاتؓ نے بھی اپنی فطری حدود اور صلاحیتوں کے مطابق بے مثال قربانیاں دیں۔ حضرت ربیعؓ بھی اسی ضرورت کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جایا کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں:

كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ، وَنَخْدُمُهُمْ، وَنَرُدُّ

---

[1] البداية والنهاية، ج۲،ص۵۸۶۔۵۸۷؛ زرقانی، ج۲،ص۱۶۹

[2] صحيح البخاری: ۴۰۰۱؛ ۵۱۴۷؛ سنن الترمذی: ۱۰۹۰؛ سنن أبي داود: ۴۹۲۲

الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى إِلَى الْمَدِينَةِ [1]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جایا کرتی تھیں، مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں، اُن کی خدمت کیا کرتی تھیں اور شہدا اور زخمیوں کو مدینہ منتقل کر دیا کرتی تھیں۔

آپ بیعت رضوان کے موقع پر بھی موجود تھیں۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجور اور ککڑیوں کا ہدیہ پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مٹھی بھر سونا عطا کیا اور فرمایا کہ اس سے زیور بنا کر پہن لو۔ [3]

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا کے چچا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس طشت میں تھوڑے سے کھیرے بھیجے، چونکہ آپ رضی اللہ عنہا کو علم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھیرے پسند فرماتے ہیں، اس لیے وہ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بحرین سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ہاتھ بھر کر حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کو عطا کیے۔ [4]

اِرشادِ نبوی پر عمل کرنے کا اہتمام / بچوں کی تربیت

ایک سال یوم عاشورا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی گلیوں میں اعلان کرایا کہ جس نے آج کے دن روزہ نہیں رکھا، وہ بقیہ دن (کچھ کھائے پیے بغیر) پورا کرے اور جس نے صبح سے روزہ رکھا ہے وہ اس کو پورا کرے۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا اس حدیث پر عمل کا اہتمام کرنے کے بارے میں فرماتی ہیں:

فَكُنَّا نَصُومُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا، وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ، فَإِذَا بَكٰى

---

[1] صحیح البخاری: ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۵۶۷۹؛ مسند أحمد: ۲۶۴۷۷

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۰۸؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۳۷

[3] مسند أحمد: ۲۶۴۸۰؛ الإصابة، ج۵، ص۲۳۶؛ الاستیعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۸۳۷

[4] الوفاء، ص۵۹۹

أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ، حَتَّى يَكُونَ عِنْدَ الإِفْطَارِ [1]
اس کے بعد ہم روزے کا اہتمام کرتی تھیں اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتی تھیں اور ان کے لیے روئی سے کھلونے بنایا کرتی تھیں۔ جب اُن میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تھا تو ہم اس کو وہ کھلونا دے دیتی تھیں یہاں تک کہ اِفطار کا وقت ہو جاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے کا محبت بھرا انداز

ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہؒ بن محمد بن عمار نے حضرت ربیعؓ سے گزارش کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بتا دیجیے! آپ نے اُن کی گزارش کے جواب میں درج ذیل خوبصورت جملہ فرمایا:

يَا بُنَيَّةُ! لَوْ رَأَيْتَهُ رَأَيْتَ الشَّمْسَ الطَّالِعَةَ [2]
پیارے بیٹے! اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہوتا تو تو دیکھتا جیسے سورج طلوع ہو رہا ہو!

جوشِ ایمانی، دشمن خدا کی توقیر پر غصہ

ایک دفعہ حضرت ربیعؓ نے اسما بنت مخربہ سے عطر خریدا۔ جب اس نے وزن کر کے شیشی میں ڈالا تو حضرت ربیعؓ نے انصاری خواتین کو جو آپ کے ساتھ عطر خریدنے کے لیے آئی تھیں کہا کہ لکھ دو کہ اس کی قیمت ربیع بنت معوذؓ پر اسما بنت مخربہ کا قرض ہے۔ جب اسما نے حضرت معوذؓ کا نام سنا (جو اس کے بیٹے ابوجہل کا قاتل تھا) تو برانگیختہ ہو کر کہا: پیچھے ہٹو، تم ہی اس کی بیٹی ہو جس نے اپنے سردار کو قتل کیا تھا! حضرت ربیعؓ کو ابوجہل کے ساتھ سردار کا لقب ناگوار گزرا اور غصے میں آ کر کہا: نہیں! بلکہ میں تو اس کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام کو قتل کیا تھا۔ اسما نے کہا کہ میں تمھیں کبھی بھی کوئی چیز بیچوں گی نہیں! حضرت ربیعؓ نے جواب میں فرمایا: حَرَامٌ عَلَيَّ أَنْ أَشْتَرِيَ مِنْكِ شَيْئًا فَمَا رَأَيْتُ لِعِطْرٍ نَتْنًا غَيْرَ عِطْرِكِ ''مجھ پر تجھ سے کوئی بھی چیز لینا حرام ہے۔ میں نے تمھارے عطر سے زیادہ بدبودار عطر نہیں

---

[1] صحيح البخاري: ١٩٦٠؛ صحيح مسلم: ١١٣٦

[2] الإصابة، ج٥، ص٢٣٦؛ الاستيعاب، دار الجبل، ج٤، ص١٨٣٨؛ أسد الغابة، ج٧، ص١٠٩

دیکھا۔'' حضرت ربیعؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کو غصہ دلانے کے لیے ایسا کہا تھا۔ [1]

آج کی اصطلاح میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ربیعؓ نے دشمن کے ساتھ معاشی لین دین کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا کیونکہ ایسا نہ کرنا بالواسطہ ان کی مدد ہی ہے۔

خدماتِ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گاہے بگاہے آپؓ کی ملاقات کے لیے تشریف لایا کرتے تھے اور آپ خدمت کیا کرتی تھیں۔ جب وضو کے لیے پانی طلب فرماتے تھے تو آپ پیش کر دیا کرتی تھیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تھے تو طریقہ یاد کیا کرتی تھیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علی بن حسینؒ آپ سے وضو کی سنت دریافت کراتے تھے۔ [2]

آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِکیس احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ [3] آپ کے حلقۂ تلامذہ میں درج ذیل بزرگ شامل ہیں۔

ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، خالد بن ذکوان، سلیمان بن یسار، محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان، نعمان بن سالم، [4] عباد بن ولید، نافع بن ذکوان [5] عائشہ بنت انس بن مالک رحمہم اللہ تعالیٰ [6]

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۱۰۸؛ الاستیعاب، دار الجبل ج۴، ص۱۸۳۷؛ أنساب الأشراف، ج۱، ص۲۹۸

[2] سنن أبي داود: ۱۲۶؛ سنن ابن ماجه: ۳۹۰؛ مسند أحمد: ۲۶۴۷۵

[3] جوامع السيرة، ص۲۸۲

[4] الإصابة، ج۵، ص۲۳۶

[5] الاستیعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۸۳۸

[6] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۱۸

وفات

آپ ؓ نے طویل زندگی پائی۔عبدالملک بن مروان کے دورِ حکومت میں سن ستر ہجری کے بعد فوت ہوئیں۔[۱]

حضرت رُبیع بنت نضر رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ربیع بنت نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار،قبیلۂ خزرج کی شاخ بنونجار سے تعلق تھا۔آپ کی کنیت اُم حارثہ تھی۔

حضرت انس ؓ بن نضر کی بہن اور حضرت انس ؓ بن مالک کی پھوپھی تھیں۔[۲]

بیٹے کی آخرت کی فکر

آپ کے بیٹے حضرت حارثہ ؓ بن سراقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جانباز صحابی تھے۔ وہ غزوۂ بدر میں شہید ہوگئے تو حضرت اُم حارثہ ؓ اُن کی آخرت کے بارے میں فکر مند ہوگئیں۔صحیح بخاری میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے:

غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت حارثہ ؓ شہید ہوگئے اس وقت وہ نوجوان تھے۔چنانچہ ان کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ! میرے نزدیک حارثہ کا مقام آپ کو معلوم ہی ہے اگر وہ جنت میں ہو تو میں صبر کروں گی اور ثواب کی اُمید رکھوں گی اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو پھر آپ دیکھیں گے کہ میں (رو رو کر)اپنا کیا حال کرتی ہوں!رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

---

[۱] سیر أعلام النبلاء، ج۳،ص۱۹۸

[۲] ابن سعد، ج۸،ص۴۵۷، الإصابة، ج۵،ص۳۶۸؛ الاستیعاب،دار الجبل، ج۴،ص۱۸۳۹

وَيُحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ، وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ [1]
تم پر افسوس ہے! کیا تم نے اس کو کھو دیا ہے؟ کیا ایک ہی جنت ہے؟ بے شک جنت کئی ہیں اور وہ جنت الفردوس میں ہیں۔

سنن ترمذی میں یہ روایت ذرا مختلف انداز میں درج ہے جو کہ زیادہ واضح ہے۔مروی ہے کہ حضرت اُم حارثہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ ”مجھے حارثہ کے بارے میں خبر دیجیے! اگر وہ خیر تک پہنچا ہے تو میں ثواب کی اُمید رکھوں اور صبر کروں اور اگر خیر تک نہیں پہنچا تو میں (اس کے لیے) دعا میں خوب کوشش کروں۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي جَنَّةٍ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الأَعْلَى وَالْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا وَأَفْضَلُهَا [2]
اُم حارثہ! بے شک جنت کے اندر ایک جنت ہے اور تمھارے بیٹے نے فردوس بریں پائی ہے اور فردوس جنت کے درمیان میں اونچا اور افضل مقام ہے۔

کتاب المغازی میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو یہ جواب دیا تو آپ نے فرمایا: فَلَا أَبْكِي عَلَيْهِ أَبَداً ”(اگر یہ بات ہے) تو میں اس پر کبھی نہیں روؤں گی۔“ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگوا کر اس میں ہاتھ ڈالے اور کلی کی، پھر وہ پانی حضرت اُم حارثہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی بیٹی کو پلایا اور بقیہ اُن کو اپنے سینوں پر چھڑکنے کو کہا۔ ماں بیٹی دونوں تعمیلِ ارشاد کے بعد وہاں سے چلی گئیں اور یہ اَمر اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور مسرت وشادمانی کا باعث بنا رہا۔ اس فضیلت میں پورے مدینے میں اُن کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔ [3]

---

[1] صحیح البخاری: ۳۹۸۲، ۶۵۵۰؛ مسند أحمد: ۱۲۷۸۸
[2] سنن الترمذی: ۳۱۷۴
[3] کتاب المغازی، ج۱، ص۹۴

اللہ تعالیٰ کا آپ کے بھائی کی قسم کی لاج رکھنا

ایک دفعہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت نضر کے ہاتھ سے ایک لڑکی کا دانت ٹوٹ گیا۔لڑکی والوں نے قصاص کا دعویٰ کیا۔آپ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں نے معافی کی درخواست کی جولڑکی والوں نے منظور نہیں کی۔ چنانچہ انھوں نے تاوان لینے کی پیشکش کی ،لڑکی والوں نے اس کوبھی قبول نہیں کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصاص کا حکم جاری کردیا۔آپ کے بھائی حضرت انس رضی اللہ عنہ بن نضر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی تھے، بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عاجزی سے کہا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ ؟ لَا وَاللهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ! ''یارسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ کوحق دے کرمبعوث کیا ہے، ایسا نہیں ہوگا!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ ''قصاص تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے!'' اتنے میں لڑکی کی قوم والوں نے حضرت رُبیع رضی اللہ عنہا کومعاف کردیا یا دِیت (blood money) لینے پر راضی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ [1]

بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بعض ایسے ہیں جو اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو بری کر دیتا ہے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت رُفیدہ/کعیبہ رضی اللہ عنہا

قبیلہ: آپ کا تعلق انصار کے قبیلے اسلم سے تھا۔

امتیاز: آپ کو اپنے زمانے کے علم طب میں مہارت حاصل تھی۔

مجاہدین کا علاج معالجہ

غزوات میں زخمی مجاہدین کی دیکھ بھال اور علاج معالجے کی خدمات حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا

---

[1] صحيح البخاري: ٢٧٠٣، ٤٥٠٠؛ صحيح مسلم: ١٦٧٥؛ سنن أبي داود: ٤٥٩٥

کے ذمے تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مسجد نبوی سے متصل ایک خیمہ تھا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کو غزوۂ خندق میں تیر لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِجْعَلُوهُ فِي خَيْمَةِ رُفَيْدَةَ حَتّٰى أَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ... [1]

اُن کو رُفیدہ کے خیمے میں رکھو تا کہ میں نزدیک سے اُن کی عیادت کرتا رہوں! چونکہ اُن کا خیمہ نزدیک تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آتے جاتے اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

ابن سعدؒ نے اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت کعیبہ بنت سعد اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھا ہے جن کو بعد از ہجرت قبول اسلام اور بیعت کی سعادت حاصل تھی۔ وہ غزوۂ خیبر میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ [2]

حافظ ابن عبد البرؒ نے رفیدہ رضی اللہ عنہا اور کعیبہ رضی اللہ عنہا دو الگ الگ صحابیات کا ذکر کیا ہے۔ [3]

ابن حبانؒ نے یہ خدمت حضرت کعیبہ رضی اللہ عنہا بنت سعید لیثیہ سے منسوب کی ہے۔ [4]

امکان ہے کہ یہ سب خواتین زخمی مجاہدین کے علاج معالجے کی خدمت انجام دیا کرتی ہوں گی۔ تاریخ وسیرت کی کتابوں میں متعدد ایسی خواتین کا ذکر ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس طرح مزید کئی خواتین نے طبی خدمات انجام دی ہوں جن کے نام تاریخ کے اوراق پر نہ آسکے ہوں اور تاریخ کے ریکارڈ پر تو صرف کچھ نسبتاً زیادہ مشہور نام آئے ہوں۔

حضرت سمیرا بنت قیس رضی اللہ عنہا

نام ونسب: سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ

قبیلہ: قبیلہ بنو دینار سے تعلق تھا۔

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۱۱۱؛ الاستيعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۸۳۸؛ تهذيب التهذيب، ۱۲، ص۴۱۸

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۴

[3] الاستيعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۸۳۸۔ ۱۹۰۷

[4] تاريخ الصحابة الذين روى عنهم الأخبار، ص۲۲۱

ماں کا نام: سلمٰی بنت الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار

آپ کا پہلا نکاح عبد عمرو بن مسعود اشہلی سے ہوا، اس کی وفات کے بعد حارث بن ثعلبہ کی زوجیت میں آئیں۔ نعمان بن عبد عمرو، ضحاک بن عبد عمرو، سلم بن حارث آپ کے بیٹے تھے۔ [1]

بیٹوں کی جدائی کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا غلبہ

غزوۂ اُحد میں آپ کے دو بیٹے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن عبد عمرو اور سلیم رضی اللہ عنہ بن حارث شہید ہو گئے۔ آپ کو یکے بعد دیگرے اُن کی شہادت کی خبر دی گئی۔ چونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان اپنے جگر گوشوں سے عزیز تر تھی، اس لیے ہر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت دریافت کرتی رہیں۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی خواہش کے مطابق خیریت سے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرا دیجیے تاکہ میں آپ کو دیکھ سکوں! (کہ واقعی آپ صحیح سالم ہیں)۔'' جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا کو اشارے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھائے اور آپ رضی اللہ عنہا نے سلامت دیکھا تو بے ساختہ بولیں:

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ يَا رَسُولَ اللهِ جَلَلٌ [2]

یارسول اللہ! آپ کے بعد تمام مصیبتیں ہیچ ہیں!

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت عفر ابنت عبید رضی اللہ عنہا

نام ونسب: عفرا بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار

ماں کا نام: رعاۃ بنت عدی بن سواد بن مالک بن غنم [3]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۵۲

[2] کتاب المغازی، ج۱، ص۲۹۲

[3] ابن سعد، ج۸، ص۴۵۴

شادی: حارثہ بن رفاعہ سے آپ کا عقد نکاح ہوا۔ جب اس نے طلاق دے دی تو مکہ جا کر بکیر بن عبد یالیل لیثی سے عقد ثانی ہوا۔ اس کی وفات کے بعد دوبارہ مدینہ آئیں اور حارثہ بن رفاعہ نے آپ کو پھر نکاح میں لے لیا۔

اولاد: حارثہ بن رفاعہ سے معاذ، معوذ اور عوف۔ بکیر بن عبد یالیل لیثی سے عاقل، اِیاس، عامر اور خالد [1]

دین کی خاطر بیٹوں کی قربانی کا جذبہ

حضرت عفراؓ کے دو بیٹیوں حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ نے غزوۂ بدر میں شہادت کا بلند مقام حاصل کیا لیکن تیسرے بیٹے حضرت عوفؓ جو اگرچہ شریک جنگ تھے مگر شہید نہیں ہوئے۔ حضرت عفراؓ نے جذبات میں آکر اُن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا شَرُّ بَنِيّ!... [2]

یا رسول اللہ! یہ میرے بیٹوں میں سب سے برا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (درست رویہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہوئے) جواب میں فرمایا: ایسا نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کے دو شہید بیٹوں کے مقام شہادت سے گزرے تو ان کے اعزاز کے لیے فرمایا:

رَحِمَهُمَا اللهُ، قَدْ شَرِكَا فِي قَتْلِ فِرْعَوْنَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ [3]

اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے، وہ اس اُمت کے فرعون کے قتل میں شریک ہوئے۔

آپؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے ساتوں بیٹے غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ [4]

---

[1] أنساب الأشراف، مصر، ج۱، ص۲۴۳

[2] أيضاً

[3] أيضاً، ص۲۹۹

[4] زرقانی، ج۲، ص۲۷۴

جو ماں سات بیٹوں کو جنگ بدر جیسے نازک ترین موقع پر جہاد کے لیے بھیج سکتی ہو، اُس کی جرأت، عزم، حوصلے اور جذبۂ ایثار کو خراج تحسین پیش کرنا الفاظ میں ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اُس کو اجر عطا فرمائے۔ آج کی ماؤں کو اسی جذبے سے سرشار ہونے کی ضرورت ہے۔

حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: عمرہ بنت رواحہ بن ثعلبہ بن امرائ القیس بن عمرو بن امرائ القیس بن مالک

ماں کا نام: کبشہ بنت واقد بن عمرو بن عامر بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب الخزرج

شوہر: بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک

اولاد: نعمان بن بشیر اور ایک بیٹی

قبیلہ: بنو حارث بن خزرج [1]

غزوۂ خندق کے موقع پر شوہر اور بھائی کے لیے کھجور بھیجنا

غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا بنت رواحہ نے اپنی بیٹی کو بلایا اور ایک مٹھی بھر کھجور کپڑے میں ڈال کر دیں اور کہا کہ یہ اپنے باپ اور ماموں کے پاس میدان جہاد میں لے جاؤ تاکہ وہ ان کو کھالیں۔ آپ کی بیٹی اپنے باپ اور ماموں کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ تمھارے پاس کیا ہے؟ بچی نے عرض کیا کہ یہ کچھ کھجوریں ہیں جو میری والدہ نے میرے والد اور ماموں کے ناشتے کے لیے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر بچی نے وہ کھجوریں آپ کو دے دیں، کھجوریں اتنی کم تھیں کہ ان سے ہاتھ بھی نہیں بھرے، پھر آپ

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۱

نے اہلِ خندق میں ندا کرائی کہ سب لوگ ناشتے کے لیے آجائیں۔تمام اہل خندق مل کر کھجوریں کھانے لگے لیکن وہ بجائے کم ہونے کے بڑھتی ہی رہیں۔جب سب لوگ سیر ہوکر چلے گئے تو کھجوریں پہلے سے بھی زیادہ بچ گئی تھیں حالانکہ اہل خندق کی تعداد تین ہزار تھی۔[۱]

اِطاعت

مرض الوفات میں آپ کے بھائی حضرت عبداللہؓ بن رواحہ پر غشی طاری ہوگئی، تو آپ اُن پر روکر کہنے لگیں: وَاجَبَلَاهُ! ''ہائے پہاڑ جیسے طاقتور!'' آپ بار بار ایسا کہہ رہی تھیں۔جب حضرت عبداللہؓ کو کچھ اِفاقہ ہوا تو تنبیہ کرکے آپ سے کہنے لگے: ''تم ایسا کہہ رہی تھیں؟''اس کا اثر تھا کہ جب وہ فوت ہوئے تو آپ اُن پر نہیں روئیں۔[۲] مراد یہ ہے کہ عہد جاہلیت کی طرح اُن پر ماتم نہیں کیا، کیونکہ اسلام میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

اولاد کے لیے برکت کا حصول

جب آپ کے بیٹے حضرت نعمانؓ بن بشیر کی ولادت ہوئی تو ان کو اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور منگوا کر اپنے منہ میں نرم کی اور پھر حضرت نعمانؓ کے منہ میں ڈالی۔

حضرت عمرہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کے لیے کثرت مال اور کثرت اولاد کی دعا کیجیے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا تَرْضِينَ أَنْ يَعِيشَ كَمَا عَاشَ خَالُهُ حَمِيدًا وَقُتِلَ شَهِيدًا وَدَخَلَ الْجَنَّةَ [۳]

کیا تمھیں یہ پسند نہیں ہے کہ یہ اپنے ماموں کی طرح اس حال میں زندہ رہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور جب مرے تو شہید ہوکر مرے اور جنت میں داخل ہوجائے؟ (گویا آپ نے یہ دعا کردی)۔

---

[۱] ابن هشام، ج۲،ص۲۱۸؛ البداية والنهاية، ج۳،ص۲۴۷؛ أسد الغابة، ج۷،ص۴۰۱۔۴۰۲

[۲] صحيح البخاری:۴۲۶۸

[۳] الاستيعاب،دار الجبل، ج۴،ص۱۸۸۷

حضرت کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہا

نام ونسب: کبشہ بنت ثابت بن منذر بن حرام، قبیلہ بنو مالک بن نجار سے آپ کا تعلق تھا۔
عرف: البرصا کے نام سے بھی جانی جاتی تھیں، آپ کو شاعری میں مہارت حاصل تھی۔
نمایاں رشتہ دار: شاعر رسول حضرت حسانؓ بن ثابت کی بہن تھیں، معاویہ بن خدیج کی ماں، اشعث بن قیس کی پھوپھی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کی دادی تھیں۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ لگے ہوئے مشکیزے کو بطور تبرک محفوظ کر لینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس آیا کرتے تھے جس سے بارگاہِ نبوی میں آپ کے تقرب کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے دل میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت موج زن تھی۔ ذیل کا واقعہ اس کا بہترین مرقع ہے۔ جو سنن ابن ماجہ اور سنن ترمذی میں آپ سے روایت ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے، ان کے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کھڑے کھڑے پانی پی لیا۔ **فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** [2] ''چنانچہ آپ نے حصول برکت کے لیے مشکیزے کا منہ کاٹ کر (اپنے پاس محفوظ کرلیا) کیونکہ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ مبارک لگا ہوا تھا۔''

ایک اور روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کی دادی کا نام کلثم آیا ہے اور اس طرح کا واقعہ بھی اُن سے منسوب ہے۔ [3]

---

[1] الاستيعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۹۰۷؛ الأعلام، ج۵، ص۲۱۹

[2] سنن ابن ماجه: ۳۴۲۳؛ سنن الترمذي: ۱۸۹۲

[3] أسد الغابة، ج۷، ص۲۴۵

وفات

زِرِکلیؒ نے لکھا ہے کہ آپ سن بیس ہجری بمطابق ۶۴۰ عیسوی میں فوت ہوئیں۔ [۱]

حضرت کبشہ بنت رافع رضی اللہ عنہا

نام ونسب: کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر

اپنے بیٹے کی نسبت سے کنیت اُم سعد تھی۔ آپ شاعرہ تھیں۔

ماں کا نام: اُم الربیع بنت مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ

شوہر کا نام: معاذ بن نعمان بن امرائ القیس بن زید بن عبدالاشہل

اولاد: سعد، عمرو، ایاس، اوس، عقرب، اُم حرام [۲]

بیٹے کو جہاد پر جلدی جانے کی تاکید

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر ہم بنو حارثہ کے قلعے میں تھیں، حضرت اُم سعدؓ بن معاذ بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ اسی اثنا میں وہاں سے حضرت سعدؓ بن معاذ کا گزر ہوا، انھوں نے ایک بوسیدہ زِرہ پہنی ہوئی تھی۔ اس جیسی پرانی زرہ اور کسی کی نہ تھی اور یہ تھی بھی اتنی چھوٹی کہ کہنیوں تک ہاتھ اس سے باہر تھے۔ اس لیے مجھے خوف تھا کہ اُن کو کہیں اس کی وجہ سے زک نہ اٹھانی پڑے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ نیزے کو ہاتھوں میں لیے ہوئے اکڑ اکڑ کر جا رہے تھے اور رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ جب آپ کی ماں حضرت کبشہؓ نے آپ کو دیکھا تو مخاطب کر کے فرمایا:

اِلْحَقْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيّ وَقَدْ وَاللهِ تَأَخَّرْتَ... [۳]

---

[۱] الأعلام، ج۵، ص۲۱۹

[۲] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۴، ۴۲۵

[۳] کتاب المغازی، ج۲، ص۴۶۹؛ البداية و النهاية، ج۳، ص۲۵۸

پیارے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملو، اللہ تعالیٰ کی قسم! تم نے تو دیر کر دی ہے! حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اسے کہا: کاش اُن کی زرہ تو پوری ہوتی! اس کے جواب میں حضرت اُم سعد ؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت سعد ؓ اس غزوے میں زخمی ہوئے جس سے بعد میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کی فکر

جب غزوۂ اُحد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی کی خبر مدینہ پہنچی تو دوسری خواتین کے ساتھ حضرت اُم سعد ؓ بھی فرطِ محبت میں آپ کی طرف دوڑ کر گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھوڑے پر رونق افروز تھے۔ گھوڑے کی لگام حضرت سعد ؓ نے تھام رکھی تھی۔ جب حضرت سعد ؓ نے اپنی والدہ کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ میری والدہ ہیں جو آپ کے استقبال کے لیے آئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم سعد ؓ کو مرحبا کہا، تو اس نے قریب آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

أَمَّا إِذْ رَأَيْتُكَ سَالِمًا، فَقَدْ أَشْوَتِ الْمُصِيبَةُ [1]

جب میں نے آپ کو صحیح سالم دیکھا تو مجھے اپنا غم ہلکا معلوم ہوا۔ (کیونکہ اس غزوے میں آپ کا بیٹا حضرت عمرو ؓ بن معاذ شہید ہو گیا تھا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے ان کے بیٹے حضرت عمرو ؓ بن معاذ کی شہادت پر تعزیت کی۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

يَا أُمَّ سَعْدٍ أَبْشِرِي وَبَشِّرِي أَهْلِيهِمْ أَنَّ قَتْلَاهُمْ قَدْ تَرَافَقُوا فِي الْجَنَّةِ جَمِيعًا ... وَقَدْ شُفِعُوا فِي أَهْلِيهِمْ قَالَتْ رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَنْ يَبْكِي عَلَيْهِمْ بَعْدَ هَذَا؟ ثُمّ قَالَتْ اُدْعُ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَنْ خُلِّفُوا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ اَللّٰهُمَّ أَذْهِبْ حُزْنَ قُلُوبِهِمْ وَاجْبُرْ مُصِيبَتَهُمْ وَأَحْسِنِ الْخَلَفَ عَلَى مَنْ خُلِّفُوا [2]

---

[1] کتاب المغازی، ج۱، ص۳۱۶

[2] أیضاً

اُم سعد! خوشخبری قبول کرو اور شہدا کے گھر والوں کو بھی خوشخبری دو کہ اُن کے مقتولین سب جنت میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں... اور اُن کے گھر والوں کے بارے میں بھی ان کی شفاعت قبول کر لی گئی ہے۔ حضرت اُم سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں راضی ہوں۔ اس کے بعد اُن پر کون روئے گا؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! جو پسماندگان ہیں، اُن کے لیے بھی دعا کیجیے! چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی: یا اِلٰہی! اُن کے دلوں کا غم دور کر دے، اُن کو مصیبت کا اجر دے دے اور اُن کے لیے بہتر جانشینی کا انتظام کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی تصدیق کرنا

حضرت سعدؓ بن معاذ کی شہادت کے موقع پر آپؓ نے اُن کے غم میں کچھ اشعار کہے، تو کسی نے اس کو ناجائز سمجھ کر ناگواری کے ساتھ کہا: ''تم سعد پر شعر کہہ رہی ہو؟'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس موقع پر موجود تھے، چنانچہ فرمایا:

دَعُوهَا فَغَيْرُهَا مِنَ الشُّعَرَاءِ أَكْذَبُ [1]

اس کو چھوڑ دو، وہ شعرا اور ہیں جو جھوٹے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ نَائِحَةٍ تَكْذِبُ إِلَّا أُمَّ سَعْدٍ [2]

ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے سوائے اُم سعد کے۔

جب حضرت سعدؓ بن معاذ کی تدفین کی جانے لگی تو ماں اُن کی لاش کو قبر میں دیکھنے لگی، لوگوں نے ہٹانا چاہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا۔ چنانچہ لحد بند ہونے تک وہ برابر اس کو دیکھتی رہیں، پھر کہا: أَحْتَسِبُكَ عِنْدَ اللهِ [3] ''میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے بارے میں ثواب کی اُمید کرتی ہوں۔''

---

[1] تاریخ إسلام، ج مغازی، ص۳۲۴

[2] أیضاً، الاستیعاب، ج۴، ص۱۹۰۷؛ المنتظم، ج۳، ص۲۴۷

[3] المنتظم، ج۳، ص۲۴۷

خدمات حدیث

آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ [1]

وفات

آپ غزوۂ بنوقریظہ کے بعد تک زندہ رہیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت مُعاذہ/مُسیکہ/اُمیمہ رضی اللہ عنہن

نام ونسب: معاذہ بنت عبداللہ بن خیبر بن ضریر بن امیہ بن خدارہ بن حارث بن خزرج
قبیلہ: خزرج کے ذیلی قبیلے بنوخدارہ سے آپ کا تعلق تھا۔

عِصمت کی حفاظت

آپ ؓ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کی باندی تھیں۔وہ زمانۂ جاہلیت میں آپ کواوراپنی دیگر باندیوں کوقحبہ گری پر مجبور کرتا تھا۔اس کام کے ذریعے وہ اپنے مال اور غلاموں میں اضافہ کرتا تھا۔حضرت معاذہ ؓ جب مسلمان ہوئیں توآپ نے قحبہ گری سے انکارکیالیکن عبداللہ بن اُبی آپ کو بدکاری پرمجبورکرتا تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ؓ کے بارے میں یہ آیت نازل کی:﴿ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾ (النور ۲۴: ۳۳) ''اوراپنی لونڈیوں کواپنے دنیوی فائدوں کی خاطرقحبہ گری پرمجبورنہ کروجبکہ وہ خود پاکدامن رہنا چاہتی ہوں،اورجوکوئی اُن کومجبورکرے تواِس جبر کے بعداللہ اُن کے لیےغفورورحیم ہے۔''

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں دیگر

---

[1] جوامع السیرۃ،ص۲۹۴

عرب کی طرح اوس وخزرج بھی ایک دوسرے کو غلام بناتے تھے۔[1] یہاں تک کہ اپنے ہی بعض ذیلی قبائل کو بھی غلام بنا لیتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن اُبی دو اور باندیوں حضرت مسیکہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا کو بدکاری پر مجبور کرتا تھا، چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی جس پر درج بالا آیت نازل ہوئی۔[2]

شادی

آزادی کے بعد حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا کی حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن قرظہ سے شادی ہوئی اور اس سے عبداللہ اور اُم سعید پیدا ہوئے۔ اُن کی وفات یا طلاق کے بعد حضرت حمیر رضی اللہ عنہ بن عدی سے نکاح ہوا اور اس سے جڑواں بیٹے حارث اور عدی اور اُم سعد پیدا ہوئے۔ اُن کے طلاق دینے کے بعد حضرت عامر بن عدی کی زوجیت میں آئیں اور اُن سے اُم حبیبہ پیدا ہوئی۔[3]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت مُلیکہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عمرو بن مالک بن نجار

آپ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اور اُم حرام رضی اللہ عنہا کی والدۂ محترمہ تھیں۔

آپ کا ایک واقعہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے ضمن میں اسی کتاب میں ص ۱۸۵ پر درج ہے۔

حضرت نوار بنت مالک رضی اللہ عنہا

نام ونسب: نوار بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار

کنیت: اُم زید بنت ثابت

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۱۹۱۴

[2] صحیح مسلم: ۳۰۲۹؛ الإصابة، ج۵، ص۳۱۳؛ أسد الغابة، ج۷، ص۲۵۶

[3] الاستیعاب، ج۴، ص۱۹۱۴

ماں کا نام: سلمیٰ بنت عامر بن عدی بن عامر بن عدی بن نجار

شادی: ثابت بن ضحاک سے آپ کی شادی ہوئی، اُس کی وفات کے بعد عمارہ بن حزم سے شادی ہوئی۔

اولاد: زید بن ثابت کاتب وحی، یزید بن ثابت، مالک بن عمارہ

قبول اسلام: آپ مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔ [1]

آپ کا مکان، موضعِ اذان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینے کی طرف ہجرت کر گئے تو مسجد نبوی کے آس پاس کے گھروں میں سب سے اونچا گھر حضرت نوار رضی اللہ عنہا کا تھا۔ جب اذان کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے گھر کی چھت پر چڑھ کر نماز باجماعت کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ مسجد نبوی کی تعمیر کی تکمیل تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں ہی ایک اونچی جگہ پر اذان دینے لگے۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ آکر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام کیا تو سب سے پہلے جو ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا وہ میں لے کر آیا تھا۔ میری والدہ نے ایک بڑے برتن میں روٹی، گھی اور دودھ کا ثرید بنایا تھا جس کو لے کر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: **أَرْسَلَتْ بِهٰذِهِ الْقَصْعَةِ أُمِّي** ''یہ پیالہ دے کر میری امی نے بھیجا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں برکت کی دعا کی اور صحابہ کو بلا کر وہ کھانا کھایا۔ [3]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۴

[2] أیضاً

[3] البدایة والنهایة، ج۲، ص۵۸۹

حضرت ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ہند بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ

ماں کا نام: ہند بنت قیس بن قریم بن اُمیہ بن سنان بن کعب

شوہر: حضرت عمروؓ بن جموح

قبیلہ: بنو دینار من نجار من خزرج

قبول اسلام اور غزوۂ خیبر میں شرکت

آپ نے مسلمان ہوکر بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔[1]

شوہر، بھائی اور بیٹے کی شہادت کا اعزاز

غزوۂ اُحد میں آپ کے شوہر حضرت عمروؓ بن جموح، بھائی عبد اللہؓ بن عمرو بن حرام اور بیٹے خلاد تینوں نے شہادت کی سعادت حاصل کی۔[2] اس مشکل ترین صدمے کے وقت آپ نے اُن پر جزع فزع کرنے کے بجائے کمال درجے کے صبر کا مظاہرہ کیا۔

آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلامتی کے لیے فکرمندی

کتب تاریخ میں ایک بہادر خاتون کا ذکر آیا ہے کہ غزوہ اُحد کے بعد اُن کو یکے بعد دیگرے اُن کے شوہر، بھائی اور بیٹے کی شہادت کی خبر دی گئی لیکن ہر دفعہ وہ دریافت کرتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟ صحابہ کرامؓ جواب میں کہتے رہے کہ ''اے خاتون! اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمھاری خواہش کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل خیریت سے ہیں۔'' خاتون نے اصرار کرکے کہا کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھائے جائیں (پھر تسلی ہوگی)۔ جب صحابہ کرامؓ نے اشارے سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۳۴

[2] صفة الصفوة، ج۱، ص۲۶۵۔۲۶۶

ادھر ہیں تو اس خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح سالم دیکھ کر یہ ایمان افروز جملہ کہا:
كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ [۱] ''آپ کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے۔''

عام طور پر اس واقعے میں نہ تو اس خاتون کے نام کا ذکر ہے اور نہ ہی اُن کے شوہر، بھائی اور بیٹے کے ناموں کی تصریح ہے۔ لیکن کچھ اور قرائن سے اس بہادر خاتون کے نام کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ شہدائے اُحد کی فہرست پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس میں حضرت عمروؓ بن جموح جو حضرت ہندؓ کے شوہر تھے اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن حرام جو حضرت ہندؓ کے بھائی تھے کے نام شامل ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی باہمی محبت کی وجہ سے ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔

اسی طرح شہدائے اُحد میں حضرت خلادؓ کا نام بھی ملتا ہے جو آپ کے بیٹے تھے۔ اس طرح تین شہدا جن کی باہمی رشتہ داری اس طرح بنتی ہو اور نہیں ہیں۔ اس لیے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ سعادت حضرت ہندؓ بنت عمرو ہی کو حاصل ہوئی ہوگی بلکہ واقدیؒ نے تو نام کی صراحت کے ساتھ اس واقعے کو حضرت ہندؓ بنت عمرو سے منسوب کیا ہے۔ [۲]

مصیبت پر اس درجے کا صبر اور قریب ترین رشتہ داروں کے غم کے موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت وسلامی کے لیے فکرمندی کی اس سے بڑی مثال تاریخ میں کسی بھی قائد کے لیے کسی کارکن نے نہیں پیش کی۔ جس جماعت کے کارکنان اپنے قائد سے اس قدر محبت کرتے ہوں، اس کو کوئی رکاوٹ کامیابی سے باز نہیں رکھ سکتی۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

---

[۱] ابن هشام، ج۲، ص۹۹؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۱۰؛ عیون الأثر، ج۲، ص۲۳
[۲] کتاب المغازی، ج۱، ص۲۶۵

حضرت اُم اوس بہزیہ رضی اللہ عنہا

آپ کے تفصیلی ذاتی کوائف کتب سیر و تاریخ میں موجود نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدیہ بھیجنا، عدم قبولیت کے خوف سے متفکر ہونا

حضرت اُم اوس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے گھی نکال کر چمڑے کی ایک کپی میں ڈالا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہدیہ قبول فرما کر اس میں تھوڑا سا گھی چھوڑا، پھر اس میں پھونک ماری اور برکت کی دعا کی اور کپی مجھے واپس بھجوا دی۔ جب کپی میرے پاس آئی تو پھر بھی بھری ہوئی تھی، میں نے سمجھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے ہدیہ قبول نہیں فرمایا، اس لیے میں فریاد کرتی ہوئی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ گھی میں نے آپ کے لیے نکالا تھا تاکہ آپ اس کو کھا لیں۔ رسول اللہ ﷺ سمجھ گئے کہ آپ کی دعا قبول ہوئی ہے، لہٰذا فرمایا: اس کو کھاتی رہو اور برکت طلب کرتی رہو۔ [1]

حضرت اُم اوسؓ اس گھی کو خلافت صدیقی، خلافت فاروقی، خلافت عثمانی اور حضرت علیؓ کی خلافت میں جنگ صفین تک استعمال کرتی رہیں، اتنے عرصے تک استعمال کے باوجود وہ ختم نہیں ہوا۔ [2]

خدمات حدیث

آپ سے حضرت اوسؓ بن خالد نے حدیث روایت کی ہے۔ [3]

❁ ...... ❁ ...... ❁

---

[1] البداية والنهاية، ج۴، ص۴۹۲

[2] أيضاً

[3] الاستيعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۹۲۵

حضرت اُم ایوب انصاری رضی اللہ عنہا

کنیت: آپ اپنی کنیت اُم ایوب سے ہی مشہور ہیں۔ نام کسی کتاب میں نہ مل سکا۔

نسب: اُم ایوب بنت قیس بن سعد بن عمرو بن امرائ القیس

شوہر: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ

قبیلہ: بنوخزرج کے خاندان بنونجار سے آپ کا تعلق تھا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے کا اعزاز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکے سے مدینے کو ہجرت فرمائی تو سات ماہ تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں مقیم رہے۔ اس دوران حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت اُم ایوب انصاری رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

حضرت اُم ایوب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آکر ہمارے ہاں ٹھہرے تھے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا جس میں کچھ لہسن تھا۔ جب کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے نہیں کھایا لیکن اپنے ساتھیوں کو فرمایا:

كُلُوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي [2]

کھاؤ، کیونکہ میں تمھارے جیسا نہیں ہوں، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں اپنے ساتھی یعنی فرشتے کو ایذا نہ پہنچاؤں۔

ابن ہشام رحمہ اللہ اور دیگر سیرت نگاروں نے یہ واقعہ ذرا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارا معمول تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا تیار کر کے بھیج دیا کرتے تھے۔ جب آپ کا بچا ہوا کھانا ہمارے پاس لوٹ کر آتا تھا تو میں اور اُم ایوب رضی اللہ عنہا برتن میں

---

[1] الإصابة، ج٥، ص٣٢٣

[2] سنن الترمذی: ١٨١٠؛ سنن ابن ماجه: ٣٣٦٤؛ مسند أحمد: ٢٧٠٧٥

اس جگہ سے کھاتے تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ لگا ہوتا تھا۔ اس سے ہمارا مقصد برکت کا حصول ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا بھیجا جس میں پیاز یا لہسن تھا، جب کھانا واپس آیا تو ہم نے دیکھا کہ اس میں آپ کے ہاتھوں کے نشان نہیں ہیں، میں ڈرتے ڈرتے صورت حال کی تحقیق کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنِّي وَجَدْتُ مِنْهُ رِيحَ هَذِهِ الشَّجَرَةِ ، وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ يُوجَدَ مِنِّي... ''میں نے اس کھانے میں اس پودے کی بو دیکھی اور میں نے یہ اس لیے نہیں کھایا کہ میں مُناجات کرتا رہتا ہوں (اور اس کی بو فرشتوں کو ناگوار ہے)، میں نہیں چاہتا کہ مجھ سے اس کی بو محسوس ہو، البتہ تم اس کو کھالو۔'' فرماتے ہیں کہ اس کو تو ہم نے کھالیا لیکن بعد میں ہم نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پیاز اور لہسن والا سالن نہیں بنایا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کی فکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک آپ کے مکان میں مقیم رہے، آپ دونوں میاں بیوی اپنے آرام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مکان کے زیریں حصے میں رہ رہے تھے اور ہم بالائی منزل میں رہ رہے تھے۔ ایک دفعہ بالائی منزل میں پانی گر گیا، چنانچہ میں اور اُم ایوب نے اس ڈر سے کہ کہیں پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچ جائے، اُٹھ کر اپنا کمبل لیا اور پانی خشک کرنے کے لیے اس پر پھیرنے لگے۔ پھر میں ڈرتے ڈرتے نیچے اُترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ نَكُونَ فَوْقَكَ. اِنْتَقِلْ إِلَى الْغُرْفَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ

---

[1] المعجم الكبير: ۳۷۶۲؛ ابن هشام، ج۱، ص۴۹۹

صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِمَتَاعِهِ فَنُقِلَ وَمَتَاعُهُ قَلِيلٌ [۱]

یارسول اللہ! یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم آپ کے اوپر رہیں، آپ بالائی منزل میں منتقل ہوجائیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سامان جوتھوڑا سا تھا، اوپر منتقل کرنے کو کہا۔

حافظ ابن کثیرؒ اور زُرقانیؒ نے اس واقعے کو قدرے تفصیل اور مختلف انداز سے لکھا ہے۔اُن کے مطابق یہ واقعہ رات کو پیش آیا۔اس رات حضرت ابوایوبؓ اور اُم ایوبؓ پوری رات نہیں سوئے اور جس کمبل سے پانی خشک کیا تھا اس کے علاوہ کوئی دوسرا کمبل بھی نہیں تھا۔صبح حضرت ابوایوب انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: يَا رَسُولَ اللهِ !مَابِتُّ اللَّيلَةَ أَنَا وَلَا أُمُّ أَيُّوبَ؟ ''یارسول اللہ! رات کو نہ میں سویا ہوں اور نہ ہی اُم ایوب!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَعلُوا سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا أَبَداً ''میں اس بالاخانے پر کبھی نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ ہوں گے۔'' حضرت ابوایوبؓ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالائی منزل پر اور حضرت ابوایوب انصاریؓ اور اُن کے اہل خانہ نچلی منزل میں منتقل ہوگئے۔ [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مقام کا احساس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع شروع میں حضرت ابوایوبؓ کے مکان کے زیریں منزل میں قیام فرمایا تھا۔ایک مرتبہ رات کو حضرت ابوایوب انصاریؓ بیدار ہوئے تو دل میں آیا کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر گھومتے پھرتے ہیں، چنانچہ اس احساس کی وجہ سے دونوں میاں بیوی کمرے کے ایک کونے میں گئے اور ادھر ہی رات گزاردی۔جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بالائی منزل میں منتقل ہوجائیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نیچے ہی ٹھیک ہیں لیکن حضرت ابوایوب

---

[۱] مسند أحمد:۲۳۰۵۸

[۲] البداية والنهاية، ج۲،ص۵۸۸؛ زرقانی، ج۲،ص۱۶۳

انصاری رضی اللہ عنہ مسلسل اصرار کر کے کہتے رہے: لَا أَعْلُوا سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا ''میں اس چھت پر کبھی نہیں چڑھوں گا جس کے نیچے آپ ہوں گے۔''[1]

خدمات حدیث

آپ سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔[2]

حضرت اُم بشر بنت البراابن معرور رضی اللہ عنہا

نام: آپ کا نام مشہور نہیں ہے۔ دِمیاطی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ آپ کا نام جہینہ بنت صیفی بن صخر تھا جبکہ ابوجعفر طبری رحمہ اللہ اور ابوموسیٰ رحمہ اللہ کے مطابق آپ کا نام خلیدہ بنت قیس بن ثابت اشجعیہ تھا۔

کنیت: اُم بشر، آپ اسی سے مشہور ہیں۔

نسب: اُم البشر بنت البرابنت معرور بن صخر بن خنسا بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم

قبیلہ: بنوسلمہ بن خزرج

شوہر کا نام: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم بشر رضی اللہ عنہا بنت البرا کے گھر تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی۔ حضرت اُم بشر رضی اللہ عنہا نے آپ کے لیے جو کھانا تیار کیا تھا وہ تناول فرما رہے تھے کہ اس دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے ارواح کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اس انداز سے ارواح کا ذکر کیا کہ وہ کھانا کھاتے کھاتے رک گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسند أحمد: ٢٣٠٠٦

[2] جوامع السيرة، ص ٢٩٣

[3] سير أعلام النبلاء، ج ١، ص ٢٦٧؛ تهذيب التهذيب، ج ١٢، ص ٤٧٩

أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ طُيُورٌ خُضْرٌ فِي حُجَرٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ مِنَ الْجَنَّةِ وَيَشْرَبُونَ، يَتَعَارَفُونَ، يَقُولُونَ: "رَبَّنَا أَلْحِقْ بِنَا إِخْوَانَنَا، وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا" وَأَرْوَاحُ أَهْلِ النَّارِ فِي حُجَرٍ مِنَ النَّارِ يَأْكُلُونَ مِنَ النَّارِ وَيَشْرَبُونَ مِنَ النَّارِ يَقُولُونَ: "رَبَّنَا لَا تُلْحِقْ بِنَا إِخْوَانَنَا وَلَا تُؤْتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا"[1]

مومنوں کی روحیں جنت کے حجروں میں سبز پرندوں کی طرح ہوں گی، جنت میں کھائیں گی، پئیں گی، ایک دوسرے سے تعارف کریں گی اور کہیں گی :اے ہمارے رب! ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں کو بھی ملا دے اور ہمارے ساتھ جو تو نے وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا کر دے۔اور دوزخیوں کی روحیں آگ کے حجروں میں ہوں گی،آگ سے کھائیں گی اور پئیں گی اور کہیں گی: اے ہمارے رب! ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں کو نہ ملا دینا اور ہمارے ساتھ جو تو نے وعدہ کیا ہے وہ ہمیں نہ دینا۔

خدمات حدیث

آپ سے دو احادیث مروی ہیں۔[2] حضرت عبداللہؓ بن یزید، حضرت عبداللہؓ بن عون[3] جابر بن عبد اللہ، محمد بن عبد الرحمٰن اور مجاہد بن جبیر رضی اللہ عنہم نے آپ سے روایات لی ہیں۔[4]

❁ ...... ❁ ...... ❁

[1] الإصابة، ج۵،ص۳۲۶

[2] الاستیعاب، دار الجیل، ج۴،ص۱۹۵۷

[3] الإصابة، ج۵،ص۳۲۶

[4] أسد الغابة، ج۷،ص۳۸۰؛ تهذيب التهذيب، ج۱۲،ص۴۷۹

حضرت اُم الحارث رضی اللہ عنہا

قبیلہ: آپ کا انصار کے کسی قبیلے سے تعلق تھا۔

غزوۂ حنین کے موقع پر استقامت / جرأت

آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوئیں اور اس موقع پر بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا۔ جب مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی اور سوائے چند لوگوں کے سب بھاگنے لگے تو آپ نے نہ صرف یہ کہ خود کمال درجہ کی استقامت کا مظاہرہ کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتی رہیں۔ اس موقع پر آپ کے شوہر حضرت حارث رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جب انھوں نے بھی بھاگنا چاہا تو آپ نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر کہا: یَاحَارِ [حَارِث]! تَتْرُكُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ! ''حارث! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ رہے ہو!'' اونٹ بھاگنا چاہ رہا تھا لیکن آپ اس کو چھوڑ نہیں رہی تھیں۔ لوگ بھاگ رہے تھے لیکن آپ کھڑی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہی تھیں:

يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ جَاوَزَ بَعِيرِي فَأَقْتُلُهُ وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ مَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ بِنَا تَعْنِي بَنِي سُلَيْمٍ وَأَهْلَ مَكَّةَ الَّذِينَ انْهَزَمُوا بِالنَّاسِ [1]

یارسول اللہ! جو شخص بھاگ کر میرے اونٹ سے گزرے گا، میں اس کو قتل کروں گی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے آج تک اس طرح نہیں دیکھا جس طرح ان لوگوں نے (بزدلی کا مظاہرہ کر کے) ہمارے ساتھ کیا۔ یعنی بنوسلیم اور اہل مکہ نے، جو لوگوں کی شکست کا باعث بنے۔

خدمات حدیث

آپ سے آپ کے پوتے عمارہ بن غزیہ نے حدیث روایت کی ہے۔ [2]

❁ …… ❁ …… ❁

---

[1] کتاب المغازی، ج۳، ص۹۰۴

[2] الاستیعاب، دار الجیل، ج۴، ص۱۹۲۸

حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا

کنیت: آپ رضی اللہ عنہا اپنی کنیت اُم حرام سے مشہور ہیں۔

نام: ابن حجرؒ اور ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ آپ کا نام رُمیصا یا غمیصا تھا۔

نسب: ابن سعدؒ نے آپ کا سلسلۂ نسب یہ لکھا ہے: اُم حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار

شادی: پہلے عمرو بن قیس اور پھر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت سے آپ کی شادی ہوئی، وفات کے وقت مؤخر الذکر کے ساتھ تھیں۔

والدہ: ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عمرو بن مالک بن نجار

آپ شہید بئر معونہ حضرت حرام رضی اللہ عنہ اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کی خالہ تھیں۔

قبیلہ: بنوخزرج کے خاندان بنونجار سے آپ کا تعلق تھا۔ یہ وہی قبیلہ ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ محترمہ کا تعلق تھا۔

اولاد: قیس بن عمرو، عبداللہ بن عمرو، محمد بن عبادہ بن صامت [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں آپ کی قدر و منزلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے ملاقات کے لیے کبھی کبھی آپ کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور آپ کے گھر میں دوپہر کو قیلولہ فرماتے تھے۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، میں، میری ماں اور میری خالہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا گھر میں تھے۔ آپ نے آکر فرمایا: قُومُوا فَلِأُصَلِّ بِكُمْ ''اُٹھو، تاکہ میں تمھیں نماز پڑھاؤں۔'' پھر ہمیں نماز پڑھائی حالانکہ اس

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۵۱؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۰۴۔۳۰۵؛ الإصابة، ج۵، ص۳۳۰

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۳۰۵؛ الاستيعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۹۳۱

وقت کسی فرض نماز کا وقت نہیں تھا۔ [1]

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کی ماں حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا، جب کھانے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب گھر والوں کو نماز پڑھائی اور تشریف لے گئے۔ سنن ترمذی میں ہے کہ یہ نفل نماز تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے گھر میں دُخولِ برکت کے لیے پڑھی تھی۔ [2]

جذبۂ جہاد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی قبا کی طرف جاتے تو حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر بھی تشریف لے جاتے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھانا کھلاتی تھیں اور خدمت کرتی تھیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے ہاں تشریف لے گئے، تو حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا نے نے کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھا کر آرام کرنے لگے، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ [3] ''وہ آپ کے سر کے بالوں کو صاف کرنے لگیں''۔ اسی اثنا میں آپ کی آنکھ لگ گئی، کچھ دیر بعد جب آپ کی آنکھ کھلی تو مسکرا رہے تھے۔

حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت میں سے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے، وہ سمندر کی

---

[1] سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۳۱۶

[2] صحیح البخاری: ۳۸۰؛ صحیح مسلم: ۶۵۸؛ سنن الترمذی: ۲۳۴

[3] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ''فلی کے معنی ہیں، کپڑے اور سر میں جوں تلاش کرنا، حالانکہ اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ آپ کے بدن میں جوں پڑتی تھی اور نہ جسم اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی گویا لفظ 'یفلی' (جوں تلاش کرنا) کے معنی یہ ہیں کہ آپ کپڑوں پر ایسی نگاہ مبارک دوڑاتے تھے جیسے جوں تلاش کر رہے ہوں اور مقصود یہ ہوتا تھا کہ کپڑوں سے گرد وغبار اور خس وخاشاک کو صاف کیا جائے۔ واللہ أعلم''۔ (مدارج النبوة، ج ۱، ص ۷۶)
محدثین نے بالعموم لکھا ہے کہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں کیونکہ حضرت آمنہ اور آپ کا تعلق ایک ہی قبیلے تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص تھے اور وہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

پشت پر ایسی سواری کر رہے تھے جیسے شاہان تخت پر کرتے ہیں۔'' حضرت اُم حرامؓ نے درخواست کی: يَا رَسُولَ اللهِ! أُدْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنهُم ''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان کے ساتھ شامل ہونا نصیب ہو!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوبارہ آنکھ لگ گئی اور آنکھ کھلنے کے بعد دوبارہ مسکرائے۔ اس دفعہ بھی حضرت اُم حرامؓ کے ساتھ پہلے کی طرح گفتگو ہوئی۔ جب حضرت اُم حرامؓ نے دوبارہ شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: أَنتِ مِنَ الأَوَّلِينَ ''تم پہلے گروہ کے ساتھ ہوگی۔''

اس دعا کی عملی تعبیر حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں سامنے آئی، جب حضرت معاویہؓ شام کے گورنر تھے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کی اجازت سے جزیرۂ قبرص پر حملہ کیا۔ اس لشکر میں حضرت عبادہؓ بن صامت اور اُن کی اہلیہ حضرت اُم حرامؓ بھی شامل تھیں۔ حملے سے واپسی پر حضرت اُم حرامؓ کو سواری نے گرادیا جس سے اُن کی شہادت واقع ہوگئی۔[1]

آپ کی شہادت کا واقعہ حافظ ذہبیؒ کے مطابق سن ستائیس ہجری اور بلاذریؒ کے مطابق اٹھائیس ہجری کو موسم سرما کے بعد پیش آیا۔[2] حافظ ابن کثیرؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ قبرص میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔ اہل شام آپ کی قبر کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے ہیں اور کہتے ہے کہ یہ صالحہ خاتون کی قبر ہے۔[3]

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سات احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔[4] آپ

---

[1] سنن النسائی: ۳۱۷۹؛ صحیح البخاری: ۲۷۸۹، ۲۸۷۸، ۶۲۸۳؛ صحیح مسلم: ۱۹۱۲

[2] الکاشف، ج۳، ص۴۳۹؛ العبر، ج۱، ص۲۸؛ فتوح البلدان، ج۱، ص۲۴۸

[3] البدیة والنهایة، ج۵، ص ۲۳۵؛ الإصابة، ج۵، ص ۳۳۰؛ تهذیب التهذیب، ج۱۲، ص ۴۶۲

[4] جوامع السیرة، ص۲۸۷

سے روایت کرنے والوں میں حضرت انس بن مالک، عبادہ بن صامت، عمرو بن الاسود، یعلی بن شداد[1] اور عطا بن یسار رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[2]

حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا

شوہر: سوید بن ثعلبہ

بیٹا: حضرت خلاد رضی اللہ عنہ بن سوید آپ کے بیٹے تھے اور انھی کی نسبت سے کنیت اُم خلاد تھی۔

کتب سیرت و تاریخ میں دیگر تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔

غم کی حالت میں بھی حیاداری کا بہترین مظاہرہ

آپ کے بیٹے حضرت خلاد رضی اللہ عنہ بن سوید بن ثعلبہ کو بیعت عقبہ، غزوۂ بدر، غزوۂ خندق اور غزوۂ بنوقریظہ میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔ اسی غزوے میں بنوقریظہ کی ایک عورت نے اوپر سے پتھر پھینک کر آپ کا سر کچل کر شہید کر دیا تھا۔[3]

جب آپ کی شہادت کی خبر آپ کی والدہ حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو وہ نقاب پہنے ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحقیقِ حال کے لیے حاضر ہوئیں۔ موقع پر موجود بعض لوگوں نے کہا: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ؟ ''بیٹے کی شہادت کا پوچھنے آئی ہو اور (پھر بھی) نقاب پہنی ہوئی ہے؟'' حضرت اُم خلاد رضی اللہ عنہا (اگرچہ بیٹے کے غم میں مبتلا تھیں لیکن پھر بھی آپ نے یہ ایمان افروز) جواب دیا:

إِنْ أُرْزَأْ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَاءَ حَيَائِي...[4]

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۳۳۰

[2] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۶۲

[3] المنتظم، ج۳، ص۲۴۲

[4] سنن أبي داود: ۲۴۸۸

اگر چہ میں نے بیٹا کھو دیا ہے لیکن حیا تو نہیں کھوئی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ آپ کے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا کیونکہ ان کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔

ایک مسلمان کی شان یہی ہے کہ وہ غم کی حالت میں جزع فزع اور خوشی کی حالت میں بغاوت اور تکبر سے بچے۔ حضرت اُم خلادؓ نے خواتینِ اُمت کے لیے ایک عملی مثال چھوڑی جو اُن کے لیے نشانِ راہ اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم دحداح رضی اللہ عنہا

آپ حضرت ابو دحداحؓ کی بیوی تھیں۔ دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

نیکی کے کام میں شوہر کی حوصلہ افزائی

آدمی کو اگر بیوی کا تعاون حاصل ہو تو مشکل سے مشکل کام بھی بحسن وخوبی سرانجام دے دیتا ہے۔ آغازِ اسلام میں صحابہ کرامؓ جو دین پر اِستقامت اور دین کی حفاظت اور دعوت کی مشکل ذمہ داری سرانجام دے رہے تھے، اس میں ان کی ازواج کا پورا پورا کردار شامل تھا۔ وہ جہاں دعوت و جہاد میں اپنے شوہروں کی مددگار تھیں وہاں انفاق فی سبیل اللہ میں بھی اپنے شوہروں کی قناعت پسندی اور صبر وشکر کے ذریعے مدد کرتی تھیں۔ وہ اپنی ذاتی خواہشات اور ضروریات پر دینی ضروریات کو ہمیشہ مقدم رکھتی تھیں۔ اس کی ایک زندہ مثال حضرت اُم دحداحؓ تھیں۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے بارگاہ نبوی میں آکر عرض کیا: ''یارسول اللہ! فلاں آدمی کے پاس کھجور کا ایک درخت ہے، اُس کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے دے دے تاکہ میں اس سے اپنی دیوار سیدھی کروں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آدمی سے کہا کہ ''جنت میں کھجور کے درخت کے بدلے میں یہ اس کو دے دو۔'' وہ آدمی دینے پر پھر بھی راضی نہ ہوا تو حضرت ابو دحداحؓ نے اس کے پاس جا کر وہ درخت خرید لیا اور بارگاہ نبوی میں آکر جنت

کے درخت کے بدلے میں اس کو پیش کیا۔ حضرت ابو دحداح ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے کھجور کا وہ درخت اپنے باغ کے بدلے میں خرید لیا ہے اور آپ کو دے دیا ہے۔ وہ اس شخص کو دے دیجیے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَمْ مِنْ عَذْقٍ رَدَاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ قَالَهَا مِرَاراً قَالَ فَأَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ يَا أُمَّ الدَّحْدَاحِ اخْرُجِي مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّي قَدْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَتْ رَبِحَ الْبَيْعُ [1]

جنت میں کھجور کے کئی درخت ہیں جن پر ہوا چل رہی ہے اور وہ ابو دحداح کے لیے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات کئی دفعہ دہرائی۔ اس کے بعد حضرت ابو دحداح ؓ نے اپنی بیوی حضرت اُم دحداح ؓ کے پاس آ کر کہا: باغ سے نکلو، یہ میں نے جنت میں ایک درخت کے بدلے فروخت کر دیا ہے۔ تو حضرت اُم دحداح ؓ نے کہا: آپ نے نفع مند سودا کیا ہے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم زیاد رضی اللہ عنہا

آپ ؓ حضرت حشرج بن زیاد کی دادی تھیں۔ دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

قبیلہ: بنو اشجع

غزوۂ خیبر میں مجاہدین کی خدمت کا جذبہ

غزوۂ خیبر کے موقع پر آپ ؓ پانچ دیگر خواتین کے ساتھ لشکر میں شریک ہوئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو ایک آدمی کو آپ کی طرف بھیج کر دریافت کرایا: ''تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے نکلی ہو؟'' (بغیر اجازت اور اکیلے نکلنے کی وجہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔ حضرت اُم زیاد ؓ اور دیگر خواتین نے کہا:

يَا رَسُولَ اللهِ خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعَرَ وَنُعِينُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ مَعَنَا دَوَاءُ

---

[1] مسند أحمد: ١٢٠٧٣

الْجَرْحٰى وَنُنَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِي السَّوِيقَ... [1]

یا رسول اللہ! ہم نکلی ہیں کہ سُوت کات کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مدد کریں اور ہمارے پاس دوائی ہے جس سے ہم زخمیوں کا علاج کریں گی اور ہم تیر اُٹھا کر دیں گی اور مجاہدین کو ستو پلائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تم نکل کھڑی ہو جاؤ۔ پھر جب خیبر فتح ہوا تو ان کو بھی مال غنیمت سے کھجور عطا کی۔

خدمات حدیث

آپ سے دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ آپ سے حضرت حشرج بن زیادؒ نے حدیث روایت کی ہے۔ [2]

حضرت اُم سَلِیط رضی اللہ عنہا

کنیت: اُم سلیط اور اُم قیس۔ کنیت ہی سے آپ مشہور ہیں۔

سلسلۂ نسب: اُم قیس بنت عبید بن زیاد بن ثعلبہ بن خنسا بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، قبیلہ بنو نجار سے آپ کا تعلق تھا۔

ماں کا نام: اُم عبداللہ بنت شبل بن حارث بن عوف

شوہر: ابو سلیط بن ابی حارثہ آپ کے شوہر، اور سلیط اور فاطمہ اولاد تھیں۔ [3]

قبول اسلام اور غزوات میں شرکت

حضرت اُم سلیطؓ نے مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور غزوۂ خیبر اور غزوۂ حنین میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ [4] آپ غزوۂ اُحد میں بھی شریک رہیں۔ [5]

---

[1] سنن أبي داود: ۲۷۲۹؛ مسند أحمد: ۲۱۸۲۷؛ الإصابة، ج۵، ص۳۴۵

[2] جوامع السيرة، ص۲۹۸

[3] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۳

[4] أيضاً

[5] صحيح البخاري: ۲۸۸۱

حضرت عمر فاروق رض کے ہاں حضرت اُم سلیط رض کی قدر و منزلت

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رض نے اپنے دور خلافت میں مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ اُن میں ایک عمدہ چادر بچ گئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی جو آپ رض کے نکاح میں ہیں، کو عنایت کیجیے! اُن کی مراد حضرت اُم کلثوم بنت علی تھی۔ لیکن حضرت عمر فاروق رض نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اُم سلیط اس کی زیادہ حق دار ہیں... '' پھر فرمایا: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ [1] ''وہ اُحد کے دن ہمارے لیے مشکیزے اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔''

وفات

آپ سن چودہ ہجری کو فوت ہوئیں۔ [2]

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا

نام: غُمَیصا، سہلہ، رُمیلہ، انیفہ، رُمیثہ یا ملیکہ

کنیت: اُم سلیم، کنیت سے ہی آپ رض مشہور ہیں۔

سلسلۂ نسب: اُم سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی، خزرج کے خاندان بنونجار سے آپ کا تعلق تھا۔

آپ حرام رض بن ملحان اور حضرت اُم حرام رض کی بہن تھیں۔

والدہ: ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار

شادی: آپ کی پہلی شادی مالک بن نضر سے ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد حضرت ابوطلحہ،

---

[1] صحیح البخاری: ۲۸۸۱، ۴۰۷۱؛ حلیۃ الأولیاء، ج۲، ص۶۳۔۶۴

[2] المنتظم، ج۴، ص۱۸۹

زید رضی اللہ عنہ بن سہل سے شادی ہوئی۔

اولاد: انس بن مالک، براء بن مالک، عبداللہ بن ابی طلحہ، ابوعمیر بن ابی طلحہ

قبول اسلام: جب مدینے میں اسلام کی روشنی پہنچی تو آپ فوراً مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔ [1]

اسلام کی خاطر شوہر سے جدائی، بچے کی تربیت

جب حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی تو اس وقت آپ کا شوہر مالک بن نضر مدینے سے کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ اس نے واپس آ کر آپ سے پوچھا: ''کیا تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟'' آپ نے جواب میں فرمایا کہ ''نہیں! بلکہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائی ہوں''۔ آپ نے قبول اسلام کے بعد اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو بھی اسلام کی تلقین کرنی شروع کردی اور رفتہ رفتہ اُن کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اور أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ سکھا دیا۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے کہنے پر کلمہ پڑھ لیا تو ان کے والد مالک بن نضر نے حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: لَا تُفْسِدِي عَلَيَّ ابْنِي ''میرے لیے میرے بیٹے کو نہ بگاڑو''۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا: ''میں اس کو بگاڑ نہیں رہی ہوں''۔ ان باتوں پر کشیدگی اتنی بڑھی کہ مالک گھر چھوڑ کر (ملکِ شام کی طرف) چلا گیا جہاں کسی دشمن نے اس کو قتل کر دیا۔

جب حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو شوہر کی ہلاکت کی خبر ملی تو بیٹے کی پرورش کی خاطر کہا کہ جب تک انس بڑا ہو کر مجلسوں میں بیٹھنے کے قابل نہ ہو جائے اور مجھے خود نہ کہے، میں اس وقت تک دوسری شادی نہیں کروں گی۔ [2]

عورت کے لیے شوہر کا رشتہ دنیا کی ہر چیز سے قیمتی ہوتا ہے لیکن آپ نے یہ رشتہ اسلام پر قربان کر دیا اور دوسری شادی بھی بیٹے کی پرورش اور تربیت کی غرض سے مؤخر کر دی۔

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۵۔۴۲۶؛ الإصابة، ج۵، ص۳۴۵؛ المنتظم، ج۴، ص۲۳۸

[2] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۶؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۳۳؛ سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۳۰۵

ابوطلحہ کو اسلام کی دعوت، شادی کے لیے قبول اسلام کی شرط

حضرت اُم سلیمؓ کے شوہر مالک کے قتل کے بعد جب اس کے بیٹے حضرت انسؓ کچھ بڑے ہو گئے تو ابوطلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا۔ اس وقت تک ابوطلحہ مشرک تھے، اس لیے حضرت اُم سلیمؓ اُن سے حالت شرک میں شادی پر راضی نہیں ہوئیں۔ آپ نے دلائل دے دے کر اُس کو قبول اسلام پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔

کتب تاریخ میں آپ کی گفتگو کے جو اجزا محفوظ ہیں، اُن سے آپ کے دعوتی مزاج اور کامیاب اُسلوبِ دعوت پر روشنی پڑتی ہے۔ مختلف روایات میں آپ سے پیغامِ نکاح کے جواب میں جو جملے منقول ہیں، اُن میں سے بعض یہ ہیں:

فَوَاللهِ مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ وَلٰكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَأَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ فَإِنْ تُسْلِمْ فَذٰلِكَ مَهْرِي وَمَا أَسْئَلُكَ غَيْرَهُ[1]

ابوطلحہ! اللہ تعالیٰ کی قسم، تمھارے جیسے آدمی کو رد نہیں کیا جاتا لیکن تم کافر آدمی ہو اور میں مسلمان خاتون ہوں، اس لیے میرے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ تم سے شادی کرلوں، ہاں اگر تم مسلمان ہو جاؤ، تو میں شادی کے لیے تیار ہوں اور اس صورت میں تیرا اسلام ہی میرا مہر ہوگا اور میں کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپؓ نے اس کی عقل کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا:

أَرَأَيتَ حَجَراً تَعْبُدُهُ...هَلْ يَضُرُّكَ هَلْ يَنْفَعُكَ؟[2]

تمھارا کیا خیال ہے جس پتھر کو تم پوج رہے ہو، وہ تمھیں کوئی نفع یا نقصان دے سکتا ہے؟

آپؓ نے مزید مثالیں دیتے ہوئے کہا:

میرے لیے مناسب نہیں ہے کہ ایک مشرک سے شادی کرلوں، ابوطلحہ! کیا تمھیں علم نہیں ہے کہ جن معبودوں کو تم پوجتے ہو وہ تو فلاں قبیلے کے غلام بڑھئی نے تراشے ہیں اور اگر تم

---

[1] سنن النسائی، کتاب النکاح، باب التزویج علی الإسلام

[2] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۶

اُن پر آگ روشن کردو تو وہ جل جائیں۔ [1]

ابوطلحہ! کیا تمھیں علم نہیں ہے کہ جس معبود کی تم عبادت کرتے ہو وہ زمین سے اُگا ہے اور اس کو فلاں قبیلے کے حبشی نے تراشا ہے۔ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ نے مزید کہا:

أَمَا تَسْتَحِي تَسْجُدُ لِخَشَبَةٍ تَنْبُتُ مِنَ الأَرْضِ نَجَرَهَا حَبْشِيٌّ عَبْدُ فُلَانٍ؟ قَالَتْ: فَهَلْ لَكَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ وَأُزَوِّجُكَ نَفْسِي لَا أُرِيدُ مِنْكَ صَدَاقاً غَيْرَهُ؟ قَالَ لَهَا... أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ [2]

کیا تمھیں زمین سے اُگی ہوئی لکڑی جس کو فلاں شخص کے حبشی غلام نے تراشا ہے، کو سجدہ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ کیا تمھارے دل کو یہ بات لگتی ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ کی گواہی دو، پھر میں تم سے شادی کرلوں اور مہر وغیرہ کا بھی مطالبہ نہ کروں؟ اس نے کہا: مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دو۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جا کر اس نے غور وخوض کیا پھر آ کر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ کا اقرار کرلیا۔

جب تک ابوطلحہ شرک پر قائم رہا، حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے شادی پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔

اس دوران حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا مسلسل دلائل دے دے کر اس کو اسلام کی دعوت دیتی رہیں، جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس کے بعد ہی اس سے شادی کی اور مہر نہیں لیا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جان نثار صحابی کے قبول اسلام کا باعث بنیں۔

شجاعت

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوات میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتی تھیں اور صنف نازک ہونے کے باوجود بھرپور شجاعت کا مظاہرہ کرتی تھیں۔ غزوۂ حنین کے موقع پر آپ کو عبداللہ بن ابی طلحہ کا حمل تھا لیکن پھر بھی شریک جہاد تھیں۔ [3]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۷؛ سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۳۰۶

[2] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۳۴؛ الإصابة، ج۵، ص۳۴۷

[3] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۶

غزوۂ حنین ہی کے بارے میں حافظ ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے:

حضرت اُم سلیمؓ ان لوگوں میں شامل تھیں جنھوں نے پہلے پہلے ثابت قدمی دکھائی تھی۔ وہ کمر ہمت باندھی ہوئی تھیں اور حضرت ابوطلحہؓ کے اونٹ کی مہار کو پکڑے ہوئی تھیں اور ان کے ہاتھ میں خنجر تھا۔[1]

آپؓ اپنے ساتھ جو خنجر میدانِ جہاد میں لے کر گئی تھیں اس کا ذکر صحیح مسلم اور سنن ابوداود کی روایت میں بھی ہے کہ غزوہ حنین کے دن حضرت اُم سلیمؓ نے خنجر ساتھ لیا ہوا تھا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ''یہ ام سلیمؓ ہے جو خنجر لیے ہوئی ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم سلیمؓ سے دریافت فرمایا کہ ''یہ خنجر کس لیے ہے؟'' حضرت اُم سلیمؓ نے جواب میں کہا: ''یہ میں نے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اِس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر ہنسنے لگے۔ حضرت اُم سلیمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے مزید کہا:

أُقْتُلْ مِنْ بَعْدِنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: يَا أُمَّ سُلَيمٍ! إِنَّ اللهَ كَفٰى وَأَحْسَنَ[2]

طُلقا[3] کو قتل کر دیجیے جو آپ کی شکست کا باعث بن رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اُم سلیم! اللہ تعالیٰ اُن کے لیے کافی ہے اور وہ بہتر کفایت کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر طبریؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اُم سلیمؓ نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ! أُقْتُلْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَفِرُّونَ عَنْكَ كَمَا تَقْتُلُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكَ فَإِنَّهُمْ لِذٰلِكَ أَهْلٌ[4]

---

[1] الدرر، ص۲۴۰

[2] صحيح مسلم: ۱۸۰۹؛ سنن أبي داود: ۲۷۱۸؛ مسند أحمد: ۱۲۵۶۵، ۱۳۵۶۳

[3] وہ مغلوب لوگ جن کو فتح مکہ کے دن عام معافی کے اعلان کے بعد سزا دیے بغیر چھوڑ دیا گیا تھا۔

[4] تاریخ طبری، ج۲، ص۳۴۹

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جولوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگتے ہیں، اُن کو قتل کر دیجیے جیسا کہ آپ اُن لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو آپ سے جنگ کرتے ہیں کیونکہ وہ اسی کے لائق ہیں۔

غزوات میں مجاہدین کی خدمت

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں جا کر مجاہدین کی خدمت اور علاج معالجے کا کام کیا کرتی تھیں۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا فَيَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوے کے لیے جاتے تھے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ دیگر خواتین کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ وہ پانی پلانے اور علاج معالجے کا کام کیا کرتی تھیں۔

غزوۂ اُحد کے نازک موقع پر آپ رضی اللہ عنہا دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مجاہدین کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو بار بار بڑی محنت سے پیٹھ پر پانی کے مشکیزے لاد کر لاتے ہوئے اور لوگوں کو پلاتے ہوئے دیکھا۔ تیز تیز اور محنت سے آنے جانے کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا نچلا حصہ نظر آتا تھا۔'' [2]

شوہر کا خیال رکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا بیٹا (ابوعمیر) فوت ہوگیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے گھر والوں سے کہا کہ ''جب تک میں خود ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں نہ بتاؤں، آپ اُن کو کچھ نہ بتائیں۔'' کیونکہ ابوطلحہ فوتگی کے وقت موجود نہیں تھے۔ جب

---

[1] صحيح مسلم: ١٨١٠؛ سنن أبي داود: ٢٥٣١؛ مسند أحمد: ١٢٥٦٥، ١٣٥٦٣

[2] صحيح البخاري: ٢٨٨٠، ٣٨١١، ٤٠٦٤؛ صحيح مسلم: ١٨١١

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان کو کھانا پیش کیا۔ انھوں نے آرام سے کھایا پیا، پھر آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو اُن کے لیے حسب معمول آراستہ کیا۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے شب باشی کی۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہر لحاظ سے مطمئن ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے اُن کو کہا: يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ ''ابوطلحہ! تمھارا کیا خیال ہے اگر کوئی قوم کسی کو کوئی چیز عاریت دے اور پھر وہ اُن سے مانگے تو کیا لینے والوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ اس سے انکار کریں؟''

جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے بیٹے کی وفات کی خبر دیتے ہوئے کہا کہ ''تمھارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی عاریت تھا جو اس نے واپس لے لیا ہے، اس لیے اپنے بیٹے پر صبر کرو''۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گزری کہ بیٹے کی وفات کی خبر اتنی تاخیر سے دی یہاں تک کہ اس نے شب باشی بھی کر لی، لہٰذا انھوں نے اگلے دن جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صورتحال بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بَارَكَ اللهُ فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا ''اللہ تعالیٰ تمھاری گزشتہ شب میں برکت ڈال دے!''

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو اس رات حمل ٹھیرا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تو دونوں میاں بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی سفر سے مدینہ واپس آرہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ رات کے وقت مدینے میں داخل نہیں ہوتے تھے، اس لیے باہر پڑاؤ ڈالا۔ اس دوران حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو زچگی کا درد شروع ہوا، جس کی وجہ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اُن کے ساتھ ٹھیر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی دیر کے لیے بھی جدائی ناگوار تھی، اس لیے حسرت سے کہا: إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتُبِسْتُ بِمَا تَرَىٰ ''یا اللہ تعالیٰ! تجھ کو معلوم ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ تیرے رسول جب نکلیں تو میں اُن کے ساتھ نکلوں اور جب آئیں تو میں ان کے ساتھ ہی آؤں اور تو

دیکھ رہا ہے کہ میں گھر چکا ہوں۔'' تو حضرت اُم سلیمؓ نے کہا: ''ابوطلحہ! مجھے جو تکلیف تھی وہ ابھی نہیں ہے، اس لیے چلو۔''

مدینہ آکر آپ کو دوبارہ دردِ زہ شروع ہوا اور بچے کی ولادت ہوئی۔ حضرت اُم سلیمؓ نے دودھ دینے سے پہلے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھجوایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ میں کھجور نرم کی اور بچے کے منہ میں ڈال دی اور عبداللہ نام رکھا۔ سب سے پہلی چیز جو بچے کے پیٹ میں گئی، وہ رسول اللہ ﷺ کا لُعابِ مبارک تھا۔ [1]

آپ کی گھٹی کی برکت تھی کہ عبداللہ کے سات بیٹے پیدا ہوئے جو سب کے سب حافظ، قاری اور عالم تھے۔ [2]

رسول اکرم ﷺ کے لیے زوجۂ محترمہ کو سنوارنا

جب رسول اللہ ﷺ فتح خیبر کے بعد مدینہ لوٹ رہے تھے تو حضرت صفیہؓ بھی ساتھ تھیں، نکاح تو ہو گیا تھا لیکن رَسمِ عروسی ابھی باقی تھی۔ واپسی پر راستے میں خیبر سے کچھ نیچے مقام صہبا پر پڑاؤ ڈالا اور حضرت اُم سلیمؓ کو ہدایت فرمائی کہ ''صفیہ کی کنگھی وغیرہ کر کے سنوار دو''۔ حضرت اُم سلیمؓ نے حسبِ ارشاد حضرت صفیہؓ کو سنوارا اور خوشبو لگائی۔

رسول اللہ ﷺ جب تک تشریف نہیں لائے، آپ اُن کے ساتھ بیٹھی رہیں۔ آپؓ نے حضرت صفیہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام سکھایا اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو خدمت میں پیش کیا۔ صبح اُن کے غسل اور دیگر ضروریات کا بندوبست کیا۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم: ۲۱۴۴؛ صحیح البخاری: ۱۳۰۱، ۵۴۷۰؛ مسند أحمد: ۱۲۴۵۴، ۱۲۶۱۴

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۳۳۳؛ ابن سعد، ج۸، ص۴۵۱

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۰۶، یہ واقعہ کسی قدر اِختصار کے ساتھ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ کیجیے: صحیح مسلم: ۱۳۶۵؛ صحیح البخاری: ۳۷۱ وغیرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مالی مدد

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کو کھجور کے درخت پیش کیے جو فتح خیبر کے بعد آپ نے اُن کو لوٹا دیے۔[1]

اجتماعی مصالح کے لیے آپ رضی اللہ عنہا کے گھر کا استعمال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین کی آبادکاری کے لیے اُن کے اور انصار کے درمیان مواخاۃ (brotherhood) کا رشتہ قائم کیا۔ سماجی بحالی کا یہ اہم کام حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا ہی کے گھر پر انجام پایا۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیے کا اہتمام کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیے بھیجنا آپ کا معمول تھا۔ ایک مرتبہ گھی نکال کر ایک چمڑے کی کپی میں جمع کیا اور اپنی خادمہ زینب کو دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے کپی خالی کر کے واپس کر دی۔

زینب نے گھر آ کر کپی کو کھونٹی پر لٹکا دیا۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں جب آئی تو دیکھا کہ کپی گھی سے بھری ہوئی ہے یہاں تک اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ سمجھ کر کہ شاید زینب گھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر نہیں لے کر گئی ہے، اس لیے اس سے پوچھا: کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ یہ ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرو؟ زینب نے جواب میں کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے، اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلو۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا

---

[1] صحیح البخاري: ۲۶۳۰

[2] صحیح البخاري: ۲۲۹۴؛ صحیح مسلم: ۲۵۲۹؛ سنن أبي داود: ۲۹۲۶

اور خادمہ کو لے کر بارگاہِ نبوی میں تحقیقِ حال کے لیے حاضر ہوئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق کی کہ ہاں وہ لے کر آئی ہے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کپی تو ابھی تک بھری ہوئی ہے ، یہاں تک کہ اس سے گھی ٹپک رہا ہے۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَتَعْجَبِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، أَنَّ اللهَ أَطْعَمَكِ [1]

اُم سلیم! کیا تمھیں اس پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں کھلایا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان کی خدمت

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی آدمی آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو باری باری سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس کھانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن کسی کے پاس سے بھی کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ملی تو آپ نے عام اعلان کیا کہ ''کون ہے جو آج رات کے لیے اس مہمان کی خدمت کرے؟'' ایک انصاری صحابی (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) اٹھے اور مہمان کو ساتھ لے گئے۔ انھوں نے اپنی بیوی (حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا) سے پوچھا کہ کھانے کے لیے کوئی چیز ہے؟ تو بیوی نے جواب میں کہا کہ صرف اتنا کھانا ہے کہ بچوں کے لیے کافی ہوگا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب کھانا رکھ دو تو چراغ کو درست کرنے کے بہانے اٹھ کر اس کو بجھا دو۔ اس طرح مہمان تو کھانا کھا لے گا اور ہم یوں ہی اس کے ساتھ بیٹھے رہیں گے''۔ بیوی نے ایسا ہی کیا، چنانچہ وہ خود بھوکے رہے لیکن مہمان کو کھانا کھلایا۔ جب وہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمھارے رات کے عمل سے بہت خوش ہوا ہے''۔ چنانچہ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر ۵۹:۹) [2] ''وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں

---

[1] زرقانی، ج۷، ص۵۶۔۵۷؛ الوفاء، ص۲۸۱؛ البدایۃ والنہایۃ، ج۴، ص۴۹۱

[2] صحیح مسلم: ۲۰۵۴؛ صحیح البخاری: ۳۷۹۸، ۴۸۸۹؛ تفسیر طبری، تفسیر سورۃ الحشر ۵۹: ۹

خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شادی کے موقع پر ہدیہ بھیجنا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت زینبؓ بنت جحش سے شادی ہوئی تو حضرت اُم سلیمؓ نے اپنے بیٹے حضرت انسؓ کو بلا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آج شادی ہوئی ہے اور آپ کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ کہہ کر گھی کا ڈبہ لیا اور عمدہ کھجوروں، گھی اور ستو کو ملا کر کھانا بنایا اور مٹی کے برتن میں ڈال کر حضرت انسؓ کے ہاتھوں آپ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا اسلام بھی عرض کر دو۔ یہ کھانا بس دو بندوں کے لیے کافی تھا۔

حضرت انسؓ جب کھانا لے کر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور کچھ دیگر صحابہ کرامؓ کے نام لے کر کہا کہ ان کو بلاؤ۔ پھر فرمایا کہ مسجد اور راستے میں جو بھی ملے اُن کو بھی لے آؤ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو نہ ماننے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن کھانے کی کمی اور لوگوں کی کثرت پر حیران ضرور تھا۔ میں نے کھانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اپنی تین انگلیاں کھانے میں ڈبوئیں اور دعا کی۔ لوگوں نے حسب ارشاد کھانا شروع کیا، کھجوریں برابر بڑھتی رہیں اور گھی کے تو گویا چشمے پھوٹ پڑے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب گھر والوں سمیت سب لوگوں نے کھانا کھا لیا تو پھر بھی کھانا اتنا ہی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ میں نے اس کے بعد آپ کی زوجۂ محترمہ کو کھانا پیش کیا اور گھر لوٹ کر اپنی والدہ کو واقعہ سنایا، میرے تعجب پر میری والدہ نے کہا:

لَا تَعْجَبْ، لَوْ شَاءَ اللهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ كُلُّهُمْ لَأَكَلُوا [1]

حیران نہ ہو، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سے سب مدینہ والے بھی کھا سکتے تھے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر جن لوگوں کو بلایا، اُن کی تعداد تقریباً تین سو تھی۔ [2] دوسری روایت میں ہے کہ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت انس، ابوطلحہ اور اُم سلیم رضی اللہ عنہم نے بھی کھایا، جب کھانا پھر بھی بچ گیا تو پڑوسیوں کو ہدیہ کر دیا۔ [3]

بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کرنا

آپ ایک مرتبہ اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أُنَيْسٌ ابْنِي أَتَيْتُكَ بِهِ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللهَ لَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ ... [4]

یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا انس ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ آپ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے! چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: یا اللہ تعالیٰ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت فرما! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اس دعا کی برکت سے) میرا مال بہت زیادہ ہو گیا اور میرے بچے اور میرے بچوں کے بچے آج سو سے زائد ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے دین و دنیا کی تمام بھلائیوں کی دعا کی۔ [5] حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے دس سال تک

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۹۷

[2] صحیح مسلم: ۱۴۲۸

[3] أیضاً: ۲۰۴۰

[4] صحیح مسلم: ۲۴۸۱؛ سنن الترمذی: ۳۸۲۹؛ مسند أحمد: ۱۱۶۴۲

[5] صحیح البخاری: ۱۹۸۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔ [۱]

بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راز دانی کی تلقین

حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور مجھے کسی کام سے بھیجا۔ کام کی وجہ سے میں والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا تو انھوں نے پوچھا: ''تاخیر سے کیوں آئے ہو؟'' میں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام سے بھیجا تھا''۔ والدہ نے پھر پوچھا: ''کس کام سے؟'' جب میں نے ان سے کہا کہ راز کی بات ہے تو فرمایا:

لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا [۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز کبھی بھی کسی کو نہ بتاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر پر نماز کے لیے بلانا

ایک مرتبہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ہمارے گھر تشریف لا کر نماز پڑھیں تا کہ ہم اس جگہ کو نماز کے لیے مخصوص کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی اور اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک چٹائی لے کر اُس پر پانی چھڑکا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بچھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ [۳]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، تبرکات نبوی کو محفوظ کرنا

کتب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی محبت اور تبرکاتِ نبوی کو محفوظ کرنے کے کئی واقعات ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے

---

[۱] سنن الترمذی: ۳۸۳۳

[۲] صحیح مسلم: ۲۴۸۲؛ مسند أحمد: ۱۱۶۴۹، ۱۲۳۷۳، ۱۳۰۵۷

[۳] سنن النسائی، کتاب المساجد، باب الصلاۃ علی الحصیر

ہاں تشریف لائے، گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کھڑے کھڑے پانی پیا۔ فَقَطَعَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَ الْقِرْبَةِ فَهُوَ عِنْدَنَا [1] ''چنانچہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے اس مشکیزے کا منہ کاٹ کر رکھ دیا (کیونکہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ مبارک مَس ہوا تھا) چنانچہ وہ حصہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔''

صحیح مسلم ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ اُن کے لیے بستر بچھاتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر قیلولہ فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ کثرت سے آتا تھا، آپ اس کو خوشبو میں ملا کر شیشی میں ڈالتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: ''اُم سلیم یہ کیا ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي [2] ''یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔''

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا:

هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ [3]

یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ملاتی ہیں اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔

ایک اور روایت میں آپ کا یہ قول نقل ہے:

يَا رَسُولَ اللهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ أَصَبْتِ [4]

یا رسول اللہ! ہم اپنے بچوں کے لیے اس کی برکت کے امیدوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے درست کیا۔

صحیح بخاری اور سنن نسائی کی ایک روایت میں پسینے کے ساتھ بالوں کا بھی ذکر ہے:

إِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ، فَجَمَعَتْهُ فِي

---

[1] مسند أحمد: ۱۱۷۷۸، ۲۶۵۷۸، ۲۶۸۸۲

[2] مسلم: ۲۳۳۲؛ مسند أحمد: ۲۶۵۷۶

[3] صحيح مسلم: ۲۳۳۱؛ الإصابة، ج۸، ص۳۴۸

[4] صحيح مسلم: ۲۳۳۱؛ ابن سعد، ج۸، ص۴۴۷

قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ... [1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کا پسینہ اور جھڑے ہوئے بال لیے اور اس کو ایک شیشی میں جمع کیا اور سک (ایک قسم کی خوشبو) میں اس کو ملایا۔ آپ کے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قریب الوفات ہوئے تو وصیت کی کہ اس کے حنوط [2] میں اس خوشبو کو ملایا جائے، چنانچہ آپ کی وصیت پوری کی گئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈایا تو بالوں کا ایک حصہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو بطور تبرک عطا کیا۔ [3]

طلب علم کا شوق

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں رہتی تھیں، اس لیے اُن کے پاس آنا جانا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اُن کے پاس موجود تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں تشریف لے آئے تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ''آپ کا کیا خیال ہے جب ایک عورت خواب میں دیکھے کہ اس کا شوہر اس سے جماع کر رہا ہے کیا وہ غسل کرے گی؟'' حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں، تم نے تو عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رسوا کر دیا''۔ تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا:

إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ وَإِنَّا إِنْ نَسْأَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَمَّا أَشْكَلَ عَلَيْنَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ نَكُونَ مِنْهُ عَلَى عَمْيَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لأُمِّ سَلَمَةَ بَلْ أَنْتِ تَرِبَتْ يَدَاكِ نَعَمْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا وَجَدَتِ الْمَاءَ... [4]

اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا اور ہمیں اپنی مشکلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنا اس

---

[1] صحیح البخاری: ۶۲۸۱؛ سنن النسائی، کتاب الاستیذان، باب من زار قوماً فقال عندھم
[2] خوشبو جو مردے کو غسل دینے کے بعد اس کے بدن پر ملتے ہیں۔
[3] صحیح مسلم: ۱۳۰۵؛ مسند أحمد: ۱۳۲۷۳
[4] مسند أحمد: ۲۶۵۷۷،۲۵۹۶۴؛ صحیح البخاری: ۱۳۰؛ صحیح مسلم: ۳۱۰

سے بہتر ہے کہ ان کے بارے میں اندھے رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا: بلکہ تمھارے ہاتھ خاک آلود ہوں، پھر حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا: ہاں اگر وہ پانی دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی پانی آتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ہاں! اگر ایسا نہیں ہے تو) پھر بچہ ماں کے مشابہہ کیوں ہوتا ہے؟ عورتیں مردوں کا حصہ ہیں۔

ایک دن صبح صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات سکھایئے جن کو میں نماز میں پڑھا کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كَبِّرِى اللّٰهَ عَشْرًا وَسَبِّحِى اللّٰهَ عَشْرًا وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلِي مَا شِئْتِ يَقُولُ نَعَمْ نَعَمْ [1]

اللہ تعالیٰ کی دس مرتبہ تکبیر، دس مرتبہ تسبیح اور دس مرتبہ تحمید بیان کرو پھر جو چاہو مانگو، اللہ تعالیٰ کہے گا: ہاں میں دوں گا، ہاں میں دوں گا۔

عقل ودانش

آپ کی سیرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مناسب موقعوں پر مناسب اور بروقت اقدامات کیے۔ مزید یہ کہ آپ کی خدمات، زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو عقل و دانش کا وافر حصہ اور دین کا پختہ شعور حاصل تھا۔ آپ کے بارے میں ارباب سیر کی رائے ہے کہ

كَانَتْ مِنْ عُقَلَاءِ النِّسَاءِ [2] ''وہ صاحب عقل خواتین میں سے تھیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ پر شفقت

ایک دفعہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھیں۔ انجشہ نامی ایک غلام حُدی خوانی کر کے اونٹنی کو تیز تیز چلا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہم راہ

---

[1] سنن الترمذی: ۴۸۱؛ مسند أحمد: ۱۱۷۹۷

[2] الاستیعاب، دار الجبل، ج۴، ص ۱۹۴۰؛ أسد الغابۃ، ج۷، ص ۳۳۴

تھے، آپ نے انجشہ کو منع کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَنْجَشَةُ، رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ [1]

انجشہ! آبگینوں کو آرام سے لے کر چلو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ إِنِّي أَرْحَمُهَا، قُتِلَ أَخُوهَا مَعِي [2] ''میں اس پر رحم کرتا ہوں اس کے بھائی (حضرت حرام رضی اللہ عنہ بن ملحان، شہید بئر معونہ) میرے ساتھ شہید کیے گئے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے بیٹے سے خوش طبعی کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے ملنے جاتے تو اُن کے بیٹے ابو عمیر سے ہنسی مذاق فرمالیتے تھے۔ ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے گھر تشریف لے گئے تو ابو عمیر کو غمگین پایا۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے وجہ دریافت فرمائی تو انھوں نے بتایا کہ اس کی چڑیا مر گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از راہ شفقت ابو عمیر کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے:

يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ [3] ''ابو عمیر! تیری چڑیا کو کیا ہوا؟''

خدماتِ حدیث

آپ سے چودہ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔[4] آپ کے حلقۂ تلامذہ میں درج ذیل اصحاب شامل ہیں۔

حضرت انس بن مالک، عمرو بن عامر انصاری، حکیم بن عمرو انصاری، ابوامامہ بن سہل بن حنیف، عبایہ بن رفاعہ، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن،

---

[1] صحيح البخاري: ٦١٤٩، ٦٢٠٢؛ صحيح مسلم: ٢٣٢٣؛ مسند أحمد: ١١٧٥٥

[2] صحيح مسلم: ٢٤٥٥؛ صحيح البخاري: ٢٨٤٤

[3] مسند أحمد: ١٢٥٤٥؛ صحيح البخاري: ٦٢٠٣؛ سنن أبي داود: ٤٩٦٩

[4] سير أعلام النبلاء، ج٢، ص٣١١

حفصہ بنت سیرین[1] ،عبداللہ بن عباس اور عمرو بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہم[2]

رسول اللہ ﷺ کا آپ کو جنت کی بشارت دینا

آپ کی بے شمار خدمات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے زندگی میں ہی آپ کو جنت کی بشارت دی تھی۔ارشاد نبوی ہے:

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ[3]

میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں آہٹ کی آواز سنی تو میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا: یہ غُمیصا بنت ملحان، اُم انس بن مالک ہیں۔

وفات

آپ سن سولہ ہجری میں فوت ہوئیں۔[4]

❁ …… ❁ …… ❁

حضرت اُم سِنان رضی اللہ عنہا

آپ کا تعلق انصار کے قبیلے اسلم سے تھا۔آپ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد پر قبول اسلام اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔اپنی بیعت کا واقعہ اس طرح روایت کرتی ہیں:

جِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. فَبَايَعْتُهُ فَنَظَرَ إِلَى يَدِي فَقَالَ: مَا عَلَى إِحْدَاكُنَّ أَنْ تُغَيِّرَ أَظْفَارَهَا وَتَعْضُدَ يَدَهَا[5]

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئی ،جب بیعت کر کے

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۳۴۷

[2] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ج۴۷۱

[3] صحيح مسلم:۲۴۵۶؛ مسند أحمد:۱۱۵۴۴

[4] المنتظم، ج۴،ص۲۱۶

[5] الاستيعاب،دار الجبل، ج۴،ص۱۹۴۱؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۹۵؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۳۵

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ کو دیکھا تو فرمایا: تم پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے ناخن اور ہاتھ کا رنگ کچھ بدل ڈالو۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ اور عیدین کے لیے نکلا کرتی تھیں۔ [1]

غزوۂ خیبر میں شرکت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت اُم سنانؓ نے آکر اپنی خدمات پیش کیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا اور آپ کو ساتھ لے گئے۔ اس موقع پر آپ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو گفتگو ہوئی وہ درج ذیل ہے:

يَا رَسُولَ اللهِ أَخْرُجُ مَعَكَ فِي وَجْهِكَ هَذَا، أَخْرِزُ السِّقَاءَ وَأُدَاوِي الْمَرْضٰى وَالْجَرِيحَ إِنْ كَانَتْ جِرَاحٌ وَأَبْصُرُ الرَّحْلَ... [2]

یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ اس مشن میں نکلنا چاہتی ہوں، میں مشکیزے سیوں گی، مریضوں اور زخمیوں کا علاج معالجہ کروں گی، اور آپ کے پیچھے اسباب کی حفاظت کروں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی برکت سے نکلو، تمھاری کچھ اور سہیلیوں نے بھی مجھ سے بات کی ہے جن کو میں نے اجازت دے دی ہے، اُن میں تمھاری ہم قوم بھی ہیں اور کچھ دیگر خواتین بھی، اگر تم چاہو تو اپنی قوم کے ساتھ نکلو اور اگر چاہو تو ہمارے ساتھ نکلو۔ میں نے کہا: میں آپ کے ساتھ نکلنا چاہتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری زوجہ اُم سلمہؓ کے ساتھ ہو جاؤ۔ چنانچہ میں اُن کے ساتھ ہو کر گئی۔

مالِ غنیمت میں حصہ

جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؓ کو مال فئے میں سے فَدَک کی ایک چادر، ایک دھاری دار یمنی چادر، کئی مخملی چادریں، کچھ چاندی کے زیور، پیتل کا ایک برتن اور کچھ پتھر کے منکے عطا فرمائے اور جس اونٹ پر آپ سوار تھیں، وہ بھی عطا کر دیا۔ [3]

---

[1] الاستیعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۹۴۱؛ أعلام النساء، ج۲، ص۲۶۳

[2] ابن سعد، ج۸، ص۳۹۵

[3] کتاب المغازی، ج۲، ص۶۸۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اہلیہ کو سنوارنا

حضرت اُم سنان ؓ فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت صفیہ ؓ کے ساتھ شادی کے موقع پر میں بھی حاضر تھی۔ہم نے اُن کے سر میں کنگھی کی اور عطر لگایا۔جوانی کا حسن اُن کے جسم پر نمایاں تھا۔اس رات سے زیادہ خوشبو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک اُن کے پاس تشریف نہیں لائے ،ہم ساتھ بیٹھی رہیں۔جب ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لانے والے ہیں تو وہاں سے نکل گئیں۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس آئے تو وہ احتراماً کھڑی ہوگئیں جو ہم نے اُن کو سکھایا تھا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ساتھ رات گزاری تو ہم صبح صبح اُن کے پاس گئیں ،اُن کو لشکر سے دور لے جا کر پوشیدہ مقام پر قضائے حاجت اور غسل کرایا۔[1]

مانگنے سے شرم کرنا

آپ ؓ طبعاً خود دار خاتون تھیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت اُمت کے لیے بمنزلۂ باپ کے ہے لیکن آپ ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بغیر کسی شدید مجبوری کے کوئی چیز نہیں مانگتی تھیں۔ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي جِئْتُكَ عَلَى حَيَاءٍ، وَمَا جِئْتُكَ حَتَّى أُلْجِئْتُ مِنَ الْحَاجَةِ فَقَالَ:لَوِ اسْتَغْنَيْتِ لَكَانَ خَيْرًا لَكِ[2]

یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس (مدد طلب کرنے کے لیے) آئی ہوں اور مجھے مانگتے ہوئے شرم آرہی ہے۔لیکن میں تب آئی ہوں جب مجھے ضرورت نے مجبور کر دیا ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اب بھی بے نیازی کا مظاہرہ کرتی تو تمھارے لیے زیادہ اچھا ہوتا۔

---

[1] ابن سعد، ج۸،ص۳۰۶

[2] الإصابة، ج۵،ص۳۵۴؛ أسد الغابة، ج۷،ص۳۳۵

خدمات حدیث

آپ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ[1] اور آپ کی بیٹی شبیبۃ رضی اللہ عنہا بنت حنظلہ نے احادیث روایت کی ہیں۔[2]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم سُنبُلہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب اور دیگر کوائف سیرت وتاریخ کی کتابوں میں دستیاب نہیں ہیں۔

آپ اپنی کنیت اُم سنبلہ سے مشہور تھی۔ قبیلۂ اسلم سے آپ کا تعلق تھا۔

نواسے: سلیمان، زرعہ، محمد جو حصین بن سیاہ بن سوار کے بیٹے تھے۔

قبول اسلام: آپ نے ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیہ لے کر آنا

ایک دن حضرت اُم سنبلہ رضی اللہ عنہا دودھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو بدوؤں سے ہدیے لینے سے منع کر رکھا تھا، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ حضرت اُم سنبلہ رضی اللہ عنہا ابھی ادھر ہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم سنبلہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ ''یہ تیرے پاس کیا ہے؟'' حضرت اُم سنبلہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ''یہ دودھ ہے جو میں آپ کے لیے بطور ہدیہ لے کر آئی ہوں''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کہا کہ دودھ ڈالو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو انھوں نے باری باری دودھ پلایا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے تو بدوؤں سے ہدیہ لینے سے منع کیا تھا تو

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۳۵۴

[2] الاستیعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۹۴۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَائِشَةُ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ وَإِذَا دُعُوا أَجَابُوا فَلَيْسُوا بِالْأَعْرَابِ [1]

عائشہ! وہ (عام) بدو نہیں ہیں، وہ ہمارے دیہات کے لوگ ہیں اور ہم اُن کے شہر کے لوگ ہیں جب اُن کو دعوت دی گئی تو انھوں نے قبول کی، اس لیے وہ اَعرابی نہیں ہیں۔

ابن اثیرؒ اور ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم سنبلہؓ کا ہدیہ قبول کر کے اُن کو ایک وادی بطور جاگیر عطا کی۔ [2]

حضرت اُم عبد اللہ رضی اللہ عنہا

آپؓ حضرت شداد بن اَوس کی بہن تھیں۔

نام: نام کتبِ تاریخ میں دستیاب نہیں ہے۔ آپ اپنی کنیت اُم عبد اللہ سے مشہور ہیں۔

سلسلۂ نسب: اُم عبد اللہ بنت اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو، قبیلہ بنو مالک بن نجار سے آپ کا تعلق تھا۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا

ایک دفعہ سخت گرمی کے طویل دنوں میں حضرت اُم عبد اللہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اِفطاری کے وقت دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے جو دودھ لے کر گیا تھا تحقیق حال کے لیے سوالات کیے۔ اس نے آ کر حضرت اُم عبد اللہؓ کو بتایا تو حضرت اُم عبد اللہؓ نے کہلا بھیجا کہ ''یہ دودھ میری بکری کا ہے

---

[1] مسند أحمد: ٢٤٤٨٩؛ الاستيعاب، دار الجبل، ج٤، ص ١٩٤٢

[2] أسد الغابة، ج٧، ص ٣٣٦؛ الإصابة، ج٥، ص ٣٤٩

[3] أسد الغابة، ج١، ص ٣١٤، ج٧، ص ٣٤٨

جو میں نے اپنے مال سے خریدی ہے“۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ ہدیہ قبول فرمایا۔

اگلے دن حضرت اُم عبداللہ ؓ خود بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں نے آپ کی خدمت میں دودھ بھیجا تھا تا کہ سخت گرمی اور طویل دنوں میں آپ اس سے کمزوری دور کر کے کچھ طاقت حاصل کریں تو آپ نے اس شخص کو واپس کر دیا جو دودھ لے کر آیا تھا“۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِذَالِكَ أُمِرَتِ الرُّسُلُ، أَنْ لَا نَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا، وَلَا نَعْمَلَ إِلَّا صَالِحًا [۱]

انبیاؑ کو یہی حکم ہے کہ صرف پاک مال کھائیں اور نیک کام کریں۔(اسی لیے میں نے تحقیق حال کے لیے اس کو واپس بھیجا تھا)۔

خدماتِ حدیث

آپ ؓ سے حضرت حمزہ ؒ بن حبیب نے حدیث روایت کی ہے۔[۲]

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا

نام: نُسَیْبَہ بنت حارث

قبیلہ: آپ انصار کے قبیلے بنو مالک بن نجار سے تھیں۔

سات غزاوت میں شرکت کا اعزاز

حضرت اُم عطیہ ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان نثار صحابیہ تھیں۔آپ کو سات غزوات میں شرکت کا اعزاز حاصل ہے۔صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ میں آپ سے مروی ہے:

غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ، وَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحٰى وَأَقُومُ عَلَى الْمَرِيضِ [۳]

[۱] المعجم الکبیر: ۲۰۹۳۵؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۴۸

[۲] الاستیعاب، دار الجبل، ج۴، ص۱۹۴۵

[۳] صحیح مسلم: ۱۸۱۲؛ سنن ابن ماجه: ۲۸۵۶؛ سنن الدارمی: ۲۴۲۲

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا۔ میں مجاہدین کے لیے کھانا بناتی، اُن کے اسباب کی دیکھ بھال کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور مریضوں کی خدمت کرتی تھی۔

فدویت کا جذبہ

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار ہونے کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتی تھیں اور قول و فعل سے اس کا ثبوت بھی دیتی تھیں۔ صحیح بخاری میں ہے:

وَكَانَتْ لاَ تَذْكُرُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَداً إِلَّا قَالَتْ بِيْبِأً [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب بھی ذکر کرتی تو یہ ضرور کہتیں کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

صدقہ کی بکری میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر ہدیہ بھیجنا

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کی بکریوں میں سے ایک بکری حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کو دی۔ جب حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے اس کو ذبح کیا تو کچھ گوشت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کھانے کے لیے کچھ موجود ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ جو بکری آپ نے نُسیبہ رضی اللہ عنہا کو دی تھی، اس نے اس کا گوشت بھجوایا ہے، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا [2] ''لے آؤ، بے شک وہ اپنی جگہ کو پہنچ گئی ہے۔''

مراد یہ تھی کہ صدقہ حق دار کو پہنچ کر بطور ہدیہ ہمارے گھر آئی ہے اس لیے کسی تردُّد کی ضرورت نہیں ہے۔

---

[1] صحيح البخاري: ٣٢٤؛ مسند أحمد: ٢٠٢٦٥

[2] صحيح البخاري: ١٤٤٦، ١٤٩٤، ٢٥٧٩؛ صحيح مسلم: ١٠٧٦، مسند أحمد: ٢٦٧٥٦

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی تغسیل و تکفین کی خدمت

حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آ کر ہمیں حکم دیا کہ اُن کو طاق مرتبہ یعنی تین، پانچ یا اگر ضرورت محسوس کریں تو زیادہ مرتبہ غسل دینا اور غسل کے لیے پانی میں بیری استعمال کرنا اور آخری مرتبہ میں کافور استعمال کرنا اور جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔

جب ہم غسل سے فارغ ہوئیں تو تکفین کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجوع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ہماری طرف پھینک کر فرمایا کہ اس کو جسم سے لپٹا دو۔ فرماتی ہیں کہ ہم نے میت کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور اُن کو کمر کی طرف ڈال دیا۔ [1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ دیگر خواتین کی میتوں کو بھی غسل دینے کی خدمت سرانجام دیا کرتی تھیں۔ [2]

فضیلت

آپ کا شمار انصاریات کے صفِ اول کی خواتین میں ہوتا ہے۔ ابن اثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

كَانَتْ مِنْ كِبَارِ نِسَاءِ الصَّحَابَةِ [3]

وہ کبار صحابیات میں سے تھیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ فقیہہ صحابیات میں سے تھیں۔ [4]

خدمات حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چالیس احادیث روایت کی ہیں جن میں چھے پر

---

[1] صحيح مسلم: ٩٣٩؛ سنن أبي داود: ٣١٤٢؛ مسند أحمد: ٢٠٣٦٦

[2] الإصابة، ج٥، ص ٣١٥

[3] أسد الغابة، ج٧، ص ٣٥٦

[4] سير أعلام النبلاء، ج٢، ص ٣١٨

بخاری ومسلم متفق ہیں۔[1] آپ سے درج ذیل اصحاب نے احادیث روایت کی ہیں۔

محمد بن سیرین، حفصہ بنت سیرین، عبد الملک بن عمیر، علی بن اقمر، اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہم[2]

وفات

آپ تقریباً ستر ہجری تک زندہ رہیں۔[3]

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: نُسَیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم

آپ اپنی کنیت اُم عمارہ سے مشہور ہیں اور قبیلہ بنو مازن بن نجار سے تعلق تھا۔

ماں کا نام: الرباب بنت عبداللہ بن حبیب

شادی/اولاد: پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن عاصم بن عمرو مازنی سے شادی ہوئی، جن سے حضرت عبداللہ اور حضرت حبیب رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔ زید کے بعد حضرت غزیہ رضی اللہ عنہ بن عمرو سے شادی ہوئی جن سے تمیم اور خولہ پیدا ہوئیں۔

قبول اسلام: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ آنے سے پہلے مسلمان ہوئیں، اور بیعت لیلۃ العقبہ اور بیعت رضوان میں شریک رہیں۔

غزوات/اسفار: آپ رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحد، خیبر، حنین، یمامہ، بیعت رضوان، اور عمرۃ القضا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہیں۔[4]

---

[1] تهذيب الأسماء واللغات ج۲، ص۳۶۴

[2] الإصابة، ج۵، ص۳۱۵

[3] سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۳۱۸

[4] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۰

بیعت لیلۃ العقبہ میں شرکت کا اعزاز

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ بیعت عقبہ کے موقع پر ہم ستر مرد اور دو عورتیں، حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عدی، اُم منیع منیٰ کے قریب گھاٹی میں جمع ہوئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے بیعت کی۔ [1]

غزوۂ اُحد میں شجاعت

غزوۂ اُحد میں حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت غزیہ رضی اللہ عنہ بن عمرو کے ساتھ شریک ہوئیں۔ آپ نے اپنے ساتھ مشکیزہ لیا ہوا تھا جس سے زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ جب تک مسلمان غالب رہے، آپ یہی خدمت انجام دیتی رہیں۔ لیکن جب مسلمانوں کی شکست کے آثار نظر آنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرد گرد سے لوگ منتشر ہو گئے تو آپ میدان میں کود پڑیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آ کر تیر اور تلوار کے ذریعے دفاع کرتی رہیں۔ جب ابن قَمِیہ یہ چیختے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دکھاؤ، اگر وہ بچ گیا تو میری خیر نہیں ہے تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا بھی آگے بڑھیں۔ حضرت اُم عُمارہ رضی اللہ عنہا نے ابن قَمِیہ پر دو دفعہ تلوار سے وار کیا لیکن چونکہ وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا، اس لیے بچ نکلا۔ خود ابن قَمِیہ کے ہاتھ سے حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر گہرا زخم آیا۔ اس کے علاوہ آپ کو اس غزوہ میں تیرہ زخم لگے۔ آپ نے اپنی کمر کو ایک کپڑے سے باندھا ہوا تھا اور شدید لڑائی کے موقع پر بھی مردانہ وار لڑتی رہیں۔ [2]

جب چند لوگوں کے علاوہ سب لوگ بھاگ گئے تو حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹے اور شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں جان لڑا رہے تھے۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کے

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۱۸۷

[2] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۰۔۴۴۱؛ زرقانی، ج۲، ص۴۳۰؛ ابن هشام، ج۲، ص۸۲

پاس ڈھال بھی نہیں تھی اور سواری بھی نہیں تھی۔ اس لیے گھوڑ سواروں کے ساتھ مقابلہ بڑا مشکل ہو رہا تھا۔ آپؓ نے ایک بھاگنے والے سے ڈھال لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرنے لگیں۔ آپ تمنا کرتیں کہ: ''کاش! کافر ہمارے جیسے پیدل ہو جائیں تو ہم اُن کو مزہ چکھائیں۔'' اتنے میں ایک گھوڑ سوار نے آپؓ کے قریب آ کر آپؓ پر حملہ کیا جو آپؓ نے اسے اپنی ڈھال پر روک لیا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے گھوڑے کے پاؤں پر ضرب لگائی جس سے وہ گر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو آپؓ کے بیٹے کو آپ کی مدد کے لیے پکارا، جن کی مدد سے آپؓ نے اس کافر کو جہنم واصل کر دیا۔[1]

زُرقانیؒ نے لکھا ہے کہ آپ اپنے جسم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے بطور ڈھال استعمال کرتی تھیں تاکہ دشمن کے تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ لگیں۔[2]

زخمی بیٹے کو دوبارہ محاذ جنگ پر بھیجنا، خود اپنے بیٹے کا بدلہ لینا

غزوۂ اُحد کے موقع پر آپ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن زید کو کسی مشرک کے ہاتھوں سخت زخم آیا۔ جس کا خون رک نہیں رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اپنے زخم پر پٹی باندھ لو۔ حضرت اُم عمارہؓ کے پاس چونکہ مرہم پٹی موجود تھی، اس لیے خود ہی اپنے بیٹے کی مرہم پٹی کی، پھر اُس سے مخاطب ہو کر کہا: ''پیارے بیٹے! اٹھو اور دشمن سے لڑو''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس منظر کو دیکھ کر فرمایا:

وَمَنْ يُطِيقُ مَا تُطِيقِينَ يَا أُمَّ عُمَارَةَ؟...... اِسْتَقَدْتِ يَا أُمَّ عُمَارَةَ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ظَفَّرَكِ وَأَقَرَّ عَيْنَكِ مِنْ عَدُوِّكِ، وَأَرَاكِ ثَأْرَكِ بِعَيْنِكِ[3]

اُم عمارہ! تمھاری جتنی طاقت اور کس میں ہے؟ اسی اثنا میں وہ شخص بھی آیا جس نے حضرت اُم عمارہؓ کے بیٹے کو زخمی کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو اس کی طرف اشارہ

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۱

[2] زرقانی، ج۲، ص۴۳۱

[3] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۱؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۰، کتاب المغازی، ج۱، ص۲۷۱

کر کے آپ کو بتایا کہ اسی نے تمھارے بیٹے کو مارا ہے۔ آپ نے اٹھ کر اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اُم عمارہ! تم نے تو بدلہ لے لیا۔ پھر جب اس کو قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہے جس نے تمھیں کامیابی دی اور تمھارے دشمن پر تمھاری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور تمھیں تمھارے مجرم کا انجام دکھا دیا۔

حوصلہ مندی/غزوۂ حمراء الاسد کی تیاری

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا حوصلہ مند خاتون تھیں۔ آپ اگر چہ غزوۂ اُحد میں بری طرح زخمی ہو چکی تھیں لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حمراء الاسد کی طرف جانے کو کہا تو آپ بھی تیار ہو گئیں اور اپنے کپڑے باندھ کر جانے لگیں لیکن چونکہ خون کافی بہہ چکا تھا اس لیے نہ جا سکیں۔ زخم اتنے شدید تھے کہ آپ صبح تک اُن کو ٹکورتی رہیں۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی خیریت معلوم کرنا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمراء الاسد سے واپس آ گئے تو گھر جانے سے بھی پہلے حضرت عبداللہ بن کعب مازنی رضی اللہ عنہ کو حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ آپ کی خیریت کی خبر لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے۔ [2]

خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنے دور خلافت میں آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ [3]

بیعت رضوان کے موقع پر آپ کی جرأت

بیعت رضوان کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادتِ عثمان کا بدلہ لینے کے لیے

---

[1] سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۷۹؛ ابن سعد، ج۸،ص۴۴۱

[2] ابن سعد، ج۸،ص۴۴۱؛ کتاب المغازی، ج۱،ص۲۷۰

[3] ابن سعد، ج۸،ص۴۴۲؛ أسد الغابۃ، ج۷،ص۳۶۰؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۲۸۱

مسلمانوں سے بیعت لے رہے تھے تو مسلمانوں کے پاس اپنی حفاظت کے لیے بس تھوڑا بہت اسلحہ تھا کیونکہ وہ تو عمرہ کی نیت سے نکلے تھے۔ حضرت غزیہؓ بن عمرو نے تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی تھی، حضرت اُم عمارہؓ نے بھی چھری کمر کے ساتھ باندھی ہوئی تھی اور خیمے کی لکڑی ہاتھ میں لی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھیں کہ اگر کوئی میرے قریب آیا تو اِس سے اُس کو قتل کر دوں گی۔ [1]

قرنِ اول کی خواتین کی یہ نمایاں صفت تھی کہ وہ مشکل اوقات میں مردوں پر بوجھ بنے بغیر اپنے دفاع کا بندوبست خود ہی کر لیا کرتی تھیں۔ خواتین کو آج بھی اس حوالے سے خود انحصاری کی تربیت کی ضرورت ہے۔

غزوۂ خیبر میں شرکت اور مالِ غنیمت میں حصہ

آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خیبر میں شریک رہیں۔ خیبر کے قلعوں میں ایک الصعب بن معاذ کا تھا جس میں موتیوں کے ہار مدفون تھے۔ جب وہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اُن میں سے ایک ہار، ایک کمبل، ایک یمنی چادر اور دو دینار عطا کیے۔ [2]

غزوۂ حنین کے موقع پر بہادری

غزوۂ حنین کے موقع پر جب لوگ ہر طرف سے بھاگ رہے تھے تو آپؓ چار دیگر خواتین سمیت ثابت قدم رہیں۔ آپؓ کے ہاتھ میں تلوار اور حضرت اُم سلیمؓ کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ خواتین بھاگنے والوں کو برا بھلا کہہ رہی تھیں: ''واپس آ جاؤ، کیوں بھاگ رہے ہو؟'' ہوازن کا ایک علم بردار بڑے اونٹ پر سوار مسلمانوں کا پیچھا کر رہا تھا۔ حضرت اُم عمارہؓ نے اس کے اونٹ کے ٹخنوں پر وار کر کے گرا دیا۔ پھر دیگر خواتین کے

---

[1] کتاب المغازی، ج۲، ص۶۰۳

[2] أیضاً، ص۶۸۸

ساتھ اس کو تلوار سے مار دیا اور اس کی تلوار بھی قبضہ میں لے لی۔ [1]

جنگ یمامہ میں شرکت

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے جنگِ یمامہ میں بھی شرکت کی جس میں اُن کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اس کے علاوہ بھی اُن کو گیارہ زخم آئے۔ [2]

امام سُہیلیؒ نے لکھا ہے کہ لوگ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے مریضوں کو لاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنا کٹا ہوا ہاتھ اُن سے مس کرتیں اور دعا کرتیں جس کی برکت سے وہ ٹھیک ہو جاتے تھے۔ [3]

اس جنگ میں آپ رضی اللہ عنہا نے کوشش کی کہ خود مسیلمہ کذاب کو قتل کریں لیکن آپ رضی اللہ عنہا کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ نے اس کو جہنم واصل کر دیا تھا۔ بلاذریؒ نے لکھا ہے:

وَقَاتَلَتْ نُسَيبَةُ يَومَ الْيَمَامَةِ. فَقُطِعَتْ يَدُهَا وَهِيَ تُرِيدُ مُسَيلَمَةَ لِتَقْتُلَهُ... فَسَجَدَتْ شُكْراً لِلّٰهِ [4]

نُسیبہ نے یمامہ کے دن جنگ میں حصہ لیا، اس جنگ میں ان کا ہاتھ کٹ گیا۔ وہ مسیلمہ کو قتل کرنے لیے بڑھ رہی تھیں۔ فرماتی ہیں: جب میں تمام رکاوٹوں کو دور کر کے اس خبیث کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ میرا بیٹا عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ اس کے کپڑوں سے اپنی تلوار کو صاف کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم نے اس کو قتل کر دیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ شکر ادا کیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کی فضیلت، جنت میں رفاقت نبوی کی دعا

غزوۂ اُحد کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا زخم دیکھا تو

---

[1] كتاب المغازي، ج۳، ص۹۰۳

[2] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۲؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۶۰؛ سير أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۱

[3] الروض الأنف، ج۲، ص۲۶۶

[4] أنساب الأشراف، مصر، ج۱، ص۳۲۵؛ كتاب المغازي، ج۱، ص۲۶۹

اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید کو مخاطب کر کے فرمایا:

أُمُّكَ ، أُمُّكَ اعْصِبْ جُرْحَهَا ، بَارَكَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ مَقَامُ أُمِّكَ خَيْرٌ مِنْ مَقَامِ فُلَانٍ وَفُلَانٍ...رَحِمَكُمُ اللهُ أَهْلَ الْبَيْتِ... أُدْعُ اللهَ أَنْ نُرَافِقَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِي فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ مَا أُبَالِي مَا أَصَابَنِي مِنَ الدُّنْيَا [۱]

اپنی ماں کے پاس جاؤ، اُن کے زخم پر پٹی باندھو۔ اللہ تعالیٰ تم گھر والوں پر برکت نازل فرمائے۔ تمھاری ماں کا مقام فلاں اور فلاں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تم گھر والوں پر رحمت نازل فرمائے۔ تمھارے سوتیلے باپ کا مقام فلاں اور فلاں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تم گھر والوں پر رحمت نازل فرمائے۔ حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ ہمیں جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! ان کو جنت میں میرے رفیق بنا دے۔ یہ سن کر حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دنیا میں مجھے جو بھی تکلیف پہنچی، اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت، روزوں سے شغف

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو آپ نے کھانا پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمایا اور آپ سے بھی کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے جذبے کو سراہتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا وَرُبَّمَا قَالَ حَتَّى يَشْبَعُوا [۲]

روزہ دار پر فرشتے سلام بھیجتے رہتے ہیں جب اس کے پاس کوئی کھا رہا ہو جب تک وہ فارغ نہ ہو جائے یا سیر نہ ہو جائے۔

---

[۱] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۲؛ سیر أعلام النبلاء، ج۲، ص۲۸۱؛ کتاب المغازی، ج۱، ص۲۷۳

[۲] سنن الترمذی: ۷۸۵؛ سنن الدارمی: ۱۷۳۸؛ مسند أحمد: ۲۶۹۲۶

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاں قدر و منزلت

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کہیں سے چادریں آئیں جن میں ایک عمدہ اور بڑی قیمتی چادر بھی تھی۔ لوگوں نے کہا چونکہ یہ نہایت قیمتی چادر ہے اس لیے یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دی جانی چاہیے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی فرمائش کے برعکس فرمایا کہ "میں یہ چادر اُس کے پاس بھیجوں گا جو اِس سے زیادہ اِس کا حق دار ہے اور وہ اُم عمارہ رضی اللہ عنہا نسیبہ بنت کعب ہے۔" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُحد کے دن سنا ہے:

مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي [1]

میں نے دائیں یا بائیں جدھر بھی دیکھا تو اس کو اپنی طرف سے جنگ کرتے دیکھا۔

خدمات حدیث

آپ رضی اللہ عنہا سے دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ [2] آپ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ یہ ہیں۔ حارث بن عبداللہ بن کعب، لیلیٰ [3] انس بن مالک، محمد بن سیرین، حفصہ بنت سیرین، عبدالملک بن عمیر، اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ، علی بن الاقمر، اُم شراحیل رضی اللہ عنہم [4]

وفات

آپ رضی اللہ عنہا سن چودہ ہجری میں فوت ہوئیں۔ [5]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۲؛ زرقانی، ج۲، ص۴۳۰۔۴۳۱؛ کتاب المغازی، ج۱، ص۲۷۱

[2] جوامع السیرہ، ص۲۹۷

[3] الإصابة، ج۵، ص۳۶۸

[4] تهذيب التهذيب، ج۱۲، ص۴۵۵

[5] المنتظم، ج۴، ص۱۸۹

حضرت اُم مالک رضی اللہ عنہا

قبیلہ: بہزیہ/انصاریہ۔ دیگر کوائف گوشۂ گمنامی میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیہ بھیجنے کا اہتمام کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آپ کے ہدیہ بھیجنے اور اس کے عدم قبولیت کے خدشے کی وجہ سے فکرمند ہونے کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے درج ذیل روایت لکھی ہے کہ حضرت اُم مالکؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گھی کی ایک کپی لے کر حاضر ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو کپی خالی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت بلالؓ نے کپی نچوڑ کر آپؓ کو واپس کردی۔ جب آپ نے کپی اٹھائی تو دیکھا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا:

نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ ...وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ عَصَرْتُهَا حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَنِيئًا لَكِ يَا أُمَّ مَالِكٍ هَذِهِ بَرَكَةٌ، وَاللهُ عَجَّلَ ثَوَابَهَا ثُمَّ عَلَّمَهَا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ سُبْحَانَ اللهِ عَشْرًا، وَالْحَمْدُ لِلهِ عَشْرًا، وَاللهُ أَكْبَرُ عَشْرًا [1]

یا رسول اللہ! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا ہوگیا ہے، اُم مالکؓ؟ آپؓ نے عرض کیا: آپ نے ہمارا ہدیہ ہمیں واپس کردیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو بلا کر ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں نے تو کپی کو اتنا نچوڑا کہ مجھے شرم آئی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم مالکؓ کو فرمایا: اُم مالک! تمھیں مبارک ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے، اللہ تعالیٰ نے (تمھارے ہدیے کا) بدلہ جلدی دے دیا ہے۔ پھر ان کو یہ وظیفہ سکھایا کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

---

[1] المعجم الكبير: ٢٠٨٥٩؛ الإصابة، ج٥، ص٣٨٨؛ أسد الغابة، ج٧، ص٣٧٩

صحیح مسلم اور مسند کی روایت میں ہے کہ وہ کپی حضرت اُم مالک رضی اللہ عنہا کے پاس رہی۔ جب کبھی آپ کے بیٹے آپ سے سالن مانگتے اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اس کپی میں گھی مل جاتا۔ جب تک اس کو نچوڑا نہیں، وہ برابر گھر کے سالن کا کام کرتی رہی۔ ایک دن اس کو نچوڑ دیا جس سے گھی ختم ہوگیا۔ جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تم نے اس کو نچوڑا ہے؟'' آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اس کو نہ نچوڑتی تو اس میں ہمیشہ گھی رہتا۔''[1]

خدمات حدیث

آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔[2] آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرت جابر بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن سابط اور عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[3]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم مُنذِر رضی اللہ عنہا

نام ونسب: سلمٰی بنت قیس بن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم

حضرت سَلیط رضی اللہ عنہ بن قیس جو کہ بدری صحابی تھے، آپ کے بھائی تھے۔

ماں کا نام: رَغیبہ بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار

قیس بن صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی شوہر جبکہ منذر بیٹے تھے۔

قبیلہ: بنو عدی بن نجار سے تعلق تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں زاد بھائی لگتے تھے۔

---

[1] صحيح مسلم: ٢٢٨٠؛ مسند أحمد: ١٤٣٣٠، ١٤٢٥٤؛ البداية والنهاية، ج٤، ص٥٠٩

[2] الاستيعاب، دار الجبل، ج٤، ص١٩٥٦

[3] الإصابة، ج٥، ص٣٨٨

قبول اسلام

آپ مدنی دور کے اوائل میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بیعت رضوان میں بھی شریک ہوئیں۔ [1]

بیعت

جو خواتین اسلام قبول کرنا چاہتیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے چند بنیادی باتوں پر بیعت لیتے تھے۔ حضرت اُم منذرؓ کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ انھوں نے آپ سے بیعت کی۔ اپنی بیعت کے بارے میں فرماتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیگر خواتین کے ساتھ اِن باتوں پر بیعت کی:

أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيَهُ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ، وَلَا نَغْشُشَ أَزْوَاجَنَا... [2]

ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور جھوٹا بہتان نہیں باندھیں گی، نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی اور اپنے شوہروں کو دھوکہ نہیں دیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ بیعت لی، جب ہم لوٹیں تو میں نے ایک عورت سے کہا کہ واپس جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو کہ اپنے شوہروں سے دھوکے کا کیا مطلب ہے؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اپنے شوہروں سے دھوکے کا مطلب یہ ہے) کہ اُن کا مال لے کر تم دوسروں کو ہدیہ دو۔

داعی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی مرتضیٰؓ کو ہمراہ لے کر حضرت اُم منذرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت اُم منذرؓ کے گھر میں کھجور کے شگوفے لٹکے ہوئے تھے۔

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۴۴۴؛ الإصابة، ج۵، ص۳۹۰؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۵۰

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۵۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سے کھانے لگے، حضرت علیؓ نے بھی کھانا شروع کر دیا لیکن چونکہ وہ انھی دنوں بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے اور بیماری کی کمزوری ابھی باقی تھی۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو منع فرمادیا کہ یہ تمھارے لیے درست نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ رک گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمائیں۔

اس کے بعد حضرت اُم منذرؓ نے چقندر اور جو سے کھانا بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ کھالو، یہ تمھارے لیے مفید ہے۔ [۱]

حضرت ریحانہؓ کی دیکھ بھال

امام ابن جریر طبریؒ اور دیگر ائمۂ سیرت کی روایت ہے کہ جب بنوقریظہ کو قید کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ریحانہؓ کو حضرت اُم منذرؓ کے گھر بھیج دیا۔ جہاں وہ ایک مہینے تک رہیں۔ [۲] مہینہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ریحانہؓ کے پاس تشریف لائے۔ [۳]

حضرت اوسؓ بن صامت کی مدد

حضرت اوسؓ بن صامت پر جب کفارۂ ظہار واجب ہوگیا تو ان کی بیوی حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت اوسؓ مفلس آدمی ہیں، کفارہ نہیں دے سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کہا کہ اوس کو کہو کہ اُم منذر کے پاس جا کر ان سے کھجوریں لیں اور صدقہ کریں۔ چنانچہ حضرت اوسؓ نے جا کر حضرت اُم منذرؓ سے کھجوریں لے کر صدقہ کر دیں۔ [۴]

---

[۱] سنن أبي داود: ۳۸۵۶؛ سنن ابن ماجه: ۳۴۴۲؛ مسند أحمد: ۲۶۵۱۱

[۲] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائی طور پر حضرت ریحانہؓ کو ان کی قوم کے ایک صاحب علم آدمی حضرت ثعلبہؓ بن سعیہ کے حوالے کیا، جہاں وہ ان کی دعوت سے مسلمان ہوئیں۔ اس کے بعد عدت گزارنے کے لیے اُن کو حضرت اُم منذرؓ کے گھر پر رہنے کا حکم دیا۔

[۳] البداية والنهاية، ج۴، ص۲۹۴؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۲۵۲؛ ابن سعد، ج۸، ص۳۱۱

[۴] ابن سعد، ج۸، ص۴۲۹

خدمات حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار احادیث روایت کی ہیں۔[1] آپؓ سے یعقوب بن ابی یعقوب نے احادیث روایت کی ہیں۔[2]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت اُم ورقہ رضی اللہ عنہا

نام: آپؓ کا نام کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے، آپ کنیت سے ہی مشہور ہیں۔

سلسلۂ نسب: اُم ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل

قبیلہ: کتب سیر میں بس اتنی تصریح ہے کہ آپ انصاریہ تھیں۔ ابن سعدؒ نے بنو مالک بن نجار کے ضمن میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

قبول اسلام: آپ نے مدینہ میں اسلام قبول کیا اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔

امتیاز: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو زندگی میں ہی شہیدہ کا خطاب دیا تھا اور آپ کو عورتوں کے لیے امام مقرر کیا تھا کیونکہ آپ نے قرآن کریم حفظ کیا ہوا تھا۔[3]

شوقِ شہادت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر کے لیے جانے لگے تو حضرت اُم ورقہؓ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ امام احمدؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جمعہ کے دن آپ کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ غزوۂ بدر کے دن آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے عرض کیا:

---

[1] جوامع السیرۃ، ص ۲۹۱

[2] الاستیعاب، دار الجبل، ۴، ص ۱۹۶۲

[3] تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۴۸۲؛ الإصابة، ج ۵، ص ۳۹۴؛ ابن سعد، ج ۸، ص ۴۶۰

أَتَأْذَنُ فَأَخْرُجُ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ وَأُدَاوِي جَرْحَاكُمْ لَعَلَّ اللهَ يُهْدِي لِي شَهَادَةً قَالَ قَرِّي فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُهْدِي لَكِ شَهَادَةً قَرِّي فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُهْدِي لَكِ شَهَادَةً...[1]

مجھے اجازت دیجیے کہ آپ کے ساتھ بدر کی طرف نکلوں، میں وہاں آپ کے ساتھی مریضوں کا علاج کروں گی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تم ٹھیر جاؤ اللہ تعالیٰ تمھیں شہادت عطا فرمائے گا۔ آپ نے ایک غلام اور لونڈی کو مدبر (وہ غلام یا لونڈی جس کے متعلق آقا یہ کہے کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہوگا) بنایا تھا۔ ان کو آپ کی زندگی طویل معلوم ہوئی، لہٰذا آپ کو ایک کمبل میں لپیٹ کر گلہ گھونٹا، جس سے آپ شہید ہو گئیں۔ واردات کے بعد غلام لونڈی دونوں بھاگ گئے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے آتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چلو شہیدہ کی زیارت کو چلیں۔ کوئی ان کے قاتلوں کو پناہ نہ دے اور اگر کسی کو ملیں تو ہمارے پاس لے آئے، چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آپ کے پاس لائے گئے۔ آپ نے ان کو سزا کے طور پر سولی پر چڑھا دیا۔ یہ پہلے لوگ تھے جن کو مدینے میں سولی پر چڑھایا گیا۔

گھر والوں کی اِمامت

آپ نے قران کریم حفظ کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو گھر والوں کا امام مقرر کیا ہوا تھا اور آپ کے لیے ایک مؤذن بھی مقرر فرمایا تھا۔ آپ حسب فرمان نبوی گھر والوں کو نماز پڑھایا کرتی تھیں۔[2]

خدمات حدیث

آپ سے دو احادیث مبارکہ مروی ہیں۔[3] عبدالرحمٰن بن خلاد آپ کے شاگردوں

---

[1] مسند أحمد: ٢٦٧٣؛ سنن أبي داود: ٥٩١؛ الإصابة، ج٥، ص ٣٩٤

[2] سنن أبي داود: ٥٩١؛ مسند أحمد: ٢٦٧٣٩؛ تهذيب التهذيب، ج١٢، ص ٤٨٢

[3] جوامع السيرة، ص ٢٨٩

میں سے ہیں۔ [1]

سن شہادت

آپ بیس ہجری کو شہید ہوئیں۔ [2]

زوجہ جُلَیبیب رضی اللہ عنہا

نام: آپ کا نام کتبِ تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ شوہر کی نسبت ہی سے مشہور ہے۔
قبیلہ: انصار کے کسی امیر گھرانے سے آپ کا تعلق تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کو والدین کی پسند پر ترجیح دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے لیے مدینے کے ایک کھاتے پیتے گھرانے میں ایک لڑکی کے والد کو نکاح کا پیغام دیا۔ لڑکی کے والد نے کہا کہ "میں اس کی والدہ سے مشورہ کر کے جواب دوں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ٹھیک ہے"۔ جب اس نے جا کر اپنی بیوی سے مشورہ کیا تو بیوی نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلیبیب کے سوا کوئی نہیں ملا (کیونکہ ان کی ظاہری شکل و صورت قابل رشک نہیں تھی)۔ ہم نے تو فلاں فلاں اچھے اچھے رشتے چھوڑے ہیں!"

لڑکی پردے کے پیچھے سے یہ باتیں سن رہی تھی۔ جب لڑکی کا والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینے کے لیے جانے لگا تو لڑکی نے اُن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

أَتُرِيدُونَ أَنْ تَرُدُّوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ إِنْ كَانَ قَدْ رَضِيَهُ لَكُمْ فَأَنْكِحُوهُ فَكَأَنَّهَا جَلَّتْ عَنْ أَبَوَيْهَا وَقَالَا صَدَقْتِ... [3]

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۳۹۴
[2] المنتظم، ج۴، ص۳۰۵
[3] مسند أحمد: ۱۱۹۸۵

کیا تم چاہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو انکار میں جواب دو! اگر رسول اللہ ﷺ نے اس (جلیبیب) کو آپ کے لیے (بطور داماد) پسند کیا ہے تو اس سے (میرا) نکاح کر دو۔ (راوی کا بیان ہے) گویا لڑکی اپنے والدین سے مرتبے میں آگے بڑھ گئی۔ والدین نے بھی لڑکی کی بات کی تائید کی۔ چنانچہ لڑکی کا والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اگر آپ ﷺ نے اس رشتے کو پسند کیا ہے تو ہمیں بھی پسند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مجھے یہ پسند ہے پھر لڑکی کی شادی حضرت جلیبیبؓ سے کر دی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لڑکی کا گھرانہ مدینے کے امیر گھرانوں میں سے تھا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

باب سوم

متفرق صحابیاتؓ، حیات وخدمات اور داعیانہ کردار

ارشادِ باری تعالیٰ

﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ (الحدید ۵۷:۱۰)

آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ زمین وآسمانوں کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے۔تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی اُن لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے۔اُن کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگر چہ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا

آپؓ عتبہ بن ابی لہب یا بنو ہلال کے کسی فرد کی باندی تھیں۔[1] کتب سیرت و تاریخ میں آپ کے دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

آپؓ کی فضیلت

آپ ہی کی برکت سے شریعت کے تین احکام جاری ہوئے۔جن کی وجہ سے آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

حضرت بریرہؓ کی وجہ سے تین سنتیں جاری ہوئیں، حضرت عائشہؓ نے اُن کو خرید کر آزاد کرنا چاہا تو ان کے اہل نے کہا کہ ان کا حق ولایت ہمیں حاصل رہے گا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو شرط لگا لو لیکن حق ولایت پھر بھی اسی کے لیے ہوگا جو آزاد کرے گا''۔ جب وہ آزاد کی گئی تو اُن کو اختیار دیا گیا کہ چاہے تو اپنے شوہر کے ساتھ رہے اور چاہے تو جدائی اختیار کرے۔اور ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو اُن کے ہدیے کے بارے میں فرمایا: هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا، وَهَدِيَّةٌ لَنَا[2] ''یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے''

متوقع حاکم کو نصیحت

اس کے باوجود کہ آپ باندی رہ چکی تھیں، آپ دور اندیش، صاحب بصیرت اور جرأت مند خاتون تھیں۔عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ میں اِمارت ملنے سے پہلے حضرت بریرہؓ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔ایک دن انھوں نے فرمایا: عبدالملک! میں تم میں

---

[1] تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۴۰۳

[2] صحیح البخاری: ۵۴۳۰

اِمارت ملنے کے لائق کچھ خصلتیں دیکھتی ہوں اگر تمھیں یہ ذمہ داری سونپ دی جائے تو خون ریزی سے بچنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْفَعُ عَنْ بَابِ الْجَنَّةِ، بَعْدَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا بِمِحْجَمَةٍ مِنْ دَمِ مُسْلِمٍ يُهْرِيقُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ [1]

آدمی جنت کو دیکھ لے گا لیکن اس کے بعد اس کو دروازے سے واپس کر دیا جائے گا، اس آلہ قتل کے سبب جس سے اس نے کسی مسلمان کا ناحق خون بہایا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیہ بھیجنا

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی محبت کرتی تھیں کہ اگر صدقے میں بھی کہیں سے گوشت مل جاتا تو وہ اس کو آپ کی خدمت میں بھیج دیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا جس میں گوشت نہیں تھا، آپ نے گھر والوں سے پوچھا: ''کیا گھر میں کوئی گوشت نہیں ہے؟'' گھر والوں نے بتایا کہ ''بریرہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے صدقے میں گوشت دیا ہے (جو اس نے ہمیں ہدیہ کیا ہے) وہ موجود ہے لیکن آپ صدقے کا گوشت نہیں کھاتے (اس لیے ہم نے پیش نہیں کیا)۔'' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا، وَهَدِيَّةٌ لَنَا [2]

وہ بریرہ کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ (اس لیے ہمارے لیے اس کا کھانا جائز ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدمِ اِطاعت سے اجتناب

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خرید کر آزاد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو آپ کے شوہر حضرت مُغِیث رضی اللہ عنہ (جو ایک حبشی غلام تھے) کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیا۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھیں، لہٰذا اُن سے جدائی

---

[1] الإصابة، ج۵، ص۱۷۹؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۸؛ الاستيعاب، ج۴، ص۲۵۰

[2] صحيح البخاری: ۵۰۹۷، ۵۴۳۰، ۵۲۹۷؛ صحيح مسلم: ۲۷۶۸؛ سنن الدارمی: ۲۲۸۹

اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ حضرت مغیث رضی اللہ عنہ غم کے مارے رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے اُن کے بارے میں سفارش کی۔ چونکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا مغیث کو بالکل ناپسند کرتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو بھی رد نہیں کرنا چاہتی تھیں، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ أَتَأْمُرُنِي بِذٰلِكَ ؟ ''یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم دے رہے ہیں؟'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں حکم نہیں دے رہا ہوں بلکہ مشورہ دے رہا ہوں اور آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدم اطاعت نہیں ہے تو اپنے اختیار کے حق کو استعمال کیا اور حضرت مغیث رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہوگئیں۔ [1]

اس واقعے میں اطاعت کے جذبے کے ساتھ ساتھ سمجھ داری کی بھی بہت عمدہ مثال ہے۔

واقعۂ اِفک کے موقع پر گواہی

جب منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طوفانِ بدتمیزی کھڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی رائے بھی معلوم کرنا چاہی، جس کے جواب میں انھوں نے کہا: ''نہیں! جس ذات نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے اُن میں سوائے اِس کے کوئی عیب نہیں دیکھا کہ چونکہ وہ کم عمر ہیں اس لیے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں جس کو بکری کھا جاتی ہے''۔ [2]

صحیحین میں ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا تو صحابہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچ سچ کہو۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا:

سُبْحَانَ اللهِ، وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ

---

[1] صحيح البخاري: ٥٢٨٣؛ سنن أبي داود: ٢٢٣١؛ سنن ابن ماجه: ٢٠٧٥؛ سنن الدارمي: ٢٢٩٢

[2] صحيح البخاري: ٢٦٦١؛ صحيح مسلم: ٢٧٧٠

الأَحْمَرِ [1]

سبحان اللہ! میں ان کو ایسا جانتی ہوں جیسے سنار سونے کی سرخ ڈلی کو جانتا ہے۔

مرض وفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض وفات جب شدت اختیار کر گئی تو حکم دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ تھوڑی دیر بعد جب کچھ سکون آیا تو فرمایا کہ کوئی مجھے سہارا دینے کے لیے آجائے۔ چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک اور شخص نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہارا دیا۔ آپ اُن کے سہارے مسجد تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کر کے اُن کے ایک جانب بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔ [2]

خدماتِ حدیث

آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عروہ رحمہ اللہ، عبداللہ بن محیریز رحمہ اللہ، عبدالملک بن مروان شامل ہیں۔ [3]

حضرت حسانہ رضی اللہ عنہا

آپ کی زندگی کا ایک واقعہ کتب تاریخ میں ملتا ہے جو درج ذیل ہے۔

ایک دفعہ ایک حضرت حسانہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اُن سے پوچھا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: میں جثامہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ تم حضانہ (یا حسانہ) ہو، تمھارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسی

---

[1] صحيح البخاری: ۴۷۵۷؛ صحيح مسلم: ۱۹۸؛ سنن الترمذی: ۳۱۸۰

[2] سنن ابن ماجه: ۱۲۳۴

[3] الإصابة، ج۵، ص۱۹۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۸

رہیں؟'' اس نے کہا: ''یا رسول اللہ! خیریت سے۔'' جب حضرت حسانہ رضی اللہ عنہا چلی گئیں تو حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''یا رسول اللہ! آپ کا اس بوڑھی عورت کا اتنا استقبال!'' آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

إِنَّهَا كَانَتْ تَأْتِينَا زَمَنَ خَدِيجَةَ، وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الإِيمَانِ [1]

یہ خدیجہؓ کے زمانے میں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں اور تعلق کو اچھے طریقے سے نبھانا ایمان کا تقاضا ہے۔

❀ ...... ❀ ...... ❀

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: حافظ ابن حجرؒ کے مطابق حلیمۃ السعد یہ بنت ابی ذؤیب بن عبداللہ بن الحارث بن حبان بن سعد بن بکر؛ جبکہ حافظ ابن عبدالبرؒ کے مطابق حلیمۃ السعد یہ بنت ابی ذؤیب عبداللہ بن ابی الحارث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناضرہ بن سعد بن بکر

قبیلہ: بنو ہوازن کی شاخ بنو سعد بن بکر

کنیت: امام نوویؒ نے آپؓ کی کنیت اُم کبشہ لکھی ہے۔

شوہر کا نام: حارث بن عبدالعزیٰ

اولاد: عبداللہ بن حارث، انیسہ، جذامہ (بقول ابن حبانؒ) یا حذافہ (بقول ابن ہشامؒ) بنت حارث، جو شیما کے لقب سے مشہور ہیں۔ [2]

امتیاز: آپؓ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بچپن کے ابتدائی پانچ سال بنو سعد بن بکر میں گزارے تھے اور اس بنا پر آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

---

[1] المستدرک:۳۹، أسد الغابة، ج۷،ص۴۸؛ الاستیعاب، ج۴،ص۱۸۱۰

[2] الإصابة، ج۵،ص۲۰۹؛ الاستیعاب، ج۴،ص۱۸۱۳؛ تهذیب الأسماء واللغات، ج۲،ص۳۳۹

أَنَا أَعْرَبُكُمْ أَنَا قُرَشِيٌّ، وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ [1]

میں تم میں سب سے زیادہ فصیح ہوں ، میں قریشی ہوں اور میں نے بنو سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رضاعت کے لیے لینا، برکات کا ظہور

شرفائے مکہ میں رواج تھا کہ جب اُن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ کسی بدوی عورت کے حوالے کرتے۔ وہ چند سال تک اس کی رضاعت اور پرورش کرتی، جس کے بدلے میں بچے کے والدین اس کو تحفے تحائف دے کر مدد کیا کرتے تھے۔ دیہات کی کھلی فضا اور خالص زبان کی وجہ سے بچے کی پروش اور فصاحت و بلاغت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے قبیلے کی دیگر خواتین کی طرح یہ خدمت سرانجام دیتی تھیں۔ فرماتی ہیں:

قَدِمْتُ مَكَّةَ فِي نِسْوَةٍ مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، تَلْتَمِسُ الرُّضَعَاءَ... [2]

میں بنو سعد بن بکر کی خواتین کے ہمراہ رضاعت کے لیے بچوں کی تلاش میں مکہ آئی۔ یہ اگرچہ قحط سالی کا زمانہ تھا لیکن ہمیں بارش اور کشادگی کی امید تھی۔ مکہ پہنچ کر ہم نے بچوں کی تلاش شروع کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ یتیم تھے اس لیے کوئی عورت آپ کو لینے کے لیے تیار نہیں تھی کیونکہ اس صورت میں ان کو کچھ ملنے کی امید نہیں تھی۔ میرے سوا سب عورتوں نے بچے لے لیے تو میں نے بھی اپنے شوہر سے مشورہ کر کے اس آپ کو لے لیا۔ جب بچے کو لے کر ہم واپس جانے لگے تو برکات کا ظہور شروع ہو گیا۔ میرا سینہ دودھ سے بھر گیا، چنانچہ میں نے دونوں بچوں کو دودھ پلایا۔ اونٹنی نے بھی اتنا دودھ دیا کہ ہم نے سیر ہو کر پیا اور خیریت سے رات گزاری۔ ہماری سواری جو سست رفتار تھی، وہ تیز چلنے لگی۔ جب ہم اپنے قبیلے کے علاقے میں آ گئے جس کی زمین بنجر تھی لیکن پھر بھی بچے کی برکت تھی کہ ہماری بکریاں سیر ہو کر چارہ کھاتیں اور خوب دودھ دیتیں۔ یہ سب کچھ

---

[1] ابن هشام، ج۱،ص۱۶۷؛ البداية والنهاية، ج۲،ص۲۳۵

[2] ابن إسحاق،ص۲۶-۲۷؛ ابن هشام، ج۱،ص۱۶۲-۱۶۳؛ البداية والنهاية، ج۲،ص۲۳۱

اللہ تعالیٰ کا احسان تھا۔ دو سال کے بعد ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ چھڑایا۔ اس عرصے میں آپ کی نشوونما عام بچوں سے زیادہ ہوئی تھی۔ ہم آپ کو واپس آپ کی ماں کی خدمت میں لائے اور خواہش ظاہر کی کہ آپ کو مزید کچھ عرصے کے لیے ہمارے پاس رہنے دیا جائے کیونکہ ہم آپ کی برکات کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ آپ کی ماں راضی ہو گئیں اور ہم دوبارہ آپ کو اپنے ساتھ لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوری دینا

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچپن میں جو لوری دیتی تھیں اس کے الفاظ بھی مؤرخین نے محفوظ کیے ہیں۔ امام سیوطیؒ نے درج ذیل اشعار لکھے ہیں:

يَا رَبِّ إِذْ أَعْطَيْتَهُ فَأَبْقِهِ وَأَعِلْهُ إِلَى الْعُلَا وَأَرْقِهِ

وَأَدْحِضْ أَبَاطِيلَ الْعَدُوِّ بِحَقِّهِ [1]

یا رب! جب تو نے یہ (بچہ مجھے) دیا ہے تو اس کو باقی رکھ۔ اور اسے بلندی پر پہنچا اور ترقی دے اور اس کے متعلق دشمن کی باطل (تدبیروں) کو نیست و نابود کر۔

شقِ صدر کا واقعہ

حضرت حلیمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور دیکھ بھال بے حد احتیاط سے کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں:

جب ہمیں ننھے رسول کو اپنے قبیلے میں لائے ہوئے چند مہینے گزرے تو ایک دفعہ آپ گھروں کے پیچھے، بکریوں کے درمیان بھائی کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اتنے میں آپ کا رضاعی بھائی دوڑ کر آیا اور ہمیں بتایا کہ ہمارے قریشی بھائی کو دو سفید پوش آدمیوں نے زمین پر لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ میں اور میرے شوہر فوراً معاملے کی تحقیق کے لیے نکلے تو دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا۔ میں نے آپ کو اپنے جسم سے لپٹایا اور خیریت دریافت کی۔ آپ نے بتایا کہ دو آدمی آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کر دیا اور اس میں سے کوئی چیز ڈھونڈ کر نکالی۔ اس کے بعد میں نے شوہر سے مشورہ کیا اور طے پایا

---

[1] الخصائص الکبریٰ، ج۱، ص۱۰۰

کہ ہم آپ کو واپس آپ کے والدین کے سپرد کر دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے۔ چنانچہ آپ کو ماں کے حوالے کر دیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیکھ بھال کے لیے فکرمندی

حضرت حلیمہؓ ننھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور دیکھ بھال بڑی احتیاط اور تن دہی سے کرتی تھیں۔ احتیاط کے پیش نظر آپ کو گھر سے دور نہیں جانے دیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ گھر سے نکلے ہوئے تھے، حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش میں نکلیں تو دیکھا کہ آپ بہن بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ چونکہ گرمی شدید تھی اس لیے فکرمندی سے کہا: فِي هٰذَا الْحَرِّ؟ ''اس گرمی میں اس کو نکالا ہے؟'' بہن حضرت شیماؓ نے جواب دیا کہ ''ہمارے بھائی گرمی سے محفوظ ہیں کیونکہ بادل آپ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور آپ پر سایہ کیے رکھتے ہیں''۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حلیمہؓ کی قدرومنزلت کرنا

غزوۂ حنین کے دن حضرت حلیمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ازراہِ ادب اُن کے لیے کھڑے ہو گئے اور چادر بچھائی اور وہ اُس پر بیٹھ گئیں۔[3]

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی آپؓ کی قدرومنزلت کرتے تھے۔[4]

اسیرانِ ہوازن کا آپؓ کی وجہ سے آزاد ہونا

جب غزوۂ حنین میں مسلمانوں نے ہوازن کو شکست دے کر چھے ہزار لوگوں کو قید کر لیا تو اُن کا ایک وفد اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

---

[1] البداية والنهاية، ج۲،ص۲۳۱۔۲۳۲؛ابن هشام، ج۱،ص۱۶۲۔۱۶۵؛ابن إسحاق،ص۲۷

[2] المنتظم، ج۲،ص۲۶۸؛إتحاف الورى، ج۱،ص۸۳؛عيون الأثر، ج۱،ص۳۶

[3] الاستيعاب، ج۴،ص۲۷۰؛البداية والنهاية، ج۳،ص۵۷۷؛سنن أبي داود: ۵۱۴۴، ۵۱۴۵

[4] المنتظم، ج۲،ص۲۷۰

يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا أَصْلٌ وَعَشِيرَةٌ، وَقَدْ أَصَابَنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ، فَامْنُنْ عَلَيْنَا، مَنَّ اللهُ عَلَيْكَ... يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا فِي هَذِهِ الْحَظَائِرِ عَمَّاتُكَ وَخَالَاتُكَ وَحَوَاضِنُكَ اللَّاتِي كُنَّ يَكْفُلْنَكَ...وَأَنْتَ خَيْرُ الْمَكْفُولِينَ ... [1]

یا رسول اللہ ! ہم آپ کے رشتہ دار ہیں۔ ہمیں جو مصیبتیں پہنچی ہیں، وہ آپ سے مخفی نہیں ہیں... ان قیدی خواتین میں آپ کی رضاعی خالائیں اور وہ دایہ عورتیں ہیں جنھوں نے آپ کی پرورش کی تھی۔ اگر ہم نے حارث غسانی یا نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ان سے ایسا معاملہ پیش آتا جو آپ سے پیش آیا ہے تو ہم ان سے مہربانی کی توقع کرتے اور ان خواتین کے واپس کرنے کی امید کرتے، اور آپ تو سب سے بہتر کفالت کیے جانے والے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ میرا اور بنو عبد المطلب کا حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے تمھارا ہے۔ مہاجرین و انصار نے بھی کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔ اس طرح بنو ہوازن کے چھے ہزار لوگ آزاد کر دیے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی مدد کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہو جانے کے بعد کا واقعہ ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ آئیں اور آپ سے قحط سالی اور مویشیوں کی ہلاکت کی شکایت کی۔ چونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مالی حیثیت مستحکم نہیں تھی، اس لیے معاملہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھا اور اُن کو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی مدد کرنے کو کہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو چالیس بکریاں اور ایک اونٹ دیا۔ ظہورِ اسلام کے بعد آپ پھر آئیں، شوہر بھی ساتھ تھا۔ دونوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ [2]

---

[1] البداية والنهاية، ج۲،ص۲۳۶۔۲۳۷؛ تاریخ طبری، ج۲،ص۳۵۶؛ المنتظم، ج۳،ص۳۳۸۔۳۳۹

[2] الوفاء، ج۱،ص۱۱۴؛ انساب الأشراف، مصر، ج۱،ص۹۵؛ المنتظم، ج۲،ص۲۷۰

وفات

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کا متعین زمانہ معلوم نہیں ہے۔ ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی تھیں۔ بلاذری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن مقام ابطح پر ایک عورت، جو کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملیں۔ وہ اپنے ساتھ پنیر اور گھی کا ہدیہ بھی لائی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ وہ تو فوت ہو چکی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے۔ پھر ان سے حاجت پوچھی اور ان کے لیے کپڑے، سواری اور دو سو درہم کا حکم دیا۔ وہ آپ کی تعریف کرتی ہوئی چلی گئیں۔ [1]

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور انھوں نے بھی آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا۔ اس سے آپ کا خلافت فاروقی تک زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔ [2] واللہ اعلم۔

حضرت خنسا رضی اللہ عنہا

نام ونسب: تماضر بنت عمرو بن الشرید بن رباح بن ثعلبہ بن عصیہ بن خفاف بن امراء القیس بن بہثہ، قبیلۂ بنوسلیم سے آپ کا تعلق تھا۔

شادی: ابن قتیبہ رحمہ اللہ کے مطابق پہلے رواحہ بن عبدالعزیز السلمی سے آپ کی شادی ہوئی۔ اس کے بعد مرداس بن ابی عامر کے عقد میں آئیں۔

اولاد: عبداللہ ابوشجرہ، زید، معاویہ، عمر رضی اللہ عنہم

علاقہ: قلقشندی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ (آپ کا قبیلہ) بنوسلیم بالائی نجد میں رہتا تھا۔

---

[1] أنساب الأشراف، مصر، ج۱، ص۹۵

[2] الوفاء، ج۱، ص۱۱۴

امتیاز: اَرثَی العرب، عرب کی سب بڑی مرثیہ نگار

علمائے شعر کی متفقہ رائے ہے کہ حضرت خنساؓ سے بڑی شاعرہ نہ آپؓ سے پہلے گزری ہیں اور نہ بعد میں۔ [1]

مولانا سعید انصاریؒ نے لکھا ہے کہ ''حضرت خنساؓ کا دیوان بہت ضخیم ہے۔ ۱۸۸۸ء میں بیروت میں مع شرح کے چھاپا گیا ہے اس میں حضرت خنساؓ کے ساتھ ساٹھ دیگر عورتوں کے مرثیے بھی شامل ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں اس کا فرنچ زبان میں ترجمہ ہوا، اور دوبارہ طبع کیا گیا''۔ [2]

طالب ہاشمی مولانا محمد نعیم ندوی صدیقیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''حضرت خنساؓ کے دیوان کی شرح ایک عیسائی ''الاب لویس الیسوعی'' نے انیس المجلساء کے نام سے لکھی تھی۔ یہ شرح مطبع کاتولیکیہ [Catholic Press] بیروت سے ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ اسے دیوان خنساؓ کے چھ قدیمی قلمی نسخوں سے پوری صحت کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے شروع میں ایک مبسوط اور وقیع مقدمہ بھی ہے جو بجائے خود ایک خاصے کی چیز ہے۔'' [3]

قبول اسلام

آپؓ اپنی قوم بنوسلیم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے اشعار کہلواتے رہے اور تعجب کرتے رہے۔ آپؓ مسلسل اشعار پڑھتی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید کے لیے تقاضا فرماتے رہے۔ [4]

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۹۰؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۲۷؛ نهاية الإرب فی معرفة أنساب العرب، ص۲۷۱

[2] سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات، ص ۱۴۴

[3] تذکار صحابیات، ص۲۷۸۔۲۷۹

[4] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۲۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص۹۰

جنگِ قادسیہ کے موقع پر چاروں بیٹوں کو سرفروشی کی ترغیب دینا

بڑھاپے میں اولاد ظاہری اسباب میں سب سے بڑا سہارا ہوتی ہے، لیکن حضرت خنساؓ ان ظاہری سہاروں سے بے نیاز تھیں۔ آپ بس اسلام کے لیے قربانی دینا جانتی تھیں۔ اس لیے خود ہی اپنے چاروں بیٹوں کو ایک فصیح و بلیغ تقریر کے ذریعے جہاد میں سرفروشی پر آمادہ کیا اور جب چاروں شہید ہو گئے تو آہ و بُکا کے بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حافظ ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت خنساؓ اپنے چار بیٹوں سمیت جنگ قادسیہ میں حاضر ہوئیں اور اپنے بیٹوں کو رات کے پہلے حصے میں بلا کر کہا:

يَا بُنَيَّ، إِنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ وَهَاجَرْتُمْ مُخْتَارِينَ، وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ إِنَّكُمْ لَبَنُو رَجُلٍ وَاحِدٍ كَمَا أَنَّكُمْ بَنُو امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، مَا خِنْتُ أَبَاكُمْ وَلَا فَضَحْتُ خَالَكُمْ، وَلَا هَجَنْتُ حَسَبَكُمْ، وَلَا غَيَّرْتُ نَسَبَكُمْ، وَقَدْ تَعْلَمُونَ مَا أَعَدَّ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ مِنَ الثَّوَابِ الْجَزِيلِ فِي حَرْبِ الْكَافِرِينَ ۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ الدَّارَ الْبَاقِيَةَ خَيْرٌ مِنَ الدَّارِ الْفَانِيَةِ، يَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (ال عمران ۳: ۲۰۰) فَإِذَا أَصْبَحْتُمْ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ سَالِمِينَ فَاغْدُوا إِلٰى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ مُسْتَبْصِرِينَ، وَبِاللهِ عَلٰى أَعْدَائِهِ مُسْتَنْصِرِينَ وَإِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرْبَ قَدْ شَمَّرَتْ عَنْ سَاقِهَا، وَاضْطَرَمَتْ لَظٰى عَلٰى سِيَاقِهَا، وَجَلَّلَتْ نَارًا عَلٰى أَرْوَاقِهَا، فَتَيَمَّمُوا وَطِيسَهَا، وَجَالِدُوا رَئِيسَهَا عِنْدَ احْتِدَامِ خَمِيسِهَا، تَظْفَرُوا بِالْغُنْمِ وَالْكَرَامَةِ فِي دَارِ الْخُلْدِ وَالْمُقَامَةِ... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي شَرَّفَنِي بِقَتْلِهِمْ، وَأَرْجُو مِنْ رَبِّي أَنْ يَجْمَعَنِي بِهِمْ فِي مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِهِ[1]

تم نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم ایک ہی باپ کی اولاد ہو جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تو تمھارے باپ کے ساتھ خیانت کی اور نہ ہی تمھارے ماموں کو رسوا کیا۔ میں نے نہ تو تمھارا

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۹۰۔۹۱؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۲۹، عمر رضا کحالہ نے اس جنگ میں آپ کے بیٹوں کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ أعلام النساء ج۱، ص۳۶۹۔۳۷۰

حسب عیب دار کیا اور نہ ہی تمھارا نسب تبدیل کیا۔ تمھیں معلوم ہی ہے کہ مسلمانوں کے لیے کافروں سے جہاد کرنے میں اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا ثواب رکھا ہے۔ جان لو کہ آخرت کا گھر اس فانی گھر سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے مسلمانو! صبر سے کام لو اور ثابت قدم رہو اور آپس میں مل کر رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تا کہ تم کامیابی حاصل کر سکو۔'' ان شاء اللہ جب تم کل خیریت سے صبح کرو تو عقل و شعور کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کے لیے بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے دشمنوں کے خلاف مدد مانگتے ہوئے چلو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی کی آگ خوب بھڑک اٹھی ہے تو تم خاص آگ کے شعلوں کے اندر گھسنا اور لشکر میں اس کے سپہ سالار پر حملہ کرنا، کامیابی ہوگی تو غنیمت اور عزت ملے گی اور (شہادت کی صورت میں) آخرت کی ابدی کامیابی اور بلند مقام نصیب ہوگا۔ چنانچہ ان کے بیٹوں نے آپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہو میدانِ جنگ کا رخ کیا اور رَجز پڑھتے ہوئے جنگ میں حصہ لیا اور سب شہید ہو گئے جب آپ کو بیٹوں کی شہادت کی خبر دی گئی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اپنے بیٹوں کی شہادت کے ذریعے عزت دی اور میں اپنے رب سے اُمید کرتی ہوں کہ مجھے بھی قیامت کے دن ان کے ساتھ اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی شہادت تک حضرت خنسا رضی اللہ عنہا کو ان کے چاروں بیٹوں کا نفقہ (pension) دیا کرتے تھے جو ہر ایک کے حساب سے دو دو سو درہم ہوتا تھا۔[1]

اپنے بھائیوں کی آخرت کی فکر

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرے پر نشانات دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ اپنے بھائیوں پر کثرت سے رونے کی وجہ سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمھارے بھائی تو آگ میں ہیں (کیونکہ وہ حالت اسلام میں نہیں مرے تھے)۔ آپ نے جواب میں کہا:

ذَالِكَ أَطْوَلُ لِحُزْنِي عَلَيهِمَا، إِنِّي كُنْتُ أَشْفَقُ عَلَيهِمَا مِنَ القَتْلِ، وَأَنَا اليَومَ أَبْكِي

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۹۰-۹۱؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۲۹

لَهُمَا مِنَ النَّارِ [1]

یہی میرے غم میں اضافے کا سبب ہے۔ پہلے میں ان کے قتل کی وجہ سے غمزدہ تھی اور آج اُن کے آگ میں جانے کی وجہ سے رو رہی ہوں۔

وفات

آپ اوائل خلافتِ عثمانی سن چوبیس ہجری میں فوت ہوئیں۔ [2]

حضرت رائطہ زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا

قبیلہ: بنو ثقیف

امتیاز: آپ کاریگر اور سخی خاتون تھیں۔ دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

شوقِ انفاق

حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا کاریگر خاتون تھیں اور اُن کے شوہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود معاشی لحاظ سے کمزور شخص تھے۔ حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کماتی تھیں اور اُن پر اور اُن کی اولاد پر خرچ کرتی تھیں۔ محنت مزدوری کی کمائی محدود ہونے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ خرچ نہیں کر سکتی تھیں، حالانکہ اُن کو مزید اِنفاق کی خواہش ہوتی تھی۔

حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود سے کہا: ''اللہ کی قسم! تم اور تمھارے بچوں کے اخراجات نے مجھے صدقہ دینے سے روک رکھا ہے، میں تمھارے اخراجات کے ساتھ کچھ بھی صدقہ نہیں دے سکتی!'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے فرمایا: ''اگر تمھیں اس میں کوئی ثواب نہیں ملتا تو میں نہیں چاہتا کہ تم ایسا کر لو۔'' چنانچہ حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

---

[1] العقد الفريد، ج۳، ص۲۲۲۔۲۲۳

[2] أعلام النساء، ج، ص۳۷۱؛ الأعلام، ج۲، ص۸۶

يَا رَسُولَ اللهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ ذَاتُ صَنْعَةٍ، فَأَبِيعُ مِنْهَا وَلَيْسَ لِي وَلَا لِوَلَدِي وَلَا لِزَوْجِي نَفَقَةٌ غَيْرَهَا، وَقَدْ شَغَلُونِي عَنِ الصَّدَقَةِ بِشَيْءٍ، فَلَا أَتَصَدَّقُ فَهَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِيمَا أَنْفَقْتُ قَالَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَإِنَّ لَكِ فِي ذَالِكَ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ [1]

یارسول اللہ! میں کاریگر خاتون ہوں اور اپنی مصنوعات کو بیچ کر گزارا کرتی ہوں، (اس کے علاوہ) نہ میرے پاس کچھ ہے اور نہ ہی میرے خاوند اور بچے کے پاس۔ اُن کے اخراجات نے مجھے صدقہ دینے سے روک رکھا ہے تو کیا ان پر خرچ کرنے سے مجھے کچھ اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: اُن پر خرچ کرتی رہو، جو کچھ تم اُن پر خرچ کرتی ہو، اُس کا اجر تمھیں ملے گا۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی

کنیت: اُم مخرمہ

ماں کا نام: ہالہ بنت کلدہ بن عبد الدار بن قصی

شوہر: نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ

چچا: آپ عبد المطلب کی بھتیجی تھیں۔

اولاد: مخرمہ، صفوان، اُمیہ

قبیلہ: قریش کی شاخ بنو ہاشم سے آپ کا تعلق تھا۔

امتیاز: آپ فصیحہ اور بلیغہ شاعرہ تھیں۔

قبولِ اسلام: آخری عمر میں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ [2]

---

[1] مسند أحمد: ۱۵۶۵۵، ۱۵۶۵۶؛ الإصابة، ج۵، ص۲۳۴؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۲۲

[2] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطرے کی اطلاع دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس رات کو مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کرنے والے تھے اُس رات کو مشرکین مکہ نے دارالندوہ میں مشاورت سے یہ طے کیا تھا کہ ہر قبیلے کا ایک ایک جوان اکٹھا ہو کر ایک ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیں گے۔ اس طرح وہ آپ کے قبیلے کے انتقام سے بھی بچ جائیں گے کیونکہ ہر قبیلے کے ساتھ لڑنا اُن کے لیے ممکن نہ ہو گا۔ ابوجہل اس سازش کا مرکزی کردار تھا۔

جب حضرت رقیقہؓ کو معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خطرے سے خبردار کرتے ہوئے کہا کہ قریش نے آج رات کو آپ کے خلاف مشترکہ طور پر سازش تیار کر لی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تدبیر کی کہ اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو لٹا کر خود رات ہی کو ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے۔[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے بھی اس کی اطلاع دی جا چکی تھی۔

مکی دور تو ویسے بھی آزمائشوں سے بھرپور تھا لیکن ہجرت کا موقع انتہائی نازک تھا۔ اس موقع پر حضرت رقیقہؓ کا کردار، اُن کی وفاداری، جرأت اور حالات کا اِدراک کرنا بہترین ذمہ داری کا ثبوت ہے۔

شعروشاعری کا ذوق

حافظ ابن اثیرؒ اور ابن سید الناسؒ نے آپ کے کچھ اشعار بھی نقل کیے ہیں۔[2] جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ شعروشاعری کا بھی ذوق رکھتی تھیں۔ جو اس زمانے کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجے کی صلاحیت تھی۔

وفات

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۶۱

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۱۳، ۷؛ عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل والسیر، ج۱، ص۳۹

ابو نعیمؒ اور حافظ ابن حجرؒ کے مطابق حضرت رقیقہؓ بعثت سے قبل ہی فوت ہو گئی تھیں۔ [1]
لیکن اس واقعے سے کم از کم ہجرت تک آپ کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ طبرانیؒ اور ابن سعدؒ نے آپ کا شمار صحابیات میں کیا ہے۔ [2]

حضرت زِنیرہ رضی اللہ عنہا

وطن: آپؓ کا تعلق روم سے تھا۔ کتب سیرت و تاریخ میں دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

آپؓ بنو مخزوم یا بنو عبد الدار کی لونڈی تھیں۔ آپ نے دورِ مکی میں آغازِ دعوت میں اسلام قبول کیا۔ ابو جہل اور دیگر مشرکین آپ کو قبول اسلام کی پاداش میں طرح طرح کی سزائیں دیتے تھے۔ انکارِ حق پر آمادہ کرنے کے لیے آپ کو پانی میں غوطے دیے جاتے تھے۔ لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ آخر کار مشرکین کی تعذیب سے نکالنے کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

قوتِ ایمانی

جب قبول اسلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپؓ کو آزاد کیا تو آپ کی نظر چلی گئی۔ مشرکین نے کہا کہ لات و عزیٰ نے کفر کی وجہ سے آپ کو اندھا کر دیا ہے۔ جب آپ کو اُن کی باتوں کا پتہ چلا تو یہ ایمان افروز بات کہی:

كَذَبُوا وَبَيْتِ اللهِ مَا تَضُرُّ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى، وَمَا تَنْفَعَانِ… [3]

خانہ کعبہ کی قسم! یہ جھوٹ بول رہے ہیں، لات و عزیٰ نہ کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی نظر لوٹا دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپؓ نے کہا:

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۲۳۳؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۱۳
[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۱۳؛ ابن سعد ج۸،ص۲۶۱
[3] الإصابة، ج۵،ص۲۴۴

لَا وَاللّٰهِ مَا أَصَابَتْنِي وَهٰذَا مِنَ اللّٰهِ...[1]
نہیں اللہ کی قسم! انھوں نے مجھے تکلیف نہیں پہنچائی بلکہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔تو قریش کہنے لگے یہ بھی محمد کی جادوگری ہے۔

ایک اور روایت میں آپ سے یہ جملہ منسوب ہے:

وَمَا يُدْرِي اللَّاتَ وَالْعُزّٰى مَنْ يَعْبُدُهُمَا، إِنَّمَا هٰذَا مِنَ السَّمَاءِ، وَرَبِّي قَادِرٌ عَلٰى رَدِّ بَصَرِي[2]
لات وعزیٰ کو تو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کون ان کی عبادت کررہا ہے، میرا اندھا ہونا صاحب عرش کی طرف سے ہے اور میرا رب میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ حق کا ساتھ دینے میں غریب لوگ ہمیشہ آگے آگے ہوتے ہیں اور یہی بات اُمرا اور دنیا داروں کے لیے مزید بغاوت کا سبب بنتی ہے کیونکہ وہ اپنے طبقاتی امتیاز پر مصالحت کے لیے کبھی تیار نہیں ہوتے۔ جب دعوت اسلامی کا آغاز ہوا تو قریش کے سرداران بھی اسی وجہ سے قبول حق سے محروم رہے۔ابوجہل تکبر اور سرکشی میں آکر کہا کرتا تھا:

أَلَا تَعْجَبُونَ لِهٰؤُلَاءِ وَأَتْبَاعِهِمْ مُحَمَّداً؟ فَلَوْكَانَ أَمْرُ مُحَمَّدٍ خَيراً وَحَقّاً مَا سَبَقُونَا إِلَيهِ، أَسَبَقَتْنَا زِنِّيرَةُ إِلٰى رُشْدٍ، وَهِيَ مَنْ تَرَوْنَ؟[3]
کیا تمھیں محمد اور ان کے پیروؤں پر تعجب نہیں ہے؟ اگر محمد کا کام اچھا اور حق ہوتا تو یہ لوگ ہم سے اس کی طرف سبقت نہ حاصل کرتے۔کیا زِنیرہ نے ہم سے ہدایت میں سبقت حاصل کی؟ حالانکہ اس کی حیثیت کا تمھیں علم ہے۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت زینب زوجۂ عبداللہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: بقول ابن مندہؒ اور ابونعیمؒ: زینب بنت معاویہ یا ابی معاویہ الثقفیہ اور

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۷۷
[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۲۴
[3] أنساب الأشراف، مصر، ج۱، ص۱۹۶

بقول ابوعمرؒ: زینب بنت عبداللہ بن معاویہ بن عتاب بن الاسعد بن غاضرہ بن حطیط

شوہر کا نام: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

قبیلہ: بنوثقیف

امتیاز: صناعۃ الیدین، کاریگر خاتون

شوقِ انفاق

حضرت زینب رض کاریگر خاتون تھیں اور اپنے ہاتھوں کی آمدنی سے اپنے زیرِ پرورش یتیموں اور اپنے غریب شوہر پر خرچ کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ کو بھی شوق ہوا لیکن خواہش کے باوجود محدود آمدنی میں اپنے زیرِ کفالت یتیموں اور شوہر کے اخراجات کی وجہ سے وہ مزید خرچ کرنے سے قاصر تھیں۔ صحیح مسلم میں ان کا پورا واقعہ اس طرح ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ... لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ خواتین! صدقہ دو، چاہے اپنے زیور سے ہی کیوں نہ ہو؟ یہ سن کر حضرت زینب رض اپنے شوہر حضرت عبداللہ رض بن مسعود کے پاس گئیں اور ان کو کہا: تم غریب آدمی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا ہے، جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو، اگر تمھارے اوپر خرچ کرنا ہمارے لیے کافی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میں کسی اور پر خرچ کروں گی۔ حضرت عبداللہ رض نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم خود جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرلو۔ چنانچہ وہ خود بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے کے لیے تشریف لے گئیں تاکہ مسئلے کا حل دریافت کرلیں۔ جب وہاں پہنچیں تو دیکھا کہ دروازے پر اسی غرض سے انصار کی ایک اور عورت بھی کھڑی تھیں (جو ابومسعود رض انصاری کی بیوی تھیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردے کے پیچھے تھے۔ جب حضرت بلال رض باہر نکلے تو دونوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ دو عورتیں پوچھ رہی

---

[1] مسند أحمد: ١١٩٨٥

ہیں کہ کیا ان دونوں کا اپنے شوہروں اور ان یتیم بچوں پر جو اُن کی پرورش میں ہیں، صدقہ کرنا اُن کے لیے کافی ہوسکتا ہے؟ حضرت بلال رض کے استفسار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے لیے دو اجر ہیں، ایک قرابت کا اجر اور ایک صدقے کا اجر۔

حافظ ابن حجرؒ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی پرورش میں آپ کے بھانجے اور بھتیجے بھی تھے۔ [۱]

ابن اثیرؒ اور ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ دوسری عورت جو اسی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں ان کا نام بھی زینب تھا اور وہ حضرت ابو مسعود انصاری رض کی بیوی تھیں۔ [۲]

اس طرح کا ایک واقعہ حضرت رائطہ رض زوجہ عبداللہ رض بن مسعود کے بارے میں بھی منقول ہے۔ ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ ایک قول کے مطابق حضرت رائطہ رض اور حضرت زینب رض ایک ہی خاتون کے نام ہیں جبکہ دوسرے قول کے مطابق دونوں الگ الگ عورتیں تھیں۔ [۳] حافظ ابن حجرؒ کے مطابق ابوسعید، ابن حبان، عسکری، ابن مندہ اور ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ زینب رض اور رائطہ رض دونوں ابن مسعود رض کی الگ الگ بیویاں تھیں۔ [۴]

خدماتِ حدیث

آپ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آٹھ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ [۵] آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ، ابوسعید، عائشہ، بسر بن سعید، [۶] ابوعبیدہ، عمرو بن حارث بن ضرار، محمد بن عمرو، عبد اللہ بن عمرو اور عبید بن سابق رضی اللہ عنہم

---

[۱] الإصابة، ج۵، ص۲۴۰

[۲] أسد الغابة، ج۷، ص۱۲۵؛ الاستيعاب، دار الجيل، ج۴، ص۱۸۵۸

[۳] أسد الغابة، ج۷، ص۱۲۲

[۴] تهذيب التهذيب ج۱۲، ص۴۲۲-۴۲۳

[۵] جوامع السيرة، ص۲۸۶

[۶] الإصابة، ج۵، ص۲۴۰

شامل ہیں۔[1]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت زینب زوجۂ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما

آپ رضی اللہ عنہا بھی اپنا مال اپنے گھر والوں پر خرچ کیا کرتی تھیں۔ سطورِ بالا میں جن دو خواتین کا تذکرہ ہے ان میں ایک آپ تھیں۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت سَفاّنہ بنت حاتَم طائی رضی اللہ عنہا

نام ونسب: سفانہ بنت حاتم طائی بن عبداللہ بن سعد بن امرائ القیس بن عدی بن اخزم بن ابی اخزم بن ربیعہ بن جرول بن ثعل بن عمرو بن غوث، آپ کا تعلق یمن کے قبیلے بنوطیٔ سے تھا۔

آپ عرب کے مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی اور حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

امتیاز: فصیح وبلیغ، صاحب الرائے اور سخی خاتون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت پر جب اسلامی لشکر یمن گیا تو سردار قبیلہ عدی بن حاتم طائی مع اپنے اہل وعیال وہاں سے شام کی طرف بھاگ گئے لیکن ان کی بہن سفانہ کسی طرح رہ گئیں جو قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو چند دن تک قید میں رکھ کر آزاد فرمایا اور زادِراہ اور کپڑے دے کر اپنی قوم میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ ہی کی تحریک پر آپ کے بھائی حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے تھے۔[2]

---

[1] تہذیب التہذیب، ج۱۲، ص۴۲۲

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کو آزاد کرنا

جب حضرت سفانہ رضی اللہ عنہا بنو طے کے دیگر قیدیوں کے ساتھ مدینہ آئیں تو اُن کو مسجد نبوی کے دروازے کے ساتھ ایک مکان میں رکھا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس سے گزرتے تو آپ کھڑی ہو کر اپنی آزادی کی درخواست کرتیں۔ ابن اثیر رحمہ اللہ نے آپ کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ حضرت سفانہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے عرض کیا:

هَلَكَ الْوَالِدُ وَغَابَ الْوَافِدُ فَامْنُنْ عَلَيَّ مَنَّ اللهُ عَلَيْك قَالَ: وَمَنْ وَافِدُكِ ؟ قَالَتْ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ...[1]

والد فوت ہو گئے ہیں اور قاصد روپوش ہو گیا ہے، میرے اوپر احسان کیجیے، اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر احسان کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تمھارا قاصد کون ہے؟ سفانہ نے کہا: عدی بن حاتم طائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بھاگا ہے! آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے چھوڑ کر آگے نکل گئے۔ اس طرح جب تیسری دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے آ کر مجھے اشارے سے کہا کہ کھڑی ہو کر اپنی گزارش دہراؤ۔ چنانچہ میں نے کھڑی ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ !والد فوت ہو گئے ہیں اور قاصد روپوش ہو گیا ہے، میرے اوپر احسان کیجیے، اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر احسان کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے کر دیا ہے لیکن جلدی نہ کرو، جب کوئی با اعتماد آدمی مل جائے جو تمھیں اپنی قوم تک لے جائے، پھر مجھے بتانا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اس پچھلے آدمی کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہیں۔ پھر جب قبیلۂ بلی سے ایک وفد آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میری قوم کے کچھ با اعتماد لوگ وفد میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کپڑے، سواری اور زادِ راہ دے کر رخصت کیا۔ جب میں ملکِ شام میں اپنے بھائی کے پاس پہنچی تو بھائی نے پوچھا کہ تمھارا اس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ تمھیں جلدی سے ان کے پاس جا کر ملنا چاہیے۔

---

[1] أسد الغابة، ج٧، ص١٣٣

فصاحت

آپؓ حسین وجمیل ہونے کے ساتھ ساتھ فصیح وبلیغ خاتون تھیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو فصیح وبلیغ گفتگو کی، اُس کو سن کر لوگ آپ کے حسن و جمال کو بھول گئے۔ ابن کثیرؒ اور ابن عساکرؒ کی روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُخَلِّيَ عَنِّي، فَلَا تُشْمِتْ بِي أَحْيَاءَ الْعَرَبِ، فَإِنِّي ابْنَةُ سَيِّدِ قَوْمِي، وَإِنَّ أَبِي كَانَ يَفُكُّ الْعَانِيَ، وَيَحْمِي الذِّمَارَ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ، وَيُشْبِعُ الْجَائِعَ، وَيُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوبِ، وَيُفْشِي السَّلَامَ، وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَلَمْ يَرُدَّ طَالِبَ حَاجَةٍ قَطُّ، أَنَا ابْنَةُ حَاتِمِ الطَّائِيِّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا جَارِيَةُ! هَذِهِ صِفَةُ الْمُؤْمِنِ حَقًّا، لَوْ كَانَ أَبُوكِ إِسْلَامِيًّا لَتَرَحَّمْنَا عَلَيْهِ، خَلُّوا عَنْهَا، فَإِنَّ أَبَاهَا كَانَ يُحِبُّ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ، وَاللهُ يُحِبُّ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ [1]

اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے آزاد کر دیں، تا کہ قبائل عرب میری مصیبت سے خوش نہ ہوں۔ میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں۔ میرے والد قیدیوں کو چھڑاتے تھے، لوگوں کی حفاظت کرتے تھے، مہمانوں کی خاطر تواضع کیا کرتے تھے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، سلام پھیلاتے تھے، مصیبت زدوں کی مدد کرتے تھے اور کسی حاجت مند کو بغیر مدد کے واپس نہیں کیا کرتے تھے، میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: یہ تو پکے مسلمان کی صفات ہیں، اگر تمھارے والد مسلمان ہوتے تو ہم اُن کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دو، اس کے والد اچھے اخلاق کو محبوب رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی اچھے اخلاق کو محبوب رکھتا ہے۔

سخاوت

آپؓ کے والد حاتم طائی اپنی سخاوت میں ضرب المثل تھے۔ آپ بھی اپنے والد کی

---

[1] السیرۃ النبویۃ، ج۱، ص۱۰۹؛ تاریخ دمشق، ج۶۹، ص۲۰۲

طرح سخی خاتون تھیں۔ عمر رضا کحالہ نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا فصیح وبلیغ، حسین وجمیل اور سخی و فیاض خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد آپ کو اپنے اونٹوں میں سے دیتے تھے، آپ وہ اونٹ ضرورت مند لوگوں کو دیتی تھیں۔ چنانچہ آپ کے والد نے آپ کو کہا:

يَا بُنَيَّةُ إِنَّ الْكَرِيمَيْنِ إِذَا اجْتَمَعَا فِي الْمَالِ أَتْلَفَاهُ فَإِمَّا أَنْ أُعْطِيَ وَتُمْسِكِي وَإِمَّا أَنْ أُمْسِكَ وَتُعْطِيَ فَإِنَّهُ لَا يَبْقَى عَلَى هٰذَا شَيْءٌ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ لَا أُمْسِكُ أَبَداً وَقَالَ أَبُوهَا: وَأَنَا وَاللّٰهِ لَا أُمْسِكُ أَبَداً... [1]

پیاری بیٹی! جب دو سخی مال کو خرچ کرنا شروع کر دیں تو اس کو ختم ہی کر دیتے ہیں، تو اس طرح کرتے ہیں کہ یا تو میں دیا کروں اور تم ہاتھ روک لو یا میں ہاتھ روک لوں اور تم دیا کرو، کیونکہ اس طرح تو کچھ بھی نہیں بچے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں کبھی بھی ہاتھ نہیں روکوں گی!'' آپ کے والد نے بھی کہا: ''اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں بھی کبھی ہاتھ نہیں روکوں گا!''۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر تو ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ والد نے اپنے مال میں سے اس کا حصہ الگ کر دیا اور دونوں جدا ہو گئے۔

حضرت سَمرا بنت نَہیک رضی اللہ عنہا

قبیلہ: آپ کا تعلق نجد کے قبیلے بنو اسد سے تھا۔ آپ کے دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

آپ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مشکل لیکن اہم فریضہ سرانجام دیا کرتی تھیں اور بوقت ضرورت قوت کا استعمال بھی کیا کرتی تھیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے آپ کی صحابیت کا ذکر کر کے لکھا ہے:

...كَانَتْ تَمُرُّ فِي الْأَسْوَاقِ، وَتَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَتَضْرِبُ

[1] أعلام النساء ج۲، ص۱۹۶

النَّاسَ عَلٰى ذٰلِكَ بِسَوطٍ كَانَ مَعَهَا [1]

آپ بازار میں گھومتی پھرتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت سرانجام دیتی تھیں۔آپؓ کے پاس ایک کوڑا ہوتا تھا، آپ اس سے لوگوں کو مارتی تھیں۔

قیاس یہ ہے کہ اس نازک کام کے لیے آپ کو ضرور سرکاری سرپرستی حاصل رہی ہوگی کیونکہ اسلام قوت کے استعمال کا اختیار صرف حکام ہی کو دیتا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت شرعی حدود کے اندر خواتین کی خدمات کے دائرے کو گھر کے باہر تک بھی وسعت دی جاسکتی ہے۔

خدماتِ حدیث

آپؓ سے حضرت ابوبلیحؒ نے حدیث روایت کی ہے۔ [2]

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت سُمیہ بنت خباط یا خیاط رضی اللہ عنہا

والد: ابن سعدؒ نے آپ کے والد کا نام خباط جبکہ ابن حجرؒ نے خیاط لکھا ہے۔

حضرت یاسرؓ کی بیوی، حضرت عمار بن یاسر کی والدہ اور ابوحذیفہ بن مغیرہ کی باندی تھیں۔

قبول اسلام: آپ نے دورِ مکی کے بالکل آغاز میں اسلام قبول کیا۔اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا نمبر ساتواں ہے۔آپ اسلام کی پہلی شہید ہیں۔ [3]

وطن: ڈاکٹر حمید اللہؒ نے بلاذریؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ ایران کے علاقہ کسکر کی خاتون تھیں۔گھر میں نام بامیخ (جو بظاہر ترکی نام ہے) تھا۔ [4]

---

[1] الإصابة، ج۵،ص۲۵۹۔۲۶۰؛الاستیعاب، ج۴،ص۱۸۶۳

[2] أیضاً

[3] ابن سعد، ج۸،ص۳۸۱؛الإصابة، ج۵،ص۲۵۵

[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی زندگی،ص۹۶

صبر واستقامت

بنومخزوم حضرت عمار بن یاسرؓ، اُن کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ کو دوپہر کے وقت مکہ سے باہر لے جاتے تھے اور اُن کو تپتی ریت پر لٹا کر ستاتے تھے تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں لیکن آپ تینوں نے ہر طرح کی مصیبتیں جھیل کر بھی کمال درجے کی ثابت قدمی دکھائی۔

ایک دن بنومخزوم کا سردار ابوجہل آیا اور حضرت سمیہؓ کے ناف کے نیچے نیزہ مارا، جس سے وہ شہید ہوگئیں۔ آپ راہِ اسلام کی پہلی شہیدہ ہیں۔ شہادت کے وقت آپ بوڑھی اور کمزور تھیں لیکن آپ کا دل جرأتِ ایمانی سے معمور تھا۔ جب ابوجہل غزوۂ بدر میں مارا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

قَدْ قَتَلَ اللهُ قَاتِلَ أُمِّكَ [1]

بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی ماں کے قاتل کو قتل کر دیا۔

آزمائشوں کے اس زمانے میں جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت یاسرؓ، سمیہؓ اور عمارؓ کے پاس سے گزرتے تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی خوشخبری سناتے تھے:

اِصْبِرُوا آلَ يَاسِرَ مَوعِدُ كُمُ الجَنَّةَ [2]

آل یاسر! صبر کرو، تمھارا ٹھکانا جنت ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

اَبْشِرُوا، آلَ عَمَّارٍ وآلَ يَاسِرٍ مَوْعِدُ كُمُ الْجَنَّةُ [3]

آل عمار اور آل یاسر! خوش ہو جاؤ کیونکہ تمھارا ٹھکانا جنت ہے۔

حافظ ابن عبد البرؒ آپؓ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”حضرت سمیہؓ

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۸۱؛ الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۳

[2] الإصابة، ج۸، ص۲۵۵؛ ابن هشام، ج۱، ص۳۲۰؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۵۲-۱۵۳

[3] البداية والنهاية، ج۲، ص۴۰۷

اُن خواتین میں شامل تھیں جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف دی گئیں اور انھوں نے تکالیف پر اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کیا۔ وہ بیعت کرنے والی، نیک اور فضیلت والی خاتون تھیں۔ [1]

حضرت شیما بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام: حذافہ بنت حارث یا انیسہ بنت حارث، قبیلہ بنوسعد سے آپ کا تعلق تھا۔

آپ اپنے لقب شیما سے مشہور ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن تھیں۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں حصہ لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی خدمت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو حضرت شیما رضی اللہ عنہا بھی اپنی والدہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں حصہ لیا کرتی تھیں۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ رضی اللہ عنہا سے حسن سلوک

جب بنوہوازن نے مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھائی تو قیدیوں میں حضرت شیما رضی اللہ عنہا بھی آئیں۔ حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے مسلمانوں سے کہا کہ میں تمھارے سردار کی بہن ہوں۔ مسلمانوں نے یہ سنا تو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ جب حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا تعارف کرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو مرحبا کہا اور آپ کے لیے اپنی چادر بچھا کر بٹھایا۔ فرطِ محبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے اور اس حال میں آپ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا:

سَلِي تُعْطِي وَاشْفَعِي تُشَفَّعِي إِنْ أَحْبَبْتِ فَعِنْدِي مَحَبَّةٌ مَكْرَمَةٌ وَإِنْ أَحْبَبْتِ أَنْ

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۳

[2] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۶۳؛ ابن ھشام، ج۱، ص۱۶۱

أُمَتِّعَكِ وَتَرْجِعِي إِلَىٰ قَوْمِكِ فَعَلْتُ؟ ...[۱]

مانگو، تجھے دیا جائے گا، سفارش کرو، تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔ اگر تم چاہو تو میرے پاس محبت اور عزت سے رہو اور اگر اپنے قبیلے میں جانا چاہو تو میں تمھیں زادِراہ دے کر وہاں بھیج دیتا ہوں۔ حضرت شیما نے اپنی قوم میں جانے کی خواہش ظاہر کی اور اسلام قبول کر کے چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین غلام لونڈی اور کئی اونٹ اور بکریاں ساتھ کر دیے۔

حضرت ضُباعہ بنت عامر رضی اللہ عنہا

نام و نسب: ضباعہ بنت عامر بن قرط، قبیلہ بنو عامر سے آپ کا تعلق تھا۔

شوہر کا نام: ہشام بن مغیرہ

قبول اسلام: آپ نے مکہ میں ظہور اسلام کے شروع میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو شعر و شاعری میں مہارت حاصل تھی۔[۲]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و حمایت

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُکاظ کے بازار میں گئے اور لوگوں کو دین اسلام کی نصرت و حمایت کی دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقصد کے لیے بنو عامر بن صعصعہ کی پناہ حاصل کی تھی، جو حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے قبیلے کے آدمی تھے۔ جب ایک شریر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دینی چاہی تو آپ رضی اللہ عنہا نے بنو عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی ترغیب دی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو عامر سے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تمھارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تم میری مدافعت کرو یہاں تک کہ اپنے

[۱] الاستیعاب، ج۴، ص۱۸۷۰۔۱۸۷۱؛ تاریخ طبری، ج۲، ص۳۵۲؛ البدایۃ والنہایۃ، ج۳، ص۵۷۷

[۲] الإصابۃ، ج۵، ص۲۷۲؛ الأعلام، ج۳، ص۲۱۳

رب کا پیغام پہنچا دوں اور میں تم میں سے کسی کو کسی بات پر مجبور نہیں کرتا''۔انھوں نے پوچھا کہ''بنوعبدمناف نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''انھوں نے سب سے پہلے میری تکذیب کی''۔بنوعامر نے کہا:''لیکن ہم نہ تمھاری تکذیب کریں گے اور نہ ایمان لائیں گے اور آپ کو موقع دیں گے کہ آپ لوگوں کو اپنے رب کا پیغام پہنچادیں''۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو دعوت دینے لگے اور وہ خود بازار میں خرید وفروخت میں مشغول ہو گئے۔

اس دوران وہاں بجیرہ (یا بیجرہ) بن فراس قشیری آیا اور پوچھا:''یہ اجنبی شخص کون ہے؟''لوگوں نے بتایا:''محمد بن عبداللہ قریشی جو خود کو رسول اللہ (ﷺ) کہتا ہے۔اپنی بات پہنچانے کے لیے اس نے ہم سے حفاظت طلب کی، چنانچہ ہم نے ان کو خوش آمدید کہا اور حفاظت کا وعدہ کرلیا''۔ان کا جواب سن کر بجیرہ نے کہا:''میں نہیں جانتا کہ اس بازار سے کوئی اس سے بھی زیادہ گھٹیا سودا لے کر جا سکتا ہے جو تم نے ابھی کیا ہے۔تم نے جو کیا ہے اس کا انجام یہ ہے کہ لوگ متحد ہو کر تم سے لڑیں گے۔اس کی قوم والے اس کو بہتر جانتے ہیں اگر وہ اس میں کوئی خیر دیکھتے تو سب سے پہلے وہی اس کا ساتھ دیتے۔کیا تم ایسے شخص کو پناہ اور مدد دیتے ہو جس کو اس کی قوم نے نکالا ہے اور اس کو جھٹلایا ہے؟ کیا ہی بری رائے سوجھی ہے تم کو!''اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا:''اُٹھ کر اپنی قوم کے پاس جاؤ، اگر تم میری قوم کے پاس نہ ہوتے تو میں تمھارا سر تن سے جدا کر دیتا''۔

رسول اللہ ﷺ اٹھ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔اس خبیث نے اونٹنی کی رسی کو کھینچ لیا جس کی وجہ سے اونٹنی نے آپ کو گرا دیا۔حضرت ضباعہؓ بنت عامر اس وقت اسلام لا چکی تھیں اور رشتہ داروں سے ملنے وہاں آئی ہوئی تھیں۔جب انھوں نے دیکھا تو فوراً رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور نصرت پر لوگوں کو ابھارنے لگیں۔آپؓ نے اپنے قبیلے والوں کو پکار کر فرمایا:

أَيُصْنَعُ هٰذا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بَينَ أَظْهُرِكُمْ لَا يَمْنَعُهُ أَحَدٌ

مِنْكُمْ؟... [۱]

تمھارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا کیا جا رہا ہے اور تم میں سے کوئی آپ کی طرف سے دفاع کرنے والا نہیں ہے؟ چنانچہ آپ کی تحریک پر آپ کے رشتہ داروں میں سے تین آدمی عطیف اور عطفان کے بیٹے اور عدوہ یا عذرہ اٹھے اور بجیرہ کی خوب پٹائی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی مدد سے بے حد خوش ہوئے اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ تینوں کو قبول اسلام کی سعادت حاصل ہوئی اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور بجیرہ ہلاک ہو گیا۔

اپنے بیٹے کی ہجرت کے وقت دعا

جب آپؓ کے بیٹے حضرت سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینہ ہجرت کی تو آپؓ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْكَعْبَةِ الْمُحَرَّمَةِ   اُنْصُرْ عَلٰى كُلِّ عَدُوٍّ سَلَمَةَ
لَهُ يَدَانِ فِي الْأُمُورِ الْمُبْهَمَةِ   كَفٌّ بِهَا يُعْطِي وَ كَفٌّ مُنْعِمَةٌ
أَجْرَأُ مِن ضِرغَامَةٍ فِي أَجِمَّةٍ   يَحْمِي غَدَاةَ الرَّوعِ عِنْدَ الْمَلْحَمَةِ
بِسَيفٍ عَورَةٍ فَرَبَّ سَلَمَةَ [۲]

اے کعبۂ محترمہ کے رب! ہر دشمن کے خلاف سلمہ کی مدد کر۔ مشکل کاموں پر اسے عبور حاصل ہے۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے وہ نعمتیں بانٹتا ہے۔ سلمہ جنگل کے شیر سے زیادہ جرأت مند ہے، جنگ کی خوفناک صبح میں وہ ننگی تلوار سے حفاظت کے لیے کمربستہ رہتا ہے۔ رب سلمہ! میری دعا قبول کیجیے!

❁ ...... ❁ ...... ❁

حضرت لُبَینہ رضی اللہ عنہا

آپؓ قریش کے خاندان بنو عدی کی شاخ بنو مؤمل میں کسی کی باندی تھیں۔

---

[۱] البداية والنهاية، ج۲، ص۵۱۴-۵۱۵؛ الإصابة، ج۵، ص۲۷۲؛ أسد الغابة، ج۷، ص۱۷۶-۱۷۷

[۲] أعلام النساء، ج۲، ص۳۵۵

قبول اسلام: آپؓ نے مکی دور میں بالکل آغاز میں قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی۔

اسلام پر ثابت قدمی رجرأت

حضرت عمرؓ بن خطاب جب مسلمان نہیں ہوئے تھے تو آپ کو اسلام سے پھیر نے کے لیے طرح طرح کی سزائیں دیتے تھے۔ ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب اسلام سے قبل آپ کو عذاب دیتے تھے تا کہ آپ کو اسلام سے پھیر دیں۔ وہ عذاب دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ تھک جاتے تھے تو آرام کے لیے کچھ دیر کے لیے یہ کہہ کر چھوڑ دیتے تھے:

وَاللّٰهِ مَا أَدَعُكِ إِلَّا سَآمَةً فَتَقُولُ كَذَالِكَ يَفْعَلُ بِكَ رَبُّكَ [1]

اللہ کی قسم! میں نے تمھیں صرف اس لیے چھوڑا ہے کہ میں تھک گیا ہوں۔ حضرت لبینہؓ جواب میں فرماتی تھیں: اسی طرح تمھارا رب بھی تمھارے ساتھ کرے گا۔

بلاذریؒ کے مطابق آپؓ جواب میں فرماتی تھیں:

كَذَلِكَ يُعَذِّبُكَ اللّٰهُ إِنْ لَمْ تَسْلِمْ [2]

اس طرح اللہ تعالیٰ تمھیں بھی عذاب دے گا، اگر تم اسلام نہ لائے۔

عہد جاہلیت میں بھی بیت اللہ کی زیارت کے لیے تمام عرب سے لوگ مکہ آتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت حسانؓ بن ثابت بھی مکہ آئے تھے تو اس عذاب کی کیفیت کا مشاہدہ کیا تھا، فرماتے ہیں:

قَدِمْتُ مَكَّةَ مُعْتَمِراً، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو النَّاسَ، وَأَصْحَابُهُ يُؤذَونَ وَيُعَذَّبُونَ فَوَقَفْتُ عَلَى عُمَرَ، وَهُوَ مُؤتَزِرٌ يَخْنُقُ جَارِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْمُؤَمَّلِ ... [3]

میں عمرہ کے لیے مکہ آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو دعوت دے رہے تھے اور

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۲۷۷

[2] أنساب الأشراف، ج۱، ص۱۹۵

[3] أنساب الأشراف، ج۱، ص۱۹۵

آپ کے اصحاب کو ایذائیں اور تکالیف دی جارہی تھیں۔ میں عمر کے پاس کھڑا ہو گیا، وہ تہہ بند باندھے ہوئے تھے اور بنو مؤمل کی لونڈی کا گلہ گھونٹ رہے تھے یہاں تک کہ وہ دم بخود ہو گئیں تو میں دل میں کہنے لگا کہ وہ مر گئیں۔ پھر اس کو چھوڑ دیا...... اس کے بعد وہ حضرت زِنیرہؓ پر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔

ابن ہشامؒ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے پاس سے اسی حالت میں گزرے تو آپ کو خرید کر آزاد فرما دیا۔ [1]

حضرت مُلَیکہ رضی اللہ عنہا

آپ حضرت سائب بن اقرع بن جابر بن سفیان کی ماں تھیں۔کنیت اُم السائب تھی۔ قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد تھے۔ [2]

پیشہ: آپؓ عطر بیچا کرتی تھیں۔ [3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرانا

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کوئی حاجت ہے تو بتاؤ۔ آپؓ نے عرض کیا: ''ہاں، میری حاجت صرف یہی ہے کہ میرے بیٹے کے لیے دعا کیجیے!'' آپؓ کا بیٹا آپ کے ساتھ ہی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ [4]

❁ ...... ❁ ...... ❁

---

[1] ابن هشام، ج١، ص٣١٩

[2] معجم قبائل العرب القديمة والحديثة، ج١، ص١٤٧

[3] الإصابة، ج٥، ص٣١١؛ أسد الغابة، ج٧، ص٢٦٠

[4] الإصابة، ج٥، ص٣١١؛ أسد الغابة، ج٧، ص٢٦٠

حضرت نہدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت نہدیہ اور ان کی بیٹی قبیلہ عبدالدار کی ایک عورت کی ملکیت میں تھیں۔ [۱]

ثابت قدمی، فرض شناسی

آپؓ پر قبیلہ عبدالدار والے اسلام سے پھیرنے کے لیے لیے سخت ظلم وستم کرتے تھے لیکن آپ اسلام پر ثابت قدم رہیں، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

ابن سعدؒ نے لکھا ہے کہ جس دن حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو آزاد کر دیا، اس دن آپ کے پاس آپ کی مالکہ کا آٹا تھا جو گوندھنے والا تھا یا گھٹلیاں تھیں جو پیسنے والی تھیں۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو فرمایا:

رُدِّي إِلَيهَا طَحِينَهَا أَو نَواهَا، فَقَالَتْ: لَا حَتىٰ أَعْمَلَهُ لَهَا، وَذَالِكَ بَعْدَ أَنْ بَاعَتْهَا [۲]

اس کو اپنا آٹا یا گھٹلیاں واپس کر دو تو آپؓ نے کہا: نہیں! جب تک یہ کام پورا نہ کرلوں۔ یہ آپ کے بیچے جانے کے بعد کا واقعہ ہے۔

ایک طرف ظلم وستم کا دَور دورہ اور دوسری طرف فرض شناسی اور ذمہ داری کا یہ مظاہرہ، دراصل اس فرق کے پیچھے دونوں فریقوں کا ایمان اور کفر ہے۔ ہم بھی اپنا جائزہ لے کر دیکھیں کہ ہمارے ایمان نے ہمیں کتنا ذمہ دار اور فرض شناس بنایا ہے؟

جرأت، گستاخ رسول پر عتاب

بنو عمرو بن عوف میں ایک بوڑھا شخص تھا جس کا نام ابو عَفک تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہ لوگوں کو آپ کے ساتھ عداوت پر اُبھارتا تھا۔ جب غزوۂ بدر میں

---

[۱] ابن هشام، ج۱، ص۳۱۸

[۲] ابن سعد، ج۸، ص۷

مسلمانوں کو فتح ہوئی تو اس کے بغض وحسد میں اور اضافہ ہو گیا اور مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے۔ حضرت سالم ؓ بن عمیر نے یہ اشعار سنے تو نذر مانی کہ وہ ابوعفک کو قتل کرے گا۔ چنانچہ انھوں نے ابوعفک کو قتل کر دیا۔

جب ابوعفک کے ساتھیوں کو پتہ چلا تو انھوں نے کہا کہ اگر ہمیں اس کے قاتل کا پتہ چلے تو اس کو قتل کر دیں گے۔ حضرت نہدیہ ؓ نے سنا تو یہ اشعار کہے:

لَعَمْرُ الَّذِي أَمْنَاكَ أَنْ بِئْسَ مَا يُمْنِي ... تُكَذِّبُ دِينَ اللهِ وَ الْمَرْءَ أَحْمَدَا
أَبَا عَفَكٍ خُذْهَا عَلَى كِبَرِ السِّنِّ ... حَبَاكَ حَنِيفٌ آخِرَ اللَّيْلِ طَعْنَةً
أَبَاتَكَ حِلْسَ اللَّيْلِ مِنْ إِنْسٍ اَوْ جِنِّي[1] ... فَإِنِّي وَإِنْ أَعْلَمْ بِقَاتِلِكَ الَّذِي

تم اللہ تعالیٰ کے دین اور قابل تعریف ہستی حضرت محمد کو جھٹلاتے ہو، تمھاری عمر نے تمھیں بہت ہی اُمیدیں دلا رکھی ہیں۔ تمھیں ایک حنیف آدمی نے رات کے آخری حصہ میں نیزے سے مارا، اے ابوعفک! بڑھاپے میں اس وار کو قبول کر لو۔ میں تمھارے قاتل کو جانتی ہوں جس نے تمھیں رات کی تاریکی میں سلا دیا ہے، خواہ وہ جن میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف

ماں کا نام: صفیہ بنت اُمیہ بن حارثہ بن اوقص بن مرہ بن ہلال

شادی: آپ کی شادی پہلے حفص بن مغیرہ سے ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیان ؓ بن حرب کی بیوی بنیں۔

قبیلہ: قریش کی ذیلی شاخ بنو عبد شمس سے آپ کا تعلق تھا۔

[1] کتاب المغازی، ج۱، ص ۱۷۴۔۱۷۵

قبول اسلام

فتح مکہ کے دن نقاب پہنے ہوئی قبولِ اسلام کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللهِ ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى أَظْهَرَ الدِّينَ الَّذِى اخْتَارَهُ لِنَفْسِهِ لَتَنْفَعُنِي رَحْمَكَ، يَا مُحَمَّدٌ إِنِّي اِمْرَأَةٌ مُومِنَةٌ بِاللهِ مُصَدِّقَةٌ بِرَسُولِهِ...[1]

یارسول اللہ! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے پسندیدہ دین کو غالب کر دیا، تا کہ آپ اپنے رحم وکرم سے ہمیں بھی فائدہ پہنچائیں۔ اے محمد! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والی خاتون بن گئی ہوں۔ یہ کہہ کر اپنا نقاب ہٹایا اور کہا کہ میں ہند بنت عتبہ ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا:

إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُبَايِعَ مُحَمَّداً... إِنِّي وَاللهِ مَا رَأَيْتُ اللهَ عُبِدَ حَقَّ عِبَادَتِهِ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ قَبْلَ اللَّيْلَةِ، وَاللهِ إِنْ يَاتُوا إِلَّا مُصَلِّينَ قِيَاماً وَرُكُوعاً وَسُجُوداً...[2]

میں چاہتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بیعت کروں۔ شوہر نے کہا: کل تک تو میں تمھیں دیکھ رہا تھا کہ اس بات سے انکار کرتی رہی۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! آج رات سے پہلے تک میں نے نہیں دیکھا کہ اس مسجد میں اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کی گئی ہو، جتنا اس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ادھر جو بھی آتا، قیام، رکوع اور سجود کر کے نماز پڑھتا۔ پھر حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے مشورے سے اپنے قبیلے کے کسی آدمی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ) کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بیعت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی اسلام دشمنی میں گزاری تھی لیکن جب آپ پر حق واضح

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۸

[2] الإصابة، ج۵، ص۳۱۸؛ أسد الغابة، ج۷، ص۲۸۱

ہو گیا تو آپ کی ہمدردیوں اور محبتوں کا معیار یکسر بدل گیا۔ یہ آپ کے مخلصانہ ایمان کی علامت ہے۔ چنانچہ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس موقع پر عرض کیا کہ ''اللہ تعالیٰ کی قسم! روئے زمین پر آپ کے گھرانے کے سوا کوئی گھرانا ایسا نہ تھا جس کا ذلیل ہونا مجھے سب سے زیادہ پسند ہو لیکن اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ عزت آپ کے گھرانے کے لیے ہو''۔ [1]

خوفِ معصیت

حضرت ہندؓ نے جب اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، جس میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ چوری نہیں کرے گی تو عرض کیا:

إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ (فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا) قَالَ خُذِي أَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ [2]

ابوسفیان بخیل آدمی ہے وہ ہمیں اتنا نہیں دیتا جو میرے اور میرے بچے کی ضروریات کے لیے کافی ہو، علاوہ اس کے جو میں اس کی لاعلمی میں خود لے لیتی ہوں۔ (تو کیا میرے اوپر اس کے مال میں سے خفیہ طور پر لینے میں کچھ گناہ ہے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اور تمھارا بچہ معروف طریقے پر اپنی ضرورت کی حد تک لے سکتے ہو۔

بت شکنی

آپ نے برسوں تک بتوں کی پوجا کی تھی لیکن جب اسلام قبول کیا تو معاً آپ کے دل کی کایا پلٹ گئی، چنانچہ گھر آ کر موجود بت کو یہ کہتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ كُنَّا مِنْكَ فِي غُرُورٍ [3] ''ہم تمھاری طرف سے دھوکے میں تھے۔''

---

[1] صحیح البخاری: ۶۶۴۱، ۷۱۶۱؛ صحیح مسلم: ۱۷۱۴؛ مسند أحمد: ۲۵۳۶۰

[2] صحیح البخاری: ۵۳۶۴، ۵۳۷۰؛ صحیح مسلم: ۱۷۱۴؛ سنن أبي داود: ۳۵۳۲

[3] ابن سعد، ج۸، ص۳۶۸؛ تهذيب الأسماء واللغات، ج۲، ص۳۵۷؛ تاريخ دمشق، ج۶۹، ص۱۸۴

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہدیہ بھیجنا

جب حضرت ہند رض مسلمان ہوئیں تو اپنی باندی کے ہاتھوں بطورِ ہدیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بکری کے دو بھنے ہوئے بچے اور (مشکیزہ وغیرہ بنانے کے لیے) اُن کی کھال بھیجی۔ باندی نے بارگاہِ نبوی میں آ کر سلام کیا اور ہدیہ پیش کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا اور دعا دی۔ جب حضرت ہند رض کو پتہ چلا تو خوش ہوئیں اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ روایت میں آتا ہے۔ باندی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

إنّ مَوْلَاتِي أَرْسَلَتْ إِلَيْكَ بِهَذِهِ الْهَدِيّةِ وَهِيَ مُعْتَذِرَةٌ إِلَيْكَ...هَذَا دُعَاءُ رَسُولِ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ وَبَرَكَتُهُ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ... [1]

میری مالکہ نے مجھے آپ کی خدمت میں یہ ہدیہ دے کر بھیجا ہے اور وہ آپ سے معذرت کر کے کہہ رہی تھیں کہ آج کل ہماری بکریاں بچے کم جنتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو اُن کے لیے برکت کی دعا کی۔ باندی نے جا کر حضرت ہند رض سے واقعہ بیان کیا تو وہ خوش ہوگئیں۔ باندی کا بیان ہے کہ اس کے بعد بکریوں میں وہ کثرت ہوگئی جو ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ حضرت ہند رض کہا کرتی تھیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت ہے چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہیں جس نے ہمیں ہدایت سے نوازا۔

جنگ یرموک میں بہادرانہ کردار

آپ رض اپنے شوہر حضرت ابوسفیان رض کے ہمراہ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں۔ جب دیکھا کہ مسلمان ہار رہے ہیں تو ایک لاٹھی ہاتھ میں لے کر نکلیں۔ آپ کے پیچھے مہاجرین کی دیگر خواتین بھی تھیں۔ مسلمانوں کو جنگ پر ابھارنے کے لیے آپ نے وہ اشعار پڑھے جو غزوۂ اُحد کے موقع پر آپ نے کافر فوج کو جنگ پر ابھارنے کے لیے کہے تھے۔ اُن میں سے چند اشعار یہ ہیں:

---

[1] کتاب المغازی، ج۲، ص۸۶۹؛ تاریخ دمشق، ج۷۰، ص۱۸۴

نَحۡنُ بَنَاتُ طَارِقٖ — نَمۡشِي عَلَى النَّمَارِقِ
إِنۡ تُقۡبِلُوا نُعَانِقۡ — أَوۡ تُدۡبِرُ و انُفَارِقۡ
أَوۡ تُدۡبِرُوا نُفَارِقۡ — فِرَاقَ غَيۡرِ وَامِقۡ
هَلۡ مِنۡ كَرِيمٍ عَاشِقۡ — يَحۡمِي عَنِ الۡعَوَاتِقِ [۱]

ہم رات کو حملہ کرنے والوں کی بیٹیاں ہیں جو نزاکت کی وجہ قالینوں پر چلتی ہیں۔ اگر تم جنگ کے لیے آگے بڑھو تو ہم تمھارے ساتھ معانقہ کریں گی اور تمھارے استقبال کے لیے قالینیں بچھائیں گی اور اگر پیچھے پھر جاؤ تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گی۔ کیا تم میں کوئی ایسا معزز عاشق ہے جو اپنی دوشیزاؤں کی حفاظت کرے۔

اس کے بعد آپ لشکر اسلام کے مَیمنہ (right wing) کی طرف گئیں جب ان کو شکست خوردہ اور بھاگتے ہوئے دیکھا تو چیخ کر پکارنے لگی:

إِلَىٰ أَيۡنَ تَهۡزَمُونَ وَإِلَىٰ أَيۡنَ تَفِرُّونَ مِنَ اللهِ وَمِنۡ جَنَّتِهٖ وَهُوَ مُطَّلِعٌ عَلَيۡكُمۡ [۲]

اللہ تعالیٰ اور جنت سے کدھر بھاگے جا رہے ہو اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

آپ مسلسل مقابلے کی ترغیب دیتی جاتی تھیں اور پکارتی جاتی تھیں:

عَضِّدُوا الۡغِلۡفَانَ بِسُيُوفِكُمۡ [۳] ”ان غیر مختونوں (کافروں) کو اپنی تلواروں سے کاٹ پھینکو۔“

پھر جب دیکھا کہ اُن کے شوہر بھی حوصلہ ہار کر بھاگنے والوں میں شامل ہیں تو اپنے خیمے کی لکڑی سے اُن کے گھوڑے کے منہ پر مارا اور فرمایا:

إِلَىٰ أَيۡنَ يَا ابۡنَ صَخۡرٍ اِرۡجِعۡ إِلَى الۡقِتَالِ وَابۡذُلۡ مُهۡجَتَكَ حَتَّىٰ تُمَحِّصَ مَا سَلَفَ مِنۡ تَحۡرِيضِكَ عَلَىٰ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ... [۴]

---

[۱] فتوح الشام، ج۱، ص۱۵۹؛ أسد الغابة، هند بنت عتبة، ج۷، ص۲۸۲
[۲] فتوح الشام، ج۱، ص۱۵۹
[۳] فتوح البلدان، ج۱، ص۲۱۸
[۴] فتوح الشام، ج۱، ص۱۵۹۔۱۶۰

ابن صخر! کدھر جا رہے ہو؟ میدان جنگ میں واپس جاؤ اور اور خوب لڑو تا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو مخالفتیں کی ہیں وہ مٹ جائیں۔ آپ کی اس تحریص وترغیب کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابوسفیانؓ اور دیگر مسلمان میدان جنگ میں واپس آئے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

سیاسی بصیرت/دانش وری

آپ ذی رائے خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قائدانہ صلاحیتیں ودیعت کی ہوئی تھیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ آپ قریش کی سردار خواتین میں سے تھیں، زِیرک، صاحبِ رائے اور سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والی شخصیت کی مالکہ تھیں۔ [۱]

آپ کی عقل ودانش کا اندازہ آپ کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے:

اَلْمَرْأَةُ غُلٌّ وَلَا بُدَّ لِلْعُنُقِ مِنْهُ فَانْظُرْ مَنْ تَضَعُهُ فِي عُنُقِكَ [۲]

عورت طوق ہے اور اس کے لیے گردن کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا مرد کے کو چاہیے کہ دیکھے کہ وہ اپنی گردن کو کیسا طوق پہنا رہا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت معاویہؓ کو شام کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنی والدہ حضرت ہندؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو والدہ نے اُن کی ذمہ داریوں کے پیش نظر نصیحت کرتے ہوئے انھیں فرمایا:

يَا بُنَيَّ، إِنَّهُ قَلَّمَا وَلَدَتْ حُرَّةٌ مِثْلَكَ، وَقَدِ اسْتَعْمَلَكَ هٰذَا الرَّجُلُ، فَاعْمَلْ بِمَا وَافَقَهُ أَحْبَبْتَ ذَالِكَ أَمْ كَرِهْتَ [۳]

پیارے بیٹے! آزاد عورتوں نے تمھارے جیسے (غیر معمولی) بچے کم ہی جنے ہیں۔ اس شخص (عمر فاروقؓ) نے تمھیں گورنر بنایا ہے، لہٰذا اس کی مرضی کے مطابق عمل کرو، چاہے تمھیں پسند ہو یا نہ ہو۔

---

[۱] البداية والنهاية، ج۵، ص۱۲۱

[۲] أعلام النساء، ج۵، ص۲۵۰

[۳] العقد الفريد، ج۱، ص۱۴

وفات

آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اپنے بیٹے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں رہنے لگی تھیں [۱] اور وہیں سن چودہ ہجری بمطابق ۶۳۵ء کو فوت ہوئیں۔ [۲]

حضرت ہند رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک امتیازی وصف یہ تھا کہ جب تک کافر تھیں تو پورے خلوص کے ساتھ اس کی حفاظت کے لیے کمربستہ رہیں لیکن جب آپ پر حق واضح ہوگیا تو پورے خلوص کے ساتھ اس کی حفاظت اور اشاعت میں جان و مال کی قربانی دیتی رہیں۔ آپ کی زندگی میں دوغلا پن نہیں تھا، نہ ہی آپ مفادات کی تابع تھیں بلکہ جس چیز کو حق سمجھا، اسی کی حمایت کی اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دی۔

حضرت اُم حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا

نام و نسب: اُم حکیم بنت حارث بن ہشام

شادی: اپنے چچازاد حضرت عِکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل سے آپ کی شادی ہوئی۔ اُن کی شہادت کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید کے عقد میں آئیں۔

قبیلہ: قریش کی شاخ بنومخزوم سے آپ کا تعلق تھا۔

قبول اسلام: آپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں۔

شوہر کو دعوت اسلام

فتح مکہ کے دن مسلمان ہوکر اپنے شوہر عکرمہ کے لیے جو شام کی طرف بھاگ گئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امان طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی درخواست منظور کر کے امان دے دی۔ [۳]

---

[۱] تاریخ دمشق، ج۷۰، ص۱۶۶

[۲] أسد الغابة، ج۷، ص۲۸۲؛ البداية والنهاية، ج۵، ص۱۲۱

[۳] الإصابة، ج۸، ص۳۳۳

امام مالک ؒ کی روایت ہے کہ حضرت اُم حکیم ؓ اپنے شوہر عکرمہ کے پیچھے یمن گئیں، وہاں جا کر اُن سے ملیں اور اُن کو اسلام کی دعوت دی، جس سے وہ مسلمان ہوئے اور واپس مکہ آئے ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو دیکھا تو خوشی سے اُن کی طرف لپکے ۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے نکاحِ سابق کو برقرار رکھا۔ [1]

شجاعت

آپ ؓ اپنے شوہر حضرت عکرمہ ؓ کے ساتھ غزوۂ اجنادین [2] میں شریک تھیں جس میں حضرت عکرمہ ؓ شہید ہوئے۔غزوۂ اجنادین میں حضرت خالد ؓ بن سعید بھی شریک تھے۔ آپ نے عدت گزارنے کے بعد اُن سے شادی کر لی۔

نکاح ہوجانے کے بعد حضرت خالد ؓ چاہتے تھے کہ مرج الصفر [3] میں مقاربت بھی ہوجائے۔جب انھوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو آپ ؓ نے فرمایا: ''اگر آپ کو مؤخر کردیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو بھگا کر لے جائے تو بہتر ہوگا''۔ لیکن حضرت خالد ؓ نے کہا کہ ''میرا دل کہتا ہے کہ میں اس جنگ میں شہید ہوجاؤں گا''۔ چنانچہ آپ نے آمادگی کا اظہار کیا۔

مرج الصفر میں جس پل کے ساتھ آپ کی شادی کے اُمور مکمل ہو گئے تھے، اس کو قنطرۂ اُم حکیم کہتے ہے۔شادی کے بعد دعوت ولیمہ ہوئی۔ابھی لوگ کھانا کھا رہے تھے کہ رومیوں نے صف بستہ ہوکر حملہ کیا۔اس طرح جنگ چھڑ گئی اور حضرت خالد بن سعید ؓ اس معرکے میں شہید ہوگئے۔مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ابھی شروع

---

[1] موطأ، كتاب النكاح،باب نكاح المشرك إذا أسلمت زوجته قبله

[2] اجنادین رملہ اور بیت جبرین کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جہاں جنگ اجنادین ہوئی جو فلسطین میں ہے۔

[3] مرج الصُّفَّر ایک مشہور تاریخی میدان ہے جو دمشق کے قریب واقع ہے اور متعدد اہم اسلامی جنگوں کا میدانِ کارزار رہا ہے۔

تھی۔ حضرت اُم حکیمؓ نے بھی اپنے کپڑے سمیٹے اور جنگ میں کود گئیں حالانکہ آپ ابھی دلہن تھیں اور زعفران کی خوشبو کا اثر ابھی آپ کے جسم پر موجود تھا۔ جس خیمے میں رہائش پذیر تھیں، اسی کی لکڑی لی اور لڑائی میں شریک ہوئیں۔ آپ نے اس دن لڑائی میں سات رومیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ ابن عساکرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اُم حکیمؓ مردوں سے آگے بڑھ کر لڑ رہی تھیں۔ یہ خلافت فاروقی سن چودہ ہجری کا واقعہ ہے۔[1]

واقدیؒ کے مطابق حضرت اُم حکیمؓ گھوڑوں کے آگے لڑتی رہیں اور لشکر اسلام کو بھی قتال کی ترغیب دیتی رہیں۔[2] گویا بہادری کا جوہر دکھاتے دکھاتے مردوں سے بھی آگے نکل گئیں۔ زِرِکلیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اُم حکیمؓ اس جنگ میں لڑتی ہوئی خود بھی شہید ہو گئیں۔[3]

حضرت اُم زُفر رضی اللہ عنہا

آپ کا نام سعیرہ تھا لیکن اپنی کنیت اُم زفرؓ سے مشہور تھیں۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق تھا۔ کتب سیرت و تاریخ میں آپ کے دیگر کوائف دستیاب نہیں ہیں۔

جنت کے بدلے میں دنیوی تکلیف کو گوارا کرنا، حیا کو تکلیف پر مقدم سمجھنا

اللہ تعالیٰ جن کے دل کو نور ایمان سے منور کر دے، اُن کے لیے جنت کے بدلے دنیوی تکالیف انگیز کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ اس کی ایک زندہ مثال حضرت اُم زُفرؓ کی ہے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عطا بن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ کیا میں تمھیں جنتی خاتون نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! انھوں نے فرمایا: یہ سیاہ فام عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

---

[1] الاستیعاب، ج۴، ص۱۹۳۳؛ تاریخ دمشق، ج۷۰، ص۲۲۷؛ أسد الغابة، ج۷، ص۳۰۹

[2] فتوح الشام، ج۱، ص۱۶۹

[3] الأعلام، ج۲، ص۲۶۸

حاضر ہوئیں اور عرض کیا: مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس کے دوران میرے کپڑے کھل جاتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کیجیے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرلو، تمھیں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں تمھاری عافیت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا:

أَصْبِرُ، قَالَتْ فَإِنِّي أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا ... [1]

میں صبر کرتی ہوں، ہاں جو میرے کپڑے کھل جاتے ہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ نہ کھلیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے دعا کی۔ عطاؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس طویل القامت سیاہ فام عورت کو جس کا نام اُم زفر رضی اللہ عنہا تھا، خانہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ دیکھا۔

ابن اثیرؒ نے یہ واقعہ حضرت سعیرہ رضی اللہ عنہا اسدیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔[2] لیکن اس میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ سعیرہ نام اور اُم زفر کنیت ہوسکتی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھی۔[3]

خطیب بغدادیؒ نے لکھا ہے کہ اِس عورت کا نام جثامہ مزنیہ تھا اور اُم زفر کنیت تھی۔[4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کا اکرام کرنا

ایک مرتبہ حضرت اُم زفر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ اُن کے ساتھ نہایت اکرام کے ساتھ پیش آئے اور فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری: ۵۶۵۲؛ صحیح مسلم: ۲۵۷۶؛ مسند أحمد: ۳۲۳۰

[2] أسد الغابة، ج۷، ص۱۴۳

[3] البداية والنهاية، ج۴، ص۱۵۷

[4] الخطيب البغدادي، الأسماء المبهمة في الأنباء المحكمة، ج۱، ص۱۱

هٰذِهِ كَانَتْ تَغْشَانَا فِي عَهْدِ خَدِيجَةَ، وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ [1]

یہ خدیجہ کے زمانے میں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں اور تعلق کو اچھے طریقے سے نبھانا بھی ایمان کی علامت ہے۔

❁ …… ❁ …… ❁

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا

نام ونسب: فاختہ بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی

کنیت: اُم ہانی

آپ کی ماں کا نام فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد تھا۔ قریش کی شاخ بنو ہاشم سے تعلق تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کزن تھیں۔

شوہر کا نام: آپ ہُبیرہ بن ابی وہب کے نکاح میں تھیں، جب اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو دونوں کے درمیان تفریق ہوئی۔ [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت سے بچانے کی فکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج کو عشا کی نماز پڑھ کر حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے ہوئے تھے۔ [3] رات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج کرایا۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نماز پڑھی اور حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے بھی پڑھی تو اُن کو معراج کی خبر دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] الوفاء، ص٦٤٦؛ تہذیب التہذیب، ج١٢، ص٤٦٩

[2] ابن سعد، ج٨، ص٣٢٢

[3] صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، رقم: ۳۸۸۷ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں حطیم کے مقام پر لیٹے ہوئے تھے جہاں شق صدر کا واقعہ پیش آیا اور وہیں سے براق پر سوار ہو کر آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا جبکہ یہاں حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر کا ذکر ہے۔ تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ پہلے آپ نے حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر پر آرام فرمایا ہو، پھر وہاں سے چل کر بیت اللہ میں لیٹ گئے ہوں۔ جہاں سے معراج کی سیر شروع ہوگئی اور واپسی پر پھر نماز پڑھ کر حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے ہوں۔

آپ کے گھر سے چلنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہا نے چادر کا کنارہ پکڑ کر عرض کیا:

يَا نَبِيَّ اللهِ لَا تُحَدِّثْ بِهٰذَا النَّاسَ فَيُكَذِّبُوكَ وَيُؤْذُوكَ... [1]

یا نبی اللہ! یہ بات لوگوں سے نہ کیجیے گا ورنہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور ایذا دیں گے۔لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اس کو ضرور بیان کروں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے حالات پر نظر رکھنے کے لیے اپنی باندی نبعہ کو پیچھے پیچھے جانے کی ہدایت کر دی، تا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے معراج کا واقعہ بیان کریں تو ان کے ردعمل کی خبر لائے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کا کنارہ پکڑ کر آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے چھڑایا تو آپ رضی اللہ عنہا سجدے میں گر گئیں جب سر اٹھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا چکے تھے۔ [2]

امام سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موجود نہیں پایا تو اُن کی نیند اُڑ گئی کہ مبادا قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ [3]

پہلے والی دونوں روایات میں نماز اور سجدے کا ذکر ہے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ فتح مکہ کے دن روزے سے تھیں۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ قدیم الاسلام تھیں، البتہ آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے بعد ظاہر کیا۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے نکاح کرنے کے لیے پیغام دیا تو آپ نے پیغام قبول کرنے سے عذر ظاہر کیا کہ میرے بچے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعث تکلیف نہ ہوں یا یہ کہ اُن کو توجہ دینے کی صورت

---

[1] أسد الغابة، ج۷، ص۲۶۸؛ ابن هشام، ج۱، ص۴۰۲

[2] تاريخ إسلام، ج السيرة النبى، ص۲۴۵، ۲۷۲

[3] الخصائص الكبرى، ج۱، ص۲۹۲

میں کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق تلف نہ ہو جائیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ أُمَّ هَانِي بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَلِيَ عِيَالٌ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم ہانی کو پیغام نکاح دیا تو انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری عمر زیادہ ہے اور میرے بچے ہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے نیک جذبے کی یوں تحسین فرمائی:

خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى بَعْلٍ ذَاتِ يَدِهِ [2]

اونٹ پر سواری کرنے والی عورتوں میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں، بچپن میں اپنے بچے سے محبت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کا بہت زیادہ خیال رکھتی ہیں۔

ابن سعد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے بچے ہیں اور میں نہیں چاہتی کہ وہ آپ کو تکلیف پہنچائیں۔ [3]

ابن سعد رحمہ اللہ ہی کی ایک اور روایت میں آپ کا یہ جواب منقول ہے:

یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنے دل وجان سے زیادہ محبوب ہیں۔ اور بات یہ ہے کہ شوہر کا حق بہت زیادہ ہے، اگر میں شوہر کے پاس جاؤں تو اپنے بچوں کا حق ضائع کروں گی اور اگر بچوں کے پاس جاؤں تو شوہر کا حق ضائع کروں گی۔ [4]

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے بچے کچھ بڑے ہو گئے تو میں نے خود کو آپ کی خدمت میں پیش کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی نہیں کیونکہ اس وقت سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل ہو چکی تھی:

---

[1] صحيح مسلم: ٢٥٢٧؛ مسند أحمد: ٧٥٩٣

[2] مصنّف عبد الرزاق: ٢٠٦٠٣؛ المعجم الكبير: ٢٠٥٠٢

[3] ابن سعد، ج٨، ص ٣٢٢

[4] أيضاً

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ...﴾ (الاحزاب ۳۳:۵۰)[1]

اے نبیؐ، ہم نے تمھارے لیے حلال کر دیں تمھاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں، اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمھاری ملکیت میں آئیں، اور تمھاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی ہے...

اس آیت کی رُو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غیر مہاجرات سے شادی منع ہوگئی تھی اور یہ تو ثابت ہے کہ آپ مہاجرات میں سے نہیں تھیں۔

خدمتِ نبوی

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؓ کے پاس آئے اور فرمایا: کھانے کو کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: صرف سوکھی روٹی اور سرکہ موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''لے آؤ، جس گھر میں سرکہ موجود ہو، وہاں فقر نہیں ہوتا۔''[2]

تبرکِ نبوی کا حصول

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؓ سے پینے کے لیے پانی طلب کیا تو آپ نے پانی پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ پی کر بقیہ آپ کو واپس کر دیا جس کو آپ نے پی لیا۔ پینے کے بعد بارگاہ نبوی میں عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! أَمَّا إِنِّي كُنْتُ صَائِمَةً فَكَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّ سُؤْرَكَ فَقَالَ أَكُنْتِ تَقْضِينَ شَيْئاً فَقُلْتُ لَا فَقَالَ فَلَا بَأْسَ عَلَيْكِ[3]

---

[1] ابن سعد، ج۸، ص ۳۲۲۔۳۲۳

[2] سنن الترمذی: ۱۸۴۲

[3] مسند أحمد: ۲۶۸۳۸، ۲۶۸۳۹؛ سنن أبي داود: ۲۴۵۶؛ سنن الدارمی: ۱۷۳۵

یارسول اللہ! میں روزے سے تھی لیکن میں آپ کا جھوٹا واپس نہیں کرنا چاہتی تھی (اس لیے میں نے یہ پیا ہے)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا تم کوئی قضاروزہ رکھی ہوئی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نہیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم پر کوئی حرج نہیں۔

طلبِ علم

آپ گاہے بگاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دینی اُمور کے بارے میں سوالات کرتی رہتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ نمائی فرمایا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت ﴿وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ﴾ (العنکبوت ۲۹:۲۹) ''اور تم اپنی مجلسوں میں بُرے کام کرتے ہو؟'' کی تفسیر پوچھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ راہ گیروں پر پتھر پھینکتے تھے اور اُن کی ہنسی اڑایا کرتے تھے، یہی برائی تھی جو وہ کرتے تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی پناہ کو نافذ کرنا

آپ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔جب غسل سے فارغ ہوئے تو آٹھ رکعت نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے مرحبا کہا۔میں نے عرض کیا کہ میں نے ابن ہبیرہ کو پناہ دی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:

قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ[2]

بے شک، جس کو تم نے پناہ دی ہے، ہم نے بھی پناہ دے دی ہے۔

---

[1] مسند أحمد: ۲۶۳۵۱؛ سنن الترمذی: ۳۱۹۰؛ الإصابة، ج۸، ص۳۹۵

[2] صحيح البخاری: ۳۵۷، ۳۱۷۱؛ صحيح مسلم: ۳۳۶؛ سنن أبي داود: ۲۷۶۳؛ سنن الدارمی: ۱۴۵۳

خدماتِ حدیث

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھیالیس احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔[1] آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرت علی، عبد اللہ بن عباس، مجاہد، عروہ، عطاء، عکرمہ، کریب، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، شعبی، ابومرہ، ابوصالح،[2] جعدہ مخزومی، یحیٰ بن جابر، ہارون بن عیاش، عبداللہ بن عیاش، عبداللہ بن حارث، عبداللہ بن عبداللہ بن حارث، محمد بن عقبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔[3]

وفات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئیں۔[4]

❁ ...... ❁ ...... ❁

[1] تہذیب الأسماء واللغات، ج۲،ص۳۶۶؛سیر أعلام النبلاء، ج۲،ص۳۱۴

[2] الإصابة، ج۵،ص۳۹۲

[3] تہذیب التہذیب، ج۱۲،ص۴۸۱

[4] الأعلام، ج۵،ص۱۲۶

باب سوم

ضمیمہ: فہارس

(مہاجرات، راویات، مفتیات،

خادمات/مولیات، مجاہدات)

اس باب میں اُن صحابیاتؓ کے اسمائے گرامی فہرستوں کی شکل میں دیے جا رہی ہیں، جنھوں نے کسی خاص میدان میں اسلام کے لیے اہم خدمات انجام دیں۔ یہ خدمات انجام دینے والی خواتین کئی اقسام پر مشتمل ہیں۔

ایک قسم اُن عالی مقام خواتین کی ہے جنھوں نے اسلام کی خاطر گھر بار چھوڑ کر حبشہ یا مدینہ کو ہجرت کی۔ اس طرح بعض صحابیات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث یاد کیں اور اگلی نسلوں تک منتقل کیں۔ کچھ دیگر صحابیات علم و فضل میں ممتاز تھیں، انھوں نے عوام کی علمی راہ نمائی اور فتویٰ کی خدمات انجام دیں۔ بعض صحابیات خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کرنے میں ممتاز تھیں۔ ان میں وہ لونڈیاں بھی شامل ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آزاد کیا تھا۔ کچھ صحابیات وہ بھی تھیں جنھوں نے آگے بڑھ کر جنگوں کے خطرناک مواقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا اور حربی و غیر حربی خدمات انجام دیں۔

گزشتہ ابواب میں جن صحابیات کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے، اِن فہرستوں میں ان کے نام بھی شامل ہیں اور کئی نئے نام ایسے ہیں جن کی تفصیلی حیات و خدمات سیرت و تاریخ کی کتابوں میں دستیاب نہیں ہیں۔ کسی مخصوص خدمت کو اُجاگر کرنے کے لیے ان صحابیات پر کتاب کے متن کے اندر نوٹ لکھنا کتاب کی خواہ مخواہ طوالت کا باعث بنتا، اس لیے ان کے اسمائے گرامی اور خدمات کو مختصر طور پر فہارس کی شکل میں دیا جا رہا ہے۔

تاریخ اسلام کے ابتدائی اور فیصلہ کن مرحلے میں کسی خاتون کی ایک خدمت بھی بعد کے ادوار کی بے شمار خدمات پر بھاری ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ ان خواتین نے بھی اپنی زندگی میں دینِ اسلام کے لیے ہمہ جہت خدمات انجام دی ہوں گی لیکن تاریخ کے ریکارڈ پر نہ آسکی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی خدمات قبول فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

مہاجرات[1]

نمبر شمار	نام	قبیلہ	ہجرت
۱	حضرت اروی رضی اللہ عنہا بنت کریز	بنو امیہ	مدینہ
۲	حضرت اروی رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب	بنو ہاشم	مدینہ
۳	حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا بنت رقیش		مدینہ
۴	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت ارقم	بنو مخزوم	مدینہ
۵	حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت رقیش	بنو غنم	مدینہ
۶	حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	بنو تیم	مدینہ
۷	حضرت اسما رضی اللہ عنہا بنت سلمہ یا سلامہ	بنو تمیم	حبشہ/مدینہ
۸	حضرت اسما رضی اللہ عنہا بنت عمیس	بنو خثعم	حبشہ/مدینہ
۹	حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنت بشر	بنو عمر بن عوف	مدینہ
۱۰	حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنت خلف یا ہمینہ	بنو خزاعہ	مدینہ
۱۱	حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنت رقیقہ	بنو ہاشم	مدینہ
۱۲	حضرت اُمیمہ رضی اللہ عنہا بنت عبد المطلب	بنو ہاشم	مدینہ
۱۳	حضرت اسما رضی اللہ عنہا بنت سلمہ یا سلامۃ رضی اللہ عنہا	بنو تمیم	مدینہ
۱۴	حضرت برکہ رضی اللہ عنہا بنت یسار	عبد الاسد	حبشہ
۱۵	حضرت برکہ رضی اللہ عنہا بنت عامر	بنو عبد الدار	مدینہ
۱۶	حضرت شبیتہ رضی اللہ عنہا بنت یعار یا یسار زوجۂ ابوخذیفہ	بنو عوف	مدینہ

---

[1] یہ معلومات ان ماخذ سے جمع کی گئیں ہیں۔ أسد الغابة ،ج۷، تراجم النساء ،ابن سعد؛ ج۸،تراجم النساء،نمبر شمار ۲، ۳۳، ۴۳، ۹، ۷۹، ۹۲، ۹۳ کے لیے اسی مقالے کا باب سوم ملاحظہ کیجیے۔مہاجراتِ حبشہ کے لیے:الدرر ،ص۲۱۹،۵۴،۵۱؛ ابن اسحاق،ص۲۰۸_۱۵۶،۲۱۰_۱۵۷

۱۷	حضرت جدہؓ		مدینہ
۱۸	حضرت جدہؓ ابی سائب	بنوعبد شمس	مدینہ
۱۹	حضرت جذامہؓ بنت جندل	بنوغنم	مدینہ
۲۰	حضرت جذامہؓ بنت وہب	بنواسد	مدینہ
۲۱	حضرت جمانہؓ بنت ابی طالب	بنوہاشم	مدینہ
۲۲	حضرت حُبشیہؓ زوجہ سُفیان بن معمر	بنوخزاعہ	مدینہ
۲۳	حضرت حبیبہؓ بنت عبداللہ بن جحش	بنواُسد بن خزیمہ	مدینہ
۲۴	حضرت حبیبہؓ بنت جحش	بنواُسد بن خزیمہ	مدینہ
۲۵	حضرت خذامہؓ بنت جندل	بنواسد	مدینہ
۲۶	حضرت حسنہؓ، اُم شرحبیل	بنوکندہ	مدینہ
۲۷	حضرت حفصہؓ بنت عمر بن خطاب	بنوعدی	مدینہ
۲۸	حضرت حمنہؓ بنت جحش		بنواسد بن خزیمہ
۲۹	حضرت حولاؓ بنت تویت	بنواسد	مدینہ
۳۰	حضرت خالدہؓ بنت الاسود	بنوزہرہ	مدینہ
۳۱	حضرت خذیمہؓ بنت جہم	بنوعبدالدار	حبشہ
۳۲	حضرت خولہؓ بنت الاسود، اُم حرملۃ	بنوخزاعہ	حبشہ
۳۳	حضرت خولہؓ بنت حکیم	بنوسلیم	مدینہ
۳۴	حضرت خلیدہؓ بنت قعنب	الضبیۃ	مدینہ
۳۵	حضرت درہؓ بنت ابی لہب	بنوہاشم	مدینہ
۳۶	حضرت رائطہؓ بنت الحارث	بنوسعد	حبشہ
۳۷	حضرت رُقیہؓ بنت رسول اللہ	بنوہاشم	حبشہ/مدینہ
۳۸	حضرت رملہؓ زوجہ عثمان غنیؓ	عبشمیۃ	مدینہ
۳۹	حضرت رملہؓ بنت ابی عوف	بنوسہم	حبشہ
۴۰	حضرت زینب بنت جحش	بنواسد بن خزیمہ	مدینہ

۴۱	حضرت زینب ؓ بنت رسول اللہ	بنو ہاشم	مدینہ
۴۲	حضرت زینب ؓ بنت مظعون	بنو جمح	حبشہ
۴۳	حضرت زینب ؓ بنت ابی سلمہ	بنو مخزوم	مدینہ
۴۴	حضرت سخبرہ ؓ بنت تمیم	بنو غنم	مدینہ
۴۵	حضرت سودہ ؓ، اُم المومنین	بنو عامر بن لوئی	مدینہ
۴۶	حضرت سُعیدہ ؓ زوجۂ ابو صیف		مدینہ
۴۷	حضرت سہلہ ؓ بنت سہیل	بنو عامر بن لوی	حبشہ
۴۸	حضرت شجیرہ ؓ بنت تمیم	بنو غنم	مدینہ
۴۹	حضرت شفا ؓ بنت عبداللہ	بنو عدی	مدینہ
۵۰	حضرت شفا ؓ بنت عوف	بنو زہرہ	مدینہ
۵۱	حضرت شفا ؓ، اُم المسور	بنو زہرہ	مدینہ
۵۲	حضرت صفیہ ؓ بنت عبدالمطلب	بنو ہاشم	مدینہ
۵۳	حضرت صُفیہ ؓ، اُم ابی موسیٰ اشعری	اشعری ؓ	مدینہ
۵۴	حضرت ضباعہ ؓ بنت زبیر	بنو ہاشم	مدینہ
۵۵	حضرت الضیزیہ ؓ بنت ابی قیس	بن عبد مناف	مدینہ
۵۶	حضرت عائشہ ؓ، اُم المومنین	بنو تیم	مدینہ
۵۷	حضرت عاتکہ ؓ بنت زید	بنو عدی	مدینہ
۵۸	حضرت عاتکہ ؓ بنت عبدالمطلب	بنو ہاشم	مدینہ
۵۹	حضرت عاتکہ ؓ بنت عوف	بنو زہرہ	مدینہ
۶۰	حضرت عقیلہ ؓ بنت عبید بن الحارث عتواریہ، مولاۃ أبی موسی الاشعری	بنو اشعر	مدینہ
۶۱	حضرت عمرہ ؓ یا عمیرۃ بنت السعدی	بنو عامر بن لوئی	مدینہ
۶۲	حضرت الفارعہ ؓ بنت ابی سفیان	بنو امیہ	مدینہ
۶۳	حضرت فاطمہ ؓ بنت اسد	بنو ھاشم	مدینہ

۶۴	حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ	بنوہاشم	مدینہ
۶۵	حضرت فاطمہؓ بنت صفوان	بنوامیہ	حبشہ
۶۶	حضرت فاطمہ بنت خطاب	بنوعدی	مدینہ
۶۷	حضرت فاطمہؓ بنت قیس	بنوفہر	مدینہ
۶۸	حضرت فاطمہؓ بنت المجلّل ،اُم جمیل	بنوعامر	حبشہ/مدینہ
۶۹	حضرت فاطمہؓ بنت الولید بن عتبہ	بنوعبد شمس	مدینہ
۷۰	حضرت فاطمہؓ بنت الولید بن مغیرہ	بنومخزوم	مدینہ
۷۱	حضرت فاطمہ،ؓ اُم قہطم		مدینہ
۷۲	حضرت فکیہہؓ بنت یسار	بنوجمح	مدینہ
۷۳	حضرت قتیلہؓ بنت صیفی	جہنیہ	مدینہ
۷۴	حضرت قریبہؓ بنت الحارث	عتواریّہ	مدینہ
۷۵	حضرت قہطمؓ بنت علقمہ		حبشہ/مدینہ
۷۶	حضرت لیلیٰؓ بنت اَبی حثمہ	بنوعدی	حبشہ/مدینہ
۷۷	حضرت میمونہؓ ،اُم المومنین	بنوہلال	مدینہ
۷۸	حضرت ہمینہؓ بنت خالد	بنوخزاعہ	حبشہ
۷۹	حضرت ہندؓ بنت اثاثہ	بنوہاشم	مدینہ
۸۰	حضرت یسیرہؓ ،اُم یاسر	بنواَسد بن خُزیمۃ	مدینہ
۸۱	حضرت اُم ایمنؓ	حبشی النسل	حبشہ/مدینہ
۸۲	حضرت اُم اسحاقؓ	الغنویّہ	مدینہ
۸۳	اُم الجلاسؓ	بنوتیم	حبشہ/مدینہ
۸۴	حضرت اُم حبیبؓ بنت نباتہ	بنوعبدالدار یا بنوجمح	مدینہ
۸۵	حضرت اُم حبیبؓ بنت جحش	اسد بن خزیمہ	مدینہ
۸۶	حضرت اُم حبیبؓ بنت ثمامہ	بنوتمیم	مدینہ
۸۷	حضرت اُم حبیبہؓ ،اُم المومنین	بنواُمیہ	حبشہ/مدینہ

۸۸	حضرت اُم حرملہؓ یا حرملہؓ	بنوخزاعہ	حبشہ
۸۹	حضرت اُم حکیمؓ بنت زبیر	بنوہاشم	مدینہ
۹۰	حضرت اُم حکیمؓ بنت عتبہ بن ابی وقاص	بنوزہرہ	حبشہ/مدینہ
۹۱	حضرت اُم حکیمؓ بنت وداع	بنوخزاعہ	مدینہ
۹۲	حضرت اُم خالدؓ (پیدائش حبشہ میں)	بنوامیہ	حبشہ/مدینہ
۹۳	حضرت اُم رافعؓ		مدینہ
۹۴	حضرت اُم رومانؓ	بنوغنم	مدینہ
۹۵	حضرت اُم سلمہؓ، اُم المومنین	بنومخزوم	مدینہ
۹۶	حضرت اُم شریکؓ	دوس	مدینہ
۹۷	حضرت اُم عبداللہ بن مسعود	الھذلیہ	مدینہ
۹۸	اُم ابوالعالیہؓ		مدینہ
۹۹	حضرت اُم الغادیہؓ		مدینہ
۱۰۰	حضرت اُم الفضلؓ	بنوہلال	مدینہ
۱۰۱	حضرت اُم قیسؓ بنت محصن	بنواسد	مدینہ
۱۰۲	حضرت اُم قیسؓ	غیرمنسوبہ	مدینہ
۱۰۳	حضرت اُم کلثومؓ بنت عقبہ	بنوامیہ	مدینہ
۱۰۴	حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ	بنوہاشم	مدینہ
۱۰۵	حضرت اُم کلثومؓ بنت سہیل	بنوعامر	حبشہ/مدینہ
۱۰۶	اُم معبدؓ	بنوخزاعہ	مدینہ
۱۰۷	حضرت اُم یقظہؓ، زوجہ سُلیط بن عمرو		حبشہ

راویات[1]

نمبر شمار	نام	مرویات
۱	حضرت عائشہؓ ،اُم المومنین	۲۲۱۰
۲	حضرت اُم سلمہؓ ،اُم المومنین	۳۷۸
۳	حضرت اسماؓ بنت یزید بن السکن	۸۱
۴	حضرت میمونہؓ ،اُم المومنین	۷۶
۵	حضرت اُم حبیبہؓ ،اُم المومنین	۶۵
۶	حضرت حفصہؓ ،اُم المومنین	۶۰
۷	حضرت اسماؓ بنت عمیس	۶۰
۸	حضرت اسما بنت ابی بکرؓ	۵۸
۹	حضرت اُم ہانیؓ	۴۶
۱۰	حضرت اُم عطیہؓ	۴۰
۱۱	حضرت فاطمہؓ بنت قیس	۳۴
۱۲	حضرت اُم الفضلؓ بنت الحارث	۳۰
۱۳	حضرت اُم قیسؓ بنت محصن	۲۴
۱۴	حضرت ربیعؓ بنت معوذ	۲۱
۱۵	حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ	۱۸
۱۶	حضرت خولہؓ بنت حکیم	۱۵
۱۷	حضرت اُم سلیمؓ	۱۴
۱۸	حضرت شفاؓ بنت عبداللہ	۱۲
۱۹	حضرت سبیعہؓ اسلمیہ	۱۲

[1] جوامع السیرۃ،ص ۲۷۵۔۳۱۵

۲۰	حضرت نُبیشہؓ	۱۱
۲۱	حضرت زینبؓ بنت جحش	۱۱
۲۲	حضرت ضباعہؓ بنت الزبیر	۱۱
۲۳	حضرت بسرہؓ بنت صفوان	۱۱
۲۴	حضرت صفیہؓ، اُم المومنین	۱۰
۲۵	حضرت اُم ہشامؓ	۱۰
۲۶	حضرت اُم مبشرؓ	۱۰
۲۷	حضرت اُم کلثومؓ	۱۰
۲۸	حضرت اُم کُرزؓ	۱۰
۲۹	حضرت اُم معقلؓ	۱۰
۳۰	حضرت اُم رمُیثہؓ	۸
۳۱	حضرت خولہؓ بنت قیس	۸
۳۲	حضرت زینبؓ زوجہ ابن مسعودؓ	۸
۳۳	حضرت فریعہؓ بنت مالک	۸
۳۴	حضرت خنساؓ بنت خِدام	۸
۳۵	حضرت اُمیمہؓ بنت رقیقہ	۸
۳۶	حضرت اُم حرامؓ بنت ملحان	۷
۳۷	حضرت جُویریہؓ، اُم المومنین	۷
۳۸	حضرت اُم خالدؓ بنت خالد	۷
۳۹	حضرت زینبؓ بنت اُم سلمہ	۷
۴۰	حضرت سلمیٰؓ، مولاۃ رسول اللہ	۷
۴۱	حضرت اُم جندبؓ	۶
۴۲	حضرت اُم العلدؓ	۶
۴۳	حضرت اُم الدرداؓ	۵

۴۴	حضرت صفیہؓ بنت شیبہ	۵
۴۵	حضرت اُم ایمنؓ	۵
۴۶	حضرت سودہؓ، اُم المومنین	۵
۴۷	حضرت اُم بُحسبید	۵
۴۸	حضرت بنت لیلیٰؓ	۴
۴۹	حضرت بنت کردمؓ	۴
۵۰	حضرت اُم ضبیہؓ	۴
۵۱	حضرت اُم المنذرؓ	۴
۵۲	حضرت اُم حبیبہؓ بنت سہل	۴
۵۳	حضرت رویبہؓ	۴
۵۴	حضرت اُم ایوبؓ	۳
۵۵	حضرت اُم فروہؓ	۳
۵۶	حضرت اُم جمیلؓ	۳
۵۷	حضرت ضماؓ بنت بشر	۳
۵۸	حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش	۳
۵۹	حضرت اُم سعدؓ	۳
۶۰	حضرت اُنیسہؓ	۳
۶۱	حضرت دُرہؓ بنت ابی لہب	۳
۶۲	حضرت سلامہؓ	۳
۶۳	حضرت میمونہؓ بنت سعد	۳
۶۴	حضرت خولہؓ بنت الیاس	۲
۶۵	حضرت سہلہؓ بنت سہیل	۲
۶۶	حضرت اُم طارقؓ	۲
۶۷	حضرت اُم عمارہؓ	۲

۶۸	حضرت اُم عبداللہؓ	۲
۶۹	حضرت اُم الحکمؓ	۲
۷۰	حضرت عائشہؓ بنت قدامہ	۲
۷۱	حضرت اُم ورقہؓ	۲
۷۲	حضرت السوداؓ	۲
۷۳	حضرت جذامہؓ بنت وہب	۲
۷۴	حضرت میمونہؓ مولاۃ رسول اللہ	۲
۷۵	حضرت اُم بشیرؓ بنت البرا بنت معرور	۲
۷۶	حضرت زیادؓ	۲
۷۷	حضرت اُم عبدالرحمٰنؓ	۲
۷۸	حضرت اُم معبدؓ	۲
۷۹	حضرت ماریہؓ مولاۃ رسول اللہ	۲
۸۰	حضرت اُمیمہؓ	۲
۸۱	حضرت سانیہؓ	۱
۸۲	حضرت جمیلہؓ بنت ابی سلول	۱
۸۳	حضرت اُم شریکؓ	۱
۸۴	حضرت اُم مالک بہزیہؓ	۱
۸۵	حضرت بُقیرہؓ یا نُضیرہؓ	۱
۸۶	زوجۃ القعقاعؓ	۱
۸۷	حضرت خولہؓ بنت الصامت	۱
۸۸	حضرت اُم نصرؓ	۱
۸۹	حضرت سلامہؓ بنت معقل	۱
۹۰	حضرت خدیجہؓ، اُم المومنین	۱
۹۱	حضرت اُم کبشہؓ	۱

۹۲	حضرت کبشہ ؓ	۱
۹۳	حضرت جمرہ ؓ بنت عبداللہ	۱
۹۴	حضرت اُم عثمان ؓ بنت سفیان	۱
۹۵	حضرت شموس ؓ بنت النعمان	۱
۹۶	حضرت سرؓا بنت نبہان	۱
۹۷	حضرت لیلیٰ ؓ بنت قانف	۱
۹۸	حضرت اُم سنبلہ ؓ	۱
۹۹	حضرت بریرہ ؓ مولاۃ عائشہ ؓ	۱
۱۰۰	حضرت اُم جمیلہ ؓ	۱
۱۰۱	حضرت نُدبہ ؓ	۱
۱۰۲	حضرت عزہ ؓ بنت جابل	۱
۱۰۳	حضرت اُم سلیمان ؓ بنت حکیم	۱
۱۰۴	حضرت قتیلہ ؓ	۱
۱۰۵	حضرت اُم انس ؓ	۱
۱۰۶	حضرت اُم خالد ؓ بنت الاسود	۱
۱۰۷	حضرت اُم حمید ؓ	۱
۱۰۸	حضرت قَیلَہ ؓ	۱
۱۰۹	حضرت بروع ؓ بنت واشق	۱
۱۱۰	حضرت خیرہ ؓ امراۃ کعب بن مالک	۱
۱۱۱	حضرت اُم اسحاق ؓ	۱
۱۱۲	حضرت حبیبہ ؓ بنت ابی سبرہ	۱
۱۱۳	حضرت اُم سعد ؓ، خالدہ بنت انس	۱
۱۱۴	حضرت طعمہ ؓ بنت جر	۱
۱۱۵	حضرت اُم ہلال ؓ بنت بلال	۱

۱۱۶	حضرت اُم الحجاجؓ سریہ اُسامہؓ	ا
۱۱۷	حضرت اُم رومانؓ	ا
۱۱۸	حضرت اُم الصہباؓ	ا
۱۱۹	حضرت اُم طفیلؓ زوجہ ابی بن کعب	ا
۱۲۰	حضرت حمنہؓ بنت جحش	ا
۱۲۱	حضرت اُم عامرؓ	ا
۱۲۲	حضرت حبیبہؓ بنت اُبی تجراہ	ا
۱۲۳	حضرت رقیقہؓ	ا
۱۲۴	بنت حمزہؓ بنت عبدالمطلب	ا

مفتیات [1]

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حضرت عائشہؓ صدیقہ	۲	حضرت اُم سلمہؓ ،اُم المومنین
۳	حضرت صفیہؓ ،اُم المومنین	۴	حضرت حفصہؓ ،اُم المومنین
۵	حضرت اُم حبیبہؓ ،اُم المومنین	۶	حضرت اُم عطیہؓ
۷	حضرت لیلیٰؓ بنت قانف	۸	حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر
۹	حضرت اُم شریکؓ	۱۰	حضرت حولاؓ بنت تویت
۱۱	حضرت اُم الدرداؓ الکبریٰ	۱۲	حضرت عاتکہؓ بنت زید
۱۳	حضرت سہلہؓ بنت سہیل	۱۴	حضرت جویریہؓ ،اُم المومنین
۱۵	حضرت میمونہؓ ،اُم المومنین	۱۶	حضرت فاطمۃ الزہراؓ
۱۷	حضرت فاطمہؓ بنت قیس	۱۸	حضرت زینبؓ بنت اُم سلمہ
۱۹	حضرت اُم ایمنؓ	۲۰	حضرت اُم یوسفؓ
۲۱	حضرت غامدیہؓ		

[1] أعلام الموقعين، ج۱، ص۱۰، ۱۱

خادمات/مولیات[1]

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حضرت امۃ اللہؓ بنت رزینہ	۲	حضرت اُمیمہؓ
۳	حضرت حضرہؓ	۴	حضرت خولہؓ جدۂ حفص
۵	حضرت رزینہؓ مولاۃ صفیہؓ	۶	حضرت سلامہؓ دایۂ ابراہیمؓ
۷	حضرت سلمیٰؓ، اُم رافع	۸	حضرت صفّیہؓ
۹	حضرت ماریہؓ جدۂ مثنیٰ بن صالح	۱۰	حضرت میمونہؓ بنت سعد
۱۱	حضرت اُم عیاشؓ	۱۲	حضرت اُم فروہؓ
۱۳	حضرت اُم ایمنؓ، برکہ	۱۴	حضرت رضویؓ بنت کعب
۱۵	حضرت ریحانہؓ	۱۶	حضرت میمونہؓ بنت ابی عُسیب
۱۷	حضرت اُم ضُمیرہؓ زوجہ اُبی ضمیرہ	۱۸	حضرت بریرہؓ مولاۃ عائشہ
۱۹	حضرت خلیسہؓ مولاۃ حفصہ	۲۰	حضرت سانیہؓ
۲۱	حضرت سدیسہؓ انصاریہ	۲۲	حضرت عُنقودہؓ، اُم ملیح حبشیہ
۲۳	حضرت ماریہؓ، اُم الرباب	۲۴	حضرت لیلیٰؓ، مولاۃ عائشہ
۲۵	حضرت شیماؓ	۲۶	حضرت سائبہؓ
۲۷	حضرت ربیحہؓ	۲۸	قیسر قبطیہؓ

…… ……

[1] نمبر شمار ۱ تا ۱۲، ۲۷ کے لیے: أسد الغابة، ج۷، تراجم النساء، نمبر شمار ۱۳ تا ۱۷: الوفاء؛ البداية والنهاية، ج۴؛ نمبر شمار کے لیے: ۱۸ تا ۲۶: البداية والنهاية، ج۴، نمبر شمار ۲۷، ۲۸: عیون الأثر، ج۲، ص ۳۱۴

مجاہدات[1]

نمبر شمار	نام	شریک غزوہ
۱	حضرت اسماؓ بنت یزید، اُم عامر	خیبر، یرموک، فتح مکہ
۲	حضرت آمنہؓ بنت ابی سفیان یا میمونہ	طائف
۳	حضرت اُمیہؓ بنت قیس	خیبر
۴	حضرت اُمیمہؓ بنت ناسی	طائف
۵	حضرت جویریہؓ بنت ابی سفیان	یرموک
۶	حضرت حمنہؓ بنت جحش	اُحد
۷	حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ	یرموک
۸	حضرت ربیعؓ بنت معوذ	متعدد غزوات
۹	حضرت رُفیدہؓ	طبی خدمات
۱۰	حضرت زینبؓ، اُم المومنین	طائف
۱۱	حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب	احد، خندق
۱۲	حضرت صفیہؓ بنت عمر بن خطاب	خیبر
۱۳	حضرت ضحاکؓ بنت مسعود	خیبر
۱۴	حضرت عائشہؓ، اُم المومنین	اُحد
۱۵	حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ	اُحد
۱۶	حضرت فراسیہؓ بنت سوید	طائف
۱۷	حضرت کعیبہؓ بنت سعید یا سعد	خیبر
۱۸	حضرت لیلیٰؓ غِفاریہ	

[1] الاصابة ،ج۵ تراجم النساء؛الاستیعاب،ج۴؛تراجم النساء،ابن سعد،ج۸، تراجم النساء؛ أسد الغابة،ج۷،تراجم النساء؛ نمبر شمار ۵، ۲۶، ۲۳ کے لیے: تاریخ دمشق،ج۶۹،ص۵۸؛ أیضاً،ج۷۰،ص۲۰۷،۱۹۷

۱۹	حضرت معاذہؓ غِفاریہ	
۲۰	حضرت نسیبہ بنت کعب، اُم عمارہؓ	اُحد، یمامہ، بیعت عقبہ، بیعت رضوان، خیبر، حنین، عمرۃ القضا
۲۱	حضرت ہندؓ بنت اُثاثہ	اُحد، خیبر
۲۲	حضرت ہندؓ بنت عمرو بن حرام	خیبر، اُحد
۲۳	حضرت اُم ابانؓ بنت عُتبہ	اجنادین، فتح مکہ
۲۴	حضرت اُم ایمنؓ	خیبر، حنین
۲۵	حضرت اُم حارثؓ انصاریہ	حنین
۲۶	حضرت اُم حبیب	یرموک
۲۷	حضرت اُم حرامؓ بنت ملحان	قبرص
۲۸	حضرت ام حکیمؓ	اجنادین
۲۹	حضرت اُم رافعؓ	خیبر
۳۰	حضرت اُم رمثہؓ	خیبر
۳۱	حضرت اُم زیادؓ اشجعیہ	خیبر
۳۲	حضرت اُم سلمہؓ	خیبر، طائف
۳۳	حضرت اُم سلیطؓ	اُحد، خیبر، حنین
۳۴	حضرت اُم سلیمؓ	حنین، خیبر، احد
۳۵	حضرت اُم سنانؓ	خیبر
۳۶	حضرت اُم ضحاکؓ بنت مسعود	خیبر
۳۷	حضرت اُم عطیہؓ	سات غزوات
۳۸	حضرت اُم العلاؓ انصاریہ	خیبر
۳۹	حضرت اُم مطاعؓ	خیبر
۴۰	حضرت اُم مُنیعؓ بنت عمرو بن عدی	خیبر

۴۱	حضرت اُم ہشام رضی اللہ عنہا بنت حارثہ بن نعمان	بیعتِ رضوان
۴۲	زوجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن اُنیس	خیبر
۴۳	جدہ حشرج رضی اللہ عنہ	خیبر

ماحصل (Conclusion)

(۱)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو شروع میں بہت تھوڑے لوگوں نے اس پر لبیک کہا۔ بیشتر قریش نے اس کا نہ صرف انکار کیا بلکہ جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا ان کا بھی جینا دوبھر کر دیا۔ جب اِعلانِ نبوت کو تیرہ سال گزر گئے اور مشرکین پھر بھی اپنی ضد پر اڑے رہے اور مسلمانوں پر ظلم وزیادتی بند نہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باذنِ الٰہی مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا کہا اور خود بھی ہجرت کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے اسلام کی خاطر گھر بار اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر مدینے کا رخ کیا۔ صحابہ کا یہ طبقہ مہاجرین اور مہاجرات کے نام سے مشہور ہے اور اس فضیلت میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ اُن کی خدمات مکی اور مدنی دونوں اَدوار پر پھیلی ہوئی ہیں۔

انھوں نے تاریخِ اسلام کے مشکل ترین دور میں اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وفاداری کا بے مثال ثبوت دیا۔ ہر موقع پر آپ کی مدد کی۔ حضرت اروی ؓ زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرتی تھیں اور اپنے بیٹے کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و اعانت کرنے کی ترغیب دیتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے لیے جانے لگے تو حضرت اسما ؓ نے زادِ سفر تیار کیا اور غار ثور تک کھانا پہنچاتی رہیں۔ آپ کی نقل و حرکت (movement) کو حفاظت کے نقطۂ نظر سے خفیہ رکھا۔ اپنے بوڑھے دادا کو ایک تدبیر کے ذریعے مطمئن رکھا اور خود ایسی حالت میں ہجرت کی کہ آپ کو حمل تھا۔ حضرت خدیجہ ؓ کا انتقال ہوا تو حضرت خولہ ؓ بنت حکیم نے آپ کی تنہائی اور غم دور کرنے کے لیے دوسری شادی کا بندوبست کیا۔

مہاجرات بدعات ومنکرات کے خاتمے کے لیے ہمہ تن کوشاں رہتی تھیں۔ جب حضرت اسما بنت ابی بکرؓ کے سامنے ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا جو قرآن کریم سن کر بے ہوش ہو جاتے تھے تو انھوں نے شیطان سے پناہ مانگی اور فرمایا کہ صحابہ کرام جب قرآن کریم پڑھتے تھے تو ان کی آنکھوں میں تو آنسو ہوتے تھے اور رونگٹے کھڑے ہوتے تھے۔ جب حضرت شفاؓ نے دیکھا کہ ان کا داماد نماز کے وقت مسجد میں نہیں گیا تو اس کو ملامت کی۔ جب حضرت اسماؓ کو بیٹے نے باریک کپڑے لاکر دیے تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت فاطمہؓ بنت خطاب اپنے بھائی عمر بن خطاب کے ہاتھوں سخت مار کھا کر بھی اسلام سے برگشتہ نہیں ہوئیں تو ان کا بھائی اسلام کے بارے میں سوچ و بچار پر مجبور ہوا اور جب قرآن کریم پڑھا تو مسلمان ہو گیا۔ حضرت اُم رافعؓ نے دیکھا کہ جب ان کا شوہر ہوا خارج ہونے کے باوجود بھی نماز پڑھتا ہے تو اس کو تنبیہ کی اور اس سلسلے میں اس کی مار بھی برداشت کی۔

حضرت اُم شریک دوسیہؓ خفیہ طور پر قریش کی خواتین کو دعوتِ اسلام دیتی تھیں۔ جس کی پاداش میں ان کا مکہ سے اخراج ہوا اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن اسلام پر ثابت قدم رہیں۔

مہاجرات نے اسلام کی حفاظت اور کفار کے مقابلے میں جس جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا تاریخ اقوام اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب حضرت اروٰیؓ کو بتایا گیا کہ ان کا بیٹا طلیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں اپنی جان خطرے میں ڈال رہا ہے تو انھوں نے کہا: طلیب کی زندگی کا وہ دن سب سے اچھا ہے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کرتا ہے۔ جب حضرت اسماؓ سے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بنو اُمیہ سے مصالحت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ

موت کے خوف سے ذلت آمیز صلح نہ کرنا اور جب حجاج ملا تو اس کو بھی کھری کھری سنائیں۔حضرت صفیہ ؓ غزوۂ اُحد میں بھاگنے والوں کو شرم دلا دلا کر کہتی تھیں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو؟ آپ ؓ نے غزوۂ خندق میں خود اپنے ہاتھ سے ایک یہودی کو قتل کیا۔حضرت اُم ایمن ؓ غزوۂ اُحد،خیبر اور اور حنین میں شریک ہوئیں۔اُحد کے دن بھاگنے والوں کے چہروں پر خاک پھینکتی تھیں اور اُن کو غیرت دلاتی تھیں۔اس طرح غزوۂ حنین میں بھی بھاگنے والوں پر عتاب کیا۔

داعیِ اعظم کی اطاعت کا جذبہ اتنا غالب تھا کہ جب حضرت اسماؓ کے پاس اُن کی غیر مسلم والدہ تحائف لے کر آئی تو انھوں نے قبول کرنے سے انکار کیا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی تو تحائف قبول کیے۔اسی طرح جب ایک دوسرے موقع پر ان کی ماں نے مدد کی درخواست کی تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لی۔جب حضرت فاطمہ ؓ بنت قیس کو کئی اطراف سے پیغاماتِ نکاح موصول ہوئے تو انھوں نے اپنی خواہش کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی سے شادی کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی اشاعت میں بھی اس طبقہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔حضرت اسما ؓ بنت عمیس سے ساٹھ،اسما بنت ابی بکر ؓ سے اٹھاون،فاطمہ ؓ بنت قیس سے چونتیس،اُم الفضل ؓ سے تیس،خولہ ؓ بنت حکیم سے پندرہ،ضباعہ ؓ بنت زبیر سے گیارہ،اُم کلثوم ؓ بنت عقبہ سے دس،شفا سے بارہ،اُمیمہ بنت رقیقہ سے آٹھ،زینب ؓ بنت ابی سلمہ سے سات،اُم رافع ؓ سے سات اور دیگر کئی مہاجرات سے متعدد احادیث مروی ہیں۔

ان کے علاوہ اس طبقہ نے داعیِ اعظم کی خدمت،بیعت،مصائب پر استقامت،انفاق فی سبیل اللہ،عبادات سے شغف،محنت و مشقت،حیاداری،خشیتِ الٰہی،حصول علم کی جستجو اور بے کسوں کی مدد کی ایسی مثالیں پیش کیں جو خواتین کے لیے نشاناتِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

(۲)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکمِ الٰہی مدینے کی طرف ہجرت فرمائی تو جہاں ایک طرف مہاجر صحابہ نے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اپنے گھر بار اور رشتہ دار چھوڑے وہاں انصار نے اپنی بے مثال مدد سے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین کی مدد کا حق ادا کیا اور جان و مال کی کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اس شرف میں انصار کے مردوں کے ساتھ ان کی برگزیدہ خواتین برابر کی شریک تھیں۔

انصار صحابہ اور صحابیات نے پختہ ایمان، بے مثال اطاعت، پرخلوص محبت، قربانی، جذبۂ انفاق اور جرأت و بہادری کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شہر سے بے سروسامانی کے عالم میں نکالے گئے تھے، آٹھ سال کے مختصر عرصے کے اندر وہاں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے اور پورا جزیرۃ العرب اسلام کے زیرِ نگین ہو گیا۔

ایک انقلابی تحریک کو جان و مال کی قربانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اخلاقی حمایت کی بھی، قائد سے محبت کرنے والے اطاعت شعار کارکنوں کی بھی اور حوصلہ مند سپہ سالاروں کی بھی۔ انصار کے مرد و خواتین نے ان تمام میدانوں میں ہمارے لیے قابلِ تقلید نمونے چھوڑے ہیں۔ انصار کی خدمات کثیر الجہات (Multi-dimensional) تھیں۔

انصاریات کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی تو انصار کی لڑکیوں نے اشعار گا کر استقبال کیا۔ جب ایک موقع پر حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا بنت رافع کے مشکیزے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی پیا تو انھوں نے مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس بطورِ تبرک محفوظ کر لیا۔ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی اسی طرح مروی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید کی دعوت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاں کھانا کھایا اور ان کے مشکیزے سے پانی پیا تو آپ کے جانے کے بعد انھوں نے وہ مشکیزہ لے کر لپیٹ

دیا اور اس کو تیل لگا کر اپنے پاس بطورِ تبرک محفوظ کر لیا۔ جب ایک دوسرے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا منہ لگا ہوا پیالہ دیا تو وہ اپنے گھٹنے پر رکھ کر گردش دینے لگیں کہ منہ وہاں لگائے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگایا تھا۔ حضرت اُم ایوب انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے ہوئے کھانے میں اس جگہ کو تلاش کرتیں جہاں آپ کے ہاتھ لگے ہوتے۔ حضرت اُم سلیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو شیشی میں جمع کرتی تھیں۔

حضرت ہندؓ بنت عمرو کو اپنے باپ، بیٹے اور بھائی کی شہادت کی یکے بعد دیگرے خبر دی گئی لیکن وہ پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت دریافت کرتی رہیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحیح سالم دیکھ لیا تو فرمایا: كُلُّ مُصِيبَةٌ بَعْدَكَ جَلَلٌ ! حضرت کبشہؓ بنت رافع کو اپنے ایک بیٹے اور حضرت سمیراؓ بنت قیس کو بھی جب اپنے دو بیٹوں کی شہادت کی خبر دی گئی، تو انھوں نے بھی یہی کیا۔

جب حضرت اسماؓ بنت یزید کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناگواری کا اظہار کیا تو انھوں نے ادھر ہی فوراً پھینک دیے اور اپنی خالہ کو بھی ایسا کرنے کا کہا۔ حضرت اُمیہؓ بنت قیس کو ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت کے لیے پانی میں نمک ڈالنے کو کہا تھا لیکن وہ ساری زندگی اس پر عمل کرتی رہیں۔ ایک سال یومِ عاشورا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھنے کا حکم دیا تو اس کے بعد اس دن حضرت ربیع بنت معوذؓ نہ صرف خود روزہ رکھتی تھیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی رکھواتی تھیں۔ حضرت اُم خلادؓ کو حجاب اتنا عزیز تھا کہ جب اپنے بیٹے کی شہادت کی تحقیق کے لیے آئیں تو بھی نقاب اوڑھا ہوا تھا کسی نے تعجب کا اظہار کیا تو فرمایا کہ میں نے بیٹا کھودیا ہے لیکن حیا تو نہیں کھوئی۔ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب احکامِ حجاب نازل ہوئے تو انصار کی خواتین (پردے کا اہتمام کر کے) ایسے نکلا کرتی تھیں جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہیں۔

انصاریات راہ خدا میں جذبہ جہاد سے سرشار تھیں، جو دین وملت کی حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ متعدد انصاریات کے بارے میں منقول ہے کہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جایا کرتی تھیں اور مجاہدین کی مرہم پٹی کرنے، پانی پلانے، زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھانے، اسباب کی حفاظت کرنے، سوت کاتنے، کھانا پکانے اور مجاہدین کے حوصلے بڑھانے کی خدمت انجام دیا کرتی تھیں۔ متعدد صحابیات گھروں سے کھانے پینے کی اشیا میدان جنگ میں بھیجا کرتی تھیں۔

بعض برگزیدہ خواتین نے تو بوقت ضرورت تلوار کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا اور متعدد کافروں کو جہنم رسید کیا۔ حضرت اسماؓ بنت یزید نے غزوۂ خیبر، بیعتِ رضوان، فتح مکہ اور جنگِ یرموک میں شرکت کی۔ حضرت اُم حرامؓ نے پیشگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غزوۃ البحر میں شرکت کی دعا کرائی اور بعد میں شہادت کا بلند مقام بھی حاصل کرلیا۔

حضرت اُم سلیطؓ نے غزوۂ اُحد، خیبر اور حنین میں شرکت کی۔ حضرت اُم سلیمؓ غزوۂ اُحد اور حنین میں شریک رہیں اور کمال درجہ استقامت اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت اُم عطیہؓ نے سات غزوات میں حصہ لیا۔ جب حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ نے جنگ یرموک میں بھاگنے والوں کو غیرت دلائی تو وہ لوٹ کر میدان جنگ میں آئے۔ حضرت رفیدہؓ اور کعیبہؓ کو علمِ طب میں اِختصاص حاصل تھا۔ وہ مجاہدین کے علاج معالجے کی خدمت انجام دیا کرتی تھیں۔

حضرت اُم عمارہؓ کی تو اس میدان میں کوئی مثل نہیں ہے۔ غزوۂ اُحد کے نازک موقع پر جب صرف چند جان نثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے رہ گئے تو آپ ان میں شامل تھیں۔ آپ عملاً قتال میں شریک تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے اپنے جسم کو بطور ڈھال استعمال کر رہی تھیں۔ جب بیٹا زخمی ہوگیا تو مرہم پٹی کر کے دوبارہ محاذِ جنگ پر بھیج دیا۔ غزوۂ اُحد میں آپ کو تیرہ زخم لگے اور جنگِ یمامہ میں ایک ہاتھ کٹا۔ آپ کی سرفروشانہ خدمات کی بدولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بیٹے کو کہا: ''تیری ماں

کا مقام فلاں فلاں لوگوں سے اونچا ہے۔'' آپ کے اعزاز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی کہا: ''میں اپنے دائیں یا بائیں جس طرف بھی دیکھتا تو اسے اپنی حفاظت کے لیے لڑتے ہوئے دیکھتا۔'' اس کے علاوہ آپ نے بیعتِ عقبہ، بیعتِ رضوان، غزوۂ خیبر، حنین اور جنگِ یمامہ میں بھرپور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔

عہد نبوت کی ان برگزیدہ خواتین کی خواہش ہوتی تھی کہ ان کی اولاد اور شوہر بھی دینِ اسلام پر فدا ہو جائیں چنانچہ وہ اپنے بچوں کو بھی راہ حق میں قربانیاں دینے کی ترغیب دیا کرتی تھیں۔ حضرت عفراؓ کے دو بیٹے غزوہ بدر میں شہید ہو گئے اور تیسرے اگرچہ شریک جنگ تھے لیکن شہید نہیں ہوئے تو اس کے بارے میں فرمایا: هٰذَا شَرُّ بَنِيّ! حضرت سعدؓ بن معاذ کی ماں نے غزوۂ خندق کے موقع پر اُن سے کہا: پیارے بیٹے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچو، تم نے تو دیر کر دی ہے! غزوۂ حنین کے نازک موقع پر حضرت اُم الحارثؓ اپنے شوہر کے اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کو استقامت کی ترغیب دے رہی تھیں۔

متعدد خواتین ایسی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رضا کارانہ اپنی خدمات پیش کیں۔

اس کے علاوہ نیک کاموں میں اپنے شوہروں کے ساتھ تعاون اور ان کی حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔ جب حضرت ابوالدحداحؓ نے اپنا بیش قیمت باغ راہِ خدا میں صدقہ کر دیا تو بیوی حضرت اُم الدحداحؓ نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے تو نفع کا سودا کیا۔ حضرت اُم سلیمؓ نے عقلی دلائل دے دے کر ابوطلحہ کو اسلام کی حقانیت پر قائل کیا، پھر نکاح پر آمادگی ظاہر کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث یاد کرنا اور پھر ان کی اشاعت کرنا دعوت کے پھیلانے کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔ انصار کی خواتین نے بڑے ذوق وشوق سے اس میں حصہ لیا۔ ان کے شوقِ علم کی تعریف کرتی ہوئی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''انصار کی عورتیں کیا خوب ہیں، ان کو حیا اس بات سے مانع نہیں ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں''۔ انھوں نے

دین کا فہم پیدا کر کے اس کی اشاعت کی بھرپور کوشش کی ۔حضرت اسماؓ بنت یزید سے اکیاسی ، اُم عطیہؓ سے چالیس ، رُبیعؓ بنت معوذ سے اکیس ، اُم سلیمؓ سے چودہ اور اُم حرامؓ سے سات احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔اُن کے علاوہ بھی متعدد انصاریات نے روایت حدیث کی خدمت انجام دی۔

خوفِ خدا، جان نثاری ،مصائب پر استقامت ،شوہروں کی خیرخواہی ،عفت کی حفاظت ،ایک دوسرے کی مدد،عبادات کا شوق اور داعیِ اعظم کی خدمت میں ہدایا بھیجنے کی عادت اُن برگزیدہ خواتین کی صفات تھیں ۔اُن کہ ہمہ گیر نصرت اور اعانت اور بے شمار قربانیوں کے پیشِ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فی کُلِّ دُوَرِ الأَنْصَارُ خَیر ''انصار کے تمام گھروں میں بھلائی ہے''۔

(۳)

متعدد صحابیات ایسی ہیں جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئیں۔فرقِ مراتب کے باوجود ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی کا وعدہ ہے۔کچھ ایسی بھی تھیں جن کو ہجرت کا موقع ہی نہیں ملا۔ان کی قربانیاں بھی اپنی ایک انفرادی شان رکھتی ہیں۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور دیکھ بھال کی خدمت عمدہ طریقے پر انجام دی۔ان کی بیٹی حضرت شیماؓ بھی ساتھ تھیں۔حضرت سمیہؓ راہِ اسلام میں سب سے پہلی شہیدہ ہیں۔آپ نے جان دینا تو گوارا کیا لیکن اسلام کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوئیں۔لبینہ حضرت عمر سے اتنی مار کھاتیں کہ وہ تھک جاتے لیکن پھر بھی اسلام سے نہیں پھریں۔حضرت زِنیرہؓ رومیہ بھی مصائب کے مقابلے میں کوہ استقامت ثابت ہوئیں۔ حضرت نہدیہؓ کا بھی یہی حال تھا اس کے باوجود جب وہ آزاد ہوئیں تو اپنے ذمے کام کو انجام دے کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیا۔سمراؓ بنت نہک بازاروں میں چل پھر کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا کرتی تھیں اور بوقت ضرورت اپنے کوڑے

کو بھی کام میں لاتی تھیں۔ جب مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا تو حضرت رقیقہؓ نے فوراً جا کر رسول اللہ ﷺ کو حفظ ما تقدم کے طور پر آگاہ کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ بازارِ عکاظ میں دعوت کے سلسلے میں گئے اور مشرکین نے ایذا دی تو حضرت ضباعہؓ بنت عامر نے اپنے قبیلے والوں کو رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لیے بلایا جنھوں نے شر پسندوں کو سخت سزا دی۔

قبولِ اسلام کے ساتھ ہی حضرت ہندؓ بنت عتبہ کے دل کی دنیا بدل گئی، رسول اللہ ﷺ آپ کی محبوب ترین شخصیت بن گئے۔ آپؓ نے فوراً اپنے بت کو توڑ دیا۔ آپ جنگ یرموک میں شریک رہیں اور بھاگنے والوں کو اشعار پڑھ پڑھ کر غیرت دلائی جس کی وجہ سے وہ واپس میدانِ جنگ میں آئے۔

حضرت اُم حکیمؓ نے بھی فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور شوہر کے لیے پناہ حاصل کی، پھر اس کے پیچھے یمن جا کر اسلام کی دعوت دی جس سے وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے جنگ یرموک میں نو رومیوں کو قتل کیا۔ حضرت اُم ہانیؓ نے واقعہ معراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو حفاظت کے پیش نظر بات کو خفیہ رکھنے کا مشورہ دیا اور جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو خبر گیری کے لیے اپنی لونڈی کو پیچھے بھجوا دیا۔ اشاعتِ حدیث میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ حضرت بریرہؓ فقر میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاں تحائف بھیجا کرتی تھیں۔ بنو اُمیہ کے ظلم و ستم کے پیش نظر متوقع خلیفہ کو پیشگی نصیحت کر کے خون ریزی سے منع کرنے کی کوشش کی۔ حضرت خنساؓ نے ایک فصیح و بلیغ خطبے کے ذریعے اپنے چاروں بیٹوں کو میدان کارزار میں کودنے کی نصیحت کی اور جب چاروں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(۴)

ہجرت کا موقع ہو تو کم از کم ۱۰۷ صحابیاتؓ کے ناموں کے ساتھ صراحت ملتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گھر بار چھوڑ کر یہ سعادت حاصل کی۔ اٹھائیس

صحابیات وہ ہیں جنھوں نے خاص طور پر خادماتِ رسول کا لقب پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی حفاظت اور اُن کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کی خدمات ۱۲۴ صحابیات ؓ نے انجام دیں۔ عوام الناس کو دینی اُمور میں راہ نمائی فراہم کرنے کے لیے خود کو وقف کرنے والی اِکیس مفتیات صحابیات ؓ کے اسمائے گرامی ریکارڈ پر موجود ہیں۔ کم از کم تینتالیس صحابیات کے بارے میں سیرت و تاریخ کی کتابوں میں آیا ہے کہ وہ جہاد کے لیے نکلیں اور کھانا پکانے، مریضوں کے علاج معالجے اور دیگر خدمات سمیت اُن میں کئی خواتین نے متعدد مرتبہ خود تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ یہاں یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہے کہ تاریخ میں کسی عہد کے سوفی صد واقعات ضبط میں نہیں آتے بلکہ بے شمار واقعات اور شخصیات گوشۂ گم نامی میں رہ جاتی ہیں۔

صحابیات ؓ کی سیرت میں ہمارے لیے ہر پہلو سے نصیحت اور عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کی خدمات زندگی کے ہر شعبے پر پھیلی ہوئی ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن کی کامیابی کے لیے تن من دھن کی قربانی دی۔ انھوں نے جن مشکل حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا، تاریخ میں کسی قائد کے مرد ساتھیوں نے بھی ایسی مثالیں پیش نہیں کیں۔ یہ ہمارے اسلاف کے قابلِ فخر کارنامے ہیں، جنس اُناث بطورِ خاص ان پر تا قیامت فخر کرسکتی ہے۔ ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ان کی سیرتوں کا مطالعہ کرکے اپنے دلوں کو گرمائیں اور پھر ان کا اتباع کرکے اپنے دین و دنیا کو سنواریں ورنہ صرف تذکروں سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اصل چیز اپنا تزکیۂ نفس اور عمل ہے جو فلاحِ اخروی کے لیے واحد زادِراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مثالی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مصادر و مراجع (Bibliography)

اُردو کتب

(۱) احمد خلیل جمعہ، نساء من عصر النبوۃ (مترجم اُردو: مولانا اصغر علی/ عہد نبوت کے برگزیدہ خواتین)، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۹۹ء

(۲) ایضاً، نساء مبشرات بالجنۃ (مترجم اُردو: مفتی ثناء اللہ محمود/ جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین) کراچی، دارالاشاعت

(۳) اطہر مبارک پوری، قاضی: خواتین اسلام کی دینی اور علمی خدمات، لاہور، احمد اکیڈمی، ۱۹۹۹ء

(۴) انصاری، ندوی، سعید، مولانا: سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۰ء

(۵) بخاری، محمد بن اسماعیل، امام: الادب المفرد، اُردو ترجمہ: کتاب زندگی (مترجم اُردو: علامہ سید عبدالقدوس ہاشمی) کراچی، نفیس اکیڈمی، طبع دہم، اپریل ۱۹۸۳ء

(۶) بلاذری، احمد بن یحیٰی بن جابر (م ۲۷۹ھ): فُتوح البُلدان (مترجم اُردو: سید ابو الخیر مودودی)، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۹۴۰ء

(۷) دہلوی، عبدالحق محدث، شیخ، علامہ: مدارج النبوۃ، مترجم اُردو: مفتی غلام معین الدین نعیمی، لاہور، ضیاء القران پبلی کیشنز، دسمبر ۱۹۹۸ء

(۸) شبلی نعمانی: سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لاہور، ناشران قرآن لمیٹڈ، س ن

(۹) طالب ہاشمی: تذکار صحابیات رضی اللہ عنہن، لاہور، البدر پبلی کیشنز، اڈیشن ۱۹، جنوری ۱۹۹۸ء

(۱۰) طفیل محمد: نقوش (رسول نمبر)، لاہور، اِدارہ فروغِ ادب

(۱۱) عاصمہ فرحت، پروفیسر: سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عورت کا کردار، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، مارچ ۱۹۹۸ء

(۱۲) کاندہلوی، محمد یوسف، مولانا: حیاۃ الصحابہ (مترجم اُردو: مولانا محمد احسان الحق)، کراچی،

دارالاشاعت،جنوری، ۲۰۰۳ء
(۱۳) قاضی عیاض بن موسیٰ المالکی (۴۷۶۔۵۴۴ھ): **کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ** (مترجم اُردو: مولانا احمد علی شاہ)، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان، ۱۹۷۶ء
(۱۴) محمد حمید اللہ ، ڈاکٹر: **رسول اکرم کی سیاسی زندگی**، کراچی ، دارالاشاعت ، اشاعت ہفتم ، ۱۹۸۷ء
(۱۵) محمد سلیم، سیّد، پروفیسر: **مسلمان خواتین کی دینی اور علمی خدمات**، لاہور، ادارہ تعلیمی تحقیق، نومبر ۱۹۸۶ء
(۱۶) محمد شفیع، مفتی: الاوزان الشرعیۃ ، ادارۃ المعارف، کراچی
(۱۷) ایضاً، **معارف القرآن**، کراچی، ادارۃ المعارف، ستمبر ۱۹۸۰ء
(۱۸) منصور پوری، سلیمان سلمان علامہ، قاضی: **رحمۃ للعالمین**، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن
(۱۹) مودودی، ابوالاعلیٰ، سیّد، مولانا: **تفہیم القرآن**، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، اکتوبر ۱۹۹۴ء
(۲۰) ندوی، عبدالسلام، مولانا: **اُسوۂ صحابہ**، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۹۵۰ء
(۲۱) ندوی، سلیمان، سید، علامہ: **خواتینِ اسلام کی بہادری**، کراچی، مجلسِ نشریات اسلام، ۱۹۹۸ء
(۲۲) ایضاً: **سیرت عائشہ**، لاہور، اسلامی کتب خانہ، س ن
(۲۳) ایضاً: **محسن انسانیت**، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اڈیشن ۳۰، ۱۹۹۸ء
(۲۴) نیاز فتح پوری: **صحابیات**، کراچی، نفیس اکیڈمی، طبع ہفتم، اپریل ۱۹۸۱ء

عربی کتب

(۲۵) ابن أثیر، عز الدین: أسد الغابة، بیروت، دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۴م
(۲۶) الإصبهانی ،أبو نعیم ،أحمد بن عبد الله (م ۴۳۰ھ): حِلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء ،بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۷م
(۲۷) أیضاً: معرفة الصحابة، تحقیق: الدکتور محمد راضی بن حاج عثمان، مکتبة الدار المدینة المنورة، مکتبة الحرمین الریاض، ۱۹۸۸م
(۲۸) أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (۱۶۴۔۲۴۱ھ): مسند أحمد ، بیروت، دار إحیاء التراث الإسلامی، الطبعة الثانیة، ۱۹۹۳م

(۲۹) أيضاً :فضائل الصحابة، تحقيق :وصى الله بن ، بيروت، مؤسسة الرسالة لطباعة والنشر والتوزيع، ١٩٨٣م

(٣٠) محمد بن إسحاق بن يسار (٨٥ھ-١٥١ھ) : سيرة ابن إسحاق المسماة بكتاب المبداء والمبعث والمغازى ، تحقيق :دكتور محمد حميد الله، الرياض، دار إحياء التراث العلمى الإسلامى، ١٩٨١م

(٣١) البخارى، محمد بن اسماعيل: الجامع الصحيح (صحيح البخارى)، رياض، مكتبة دار السلام للنشر والتوزيع، ١٩٩٩م

(٣٢) أيضاً: التاريخ الصغير، تحقيق: محمود إبراهيم، بيروت، دار المعرفة، ١٩٨٦م

(٣٣) البلاذرى، أحمد بن يحىٰ بن جابر (م ٢٧٩ھ): أنساب الأشراف، ج١، تحقيق: دكتور محمد حميد الله، مصر، دار المعارف، ١٩٥٩م

(٣٤) أيضاً: (Edited By S.D.F.Goitein)، أنساب الأشراف، فلسطين، جامعة يروشلم، ١٩٣٦م

(٣٥) بيهقى، أبوبكر أحمد بن الحسين (م ٤٥٨ھ): السنن الكبرىٰ، ملتان ، إدارة تاليفات أشرفية، بدون تاريخ

(٣٦) الترمذى، محمد بن عيسىٰ: سنن الترمذى ، رياض، مكتبة دار السلام للنشر والتوزيع، ١٩٩٩م

(٣٧) الجصّاص، ابو بكر أحمد الرازى: أحكام القرآن، كراتشى، قديمى كتب خانه، بدون تاريخ

(٣٨) ابن الجوزى ، أبو الفرج عبد الرحمان (٥١٠ھ-٥٩٧ھ) :المنتظَم فى تاريخ الأمم والملوك (تحقيق: محمد عبد القادر عطا، مصطفى عبد القادر عطا)، بيروت، دار الكتب العلميّة، ١٩٩٢م

(٣٩) أيضاً: الوفا بأحوال المصطفى (تحقيق: مصطفى عبد الواحد)، مصر مطبعة السعادة، ١٩٦٦م

(٤٠) أيضاً، صِفة الصفوة، حيدر آباد دكن، دائرة المعارف العثمانية، ١٣٥٥ھ

(۴۱) الحاکم ، محمد بن عبد الله ،النیشاپوری:المستدرك علی الصحیحین، تحقیق:مصطفیٰ عبد القادر،بیروت،دار الکتب العلمیة،۱۹۹۰م

(۴۲) ابن حزم، علی بن أحمد، (۳۸۴ـ۴۵۶ھ):جوامع السیر ةوخمس رسائل أخریٰ ،تحقیق: دکتور ناصر الدین،مصر، دار المعارف، بدون تاریخ

(۴۳) الحلبی،علی بن برهان الدین الشافعی:السیرة الحلبیة المسماة: إنسان العیون فی سیرة الأمین المأمون، ،قاهرة،مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی وأولاده ،رجب،۱۳۴۹ھ

(۴۴) ابن حبان، محمدبن أحمد،التمیمی البستی(م ۳۵۴ھ،۹۶۵م):السیرة النبویة وأخبار الخلفاء،بیروت،مؤسسة الکتب الثقافیة،۱۹۹۱م

(۴۵) أیضاً:تاریخ الصحابة الذین روی عنهم الأخبار، تحقیق :بوران الضناوی،بیروت، دار الکتب العلمیة،۱۹۸۸م

(۴۶) ابن خَلِکان،أبو العباس،شمس الدین أحمد بن محمد(۶۰۸ـ۶۸۱ھ): وفیات الأعیان وأنباء ابنا ء الزمان ، تحقیق: دکتور احسان عباس، قم، منشورات الشریف الرضی،الطبعة الثانیة،۱۳۰۲ھ

(۴۷) الدارمی: عبدالله بن عبدالرحمٰن : سنن الدارمی، کراتشی ،قدیمی کتب خانه ،بدون تاریخ

(۴۸) أبو داود،سلیمان بن أشعث:سنن أبی داود، ریاض، مکتبة دار السلام للنشر والتوزیع،۱۹۹۹م

(۴۹) الذهبی ، شمس الدین محمد بن أحمد (۶۷۳ـ۷۴۸): تاریخ إسلام ووفیات المشاهیر والأعلام ،تحقیق :دکتور عمر عبد السلام ،بیروت،دار الکتاب العربی،الطبعة الثانیة،۱۹۸۹م

(۵۰) أیضاً:الکاشف،فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة،بیروت ، دار الکتب العلمیة،۱۹۸۳م

(۵۱) أیضاً:العِبر فی خبر من عبر ،بیروت،دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع،۱۹۹۷م

(۵۲) أیضاً: تذکرة الحفاظ،حیدر آباد دکن ،مجلس دائرة المعارف العثمانیة ،الطبعة الثالثة،۱۹۵۵م

(۵۳) أیضاً،سیر أعلام النبلاء،بیروت، موسسة الرسالة ،الطبعة الرابعة،۱۹۸۶م

(۵۴) أیضاً: تجرید أسماء الصحابة،بیروت،دار المعرفة للطباعة والنشر ، بدون تاریخ

(۵۵) الرازی،فخر الدین محمد بن عمر (م ۶۰۶ھ) التفسیر الکبیر، تهران، دار الکتب العلمیة،بدون تاریخ

(۵۶) الزرکلی ،خیر الدین:الأعلام قاموس تراجم لأشهر الرجال والنساء من العرب والمستغربین والمستشرقین،بیروت،دار العلم للملایین، الطبعة السابعة،۱۹۸۶ء

(۵۷) الزرقانی، محمد بن عبد الباقی (م ۱۱۴۴ھ):شرح العلامة الزُرقانی علی المواهب اللدنیة با لمنح المحمدیة،تحقیق:محمد عبد العزیز، بیروت، دار الکتب العلمیة،۱۹۹۶م

(۵۸) زینب بنت علی فواز،السیدة:الدُر المنثور فی طبقات ربات الخدور،تحقیق: محمد أمین ضنادی، بیروت،دار الکتب العلمیة، ۱۹۱۴م

(۵۹) ابن سعد، محمد بن سعد (۲۳۰ھ): الطبقات الکبریٰ،بیروت ، دار إحیاء التراث العربی،۱۹۹۶م

(۶۰) السمهودی ،نور الدین علی :وفاء الوفاء بأخبار دارا لمصطفی،بیروت ، دار إحیا التراث العربی،الطبعة الرابعة،۱۹۸۴م

(۶۱) أیضاً:وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی،مصر ،مطبعة الاداٰب والمؤید، ۱۳۲۶ھ

(۶۲) السهیلی :عبد الرحمٰن بن عبد الله :الروض الأنف ، تحقیق :مجدی منصور الشوری ،بیروت،دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۷م

(۶۳) ابن سید الناس:عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل والسیر،قاهرة،مکتبة القدسی، ۱۳۵۶ھ

(۶۴) السیوطی ، جلال الدین عبد الرحمٰن، أبو بکر (م ۹۱۱ھ):جامع الاحادیث، المکتبة الشاملة

(۶۵) أیضاً ,الخصائص الکبریٰ یعنی کفایة الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب، بشاور، المکتبة الحقانیة، بدون تاریخ

(۶۶) طبری،ابن جریر:تاریخ طبری المعروف بتاریخ الأمم والملوك، بیروت،مؤسسة الأعلیمی للمطبوعات،بدون تاریخ

(۶۷) أیضاً، جامع البیان فی تأویل القرآن، مکة المکرمة، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف،۲۰۰۰م

(۶۸) ابن عبد البر ، یوسف ،حافظ (۳۶۸-۴۶۳ھ): الاستیعاب فی معرفة الأصحاب(تحقیق:محمد البجاوی)، بیروت،دار الجبل، ۱۹۹۲م

(۶۹) أیضاً:الاستیعاب فی أسماء الأصحاب حاشیة علی الإصابة فی تمییز الصحابة،بیروت،دار الفکر ،بدون تاریخ

(۷۰) أیضاً:الدرر فی إختصار المغازی والسیر،تحقیق:دکتور شوقی ضیف، قاهرة،دار التحریر للطباعة والنشر،۱۹۶۶م

(۷۱) العسقلانی،ابن حجر،شهاب الدین احمد بن علی(م ۸۵۲ھ) :الإصابة فی تمییز الصحابة، بیروت،دار الکتب العلمیة ۲۰۰۲م

(۷۲) أیضاً:تهذیب التهذیب ،حیدر آباد دکن،مجلس دائرة المعارف النظامیة،۱۳۲۷ھ

(۷۳) ابن عبد ربه،أحمد بن محمد الأندلسی(۳۴۸ھ): العِقد الفرید، بیروت ، دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۳م

(۷۴) ابن عساکر، علی بن الحسن (۴۹۹-۵۷۱ھ):تاریخ مدینة دمشق،(تراجم النساء)، تحقیق:عمر بن غرامة ،بیروت، دار الفکر للطباعة ۰۰۰، ۱۹۹۸م

(۷۵) أیضا:أعلام النساء فی العرب والاسلام ،بیروت،مؤسسة الرسالة ، الطبعة الثالثة،۱۹۷۷م

(۷۶) عمر بن فهد ،النجم(۸۱۲۔۸۸۵ھ) ، إتحاف الوریٰ بأخبار أمر القری ،تحقیق :فهیم محمد شلتوت، القاهره، مکتبة الخانجی للطباعة والنشر والتوزیع ،بدون تاریخ

(۷۷) عبد الحئی بن العماد الحنبلی(۱۰۸۹ھ):شذرات الذهب فی أخبار من ذهب،قاهرة،مکتبة القدسی،۱۳۵۰ھ

(۷۸) ابن قتیبة ،أبو محمد بن عبد الله بن مسلم ،الدینوری(م ۲۷۶ھ): الشعر والشعراء أوطبقات الشعراء،تحقیق:دکتور مفید قمیحة ، بیروت،دار الکتب العلمیة،۱۹۸۱م

(۷۹) أیضاً: کتاب عیون الأخبار ،بیروت،دار الکتاب العربی،بدون تاریخ

(۸۰) القزوینی، محمد بن یزید(۲۷۵ھ) :سنن ابن ماجه ، بیروت، دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۹م

(۸۱) القلقشندی ،أبو العباس أحمد بن علی (م ۸۲۱ء) :نهایة الإرب فی معرفة أنساب العرب،بیروت،دار الکتب العلمیة،بدون تاریخ

(۸۲) ابن قیم الجوزیة،شمس الدین أبو عبد الله محمد : زاد المعاد فی هدی خیر العباد، تحقیق :شعیب الأرنووط،عبد القادرالأنووط بیروت، موسسة الرسالة،۱۹۸۰

(۸۳) أیضاً:إعلام الموقعین عن رب العالمین، تحقیق، محمد عبدالسلام ، بیروت،دار الکتب العلمیة،الطبعة الثانیة،۱۹۹۳م

(۸۴) ابن کثیر،عماد الدین،حافظ: البدایة و النهایة،بیروت ،دار الفکر للطباعة و النشر والتوزیع، ۱۹۹۶م

(۸۵) أیضاً،تفسیر القرآن العظیم،مکة المکرمة، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف،۱۹۹۹ء

(۸۶) مالك بن أنس،الإمام: الموطأ ، کراتشی،قدیمی کتب خانه،بدون تاریخ

(۸۷) المزی،جمال الدین یوسف(۶۵۴۔۷۴۲ھ):تهذیب الکمال فی أسماء الرجال ،

تحقیق:دکتور بشار عواد، بیروت، مؤسسة الرسالة، ۱۹۸۳م

(۸۸) المسعودی، أبوالحسن علی بن الحسین (م ۳۴۶ھ) :مروج الذھب ومعادن الجوھر، بیروت، دار الأندلس للطباعة والنشر، ۱۹۶۵م

(۸۹) مسلم بن الحجاج القشیری(۲۰۶۔۲۶۱ھ) : صحیح مسلم، ریاض، مکتبة دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹م

(۹۰) نسائی، أبوعبدالرحمٰن بن شعیب : سنن النسائی، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ابریل ۱۹۹۹م

(۹۱) النووی، أبو زکریا محی الدین بن شرف (م ۶۷۶ھ)تھذیب الأسماء واللغات، بیروت، دار الکتب العلمیة، بدون تاریخ

(۹۲) واقدی، محمد بن عمر(م ۲۰۷ھ): کتاب المغازی، تھران، إنتشارات إسماعیلیان، بدون تاریخ

(۹۳) أیضاً: کتاب المغازی، بیروت، مؤسسة الأعلیمی للمطبوعات، ۱۹۶۶م

(۹۴) أیضاً: فتوح الشام، قاھرة، مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی وأولادہ، ۱۹۳۴ء

(۹۵) ابن ھشام، عبد الملك بن ھشام :السیرة النبویة، تحقیق: مصطفیٰ السقا وغیرہ، قاھرة، مطبع مصطفی البابی الحلبی وأولادہ، الطبعة الثانیة، ۱۹۵۵م

یہ کتاب......

- مصنف کی پی ایچ ڈی کی تحقیق کا ایک حصہ ہے۔ موضوع عملی نوعیت کا ہے۔
- دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خواتین کی ہمہ جہتی دعوتی اور اِصلاحی خدمات کا مرقع ہے۔
- مواد کتبِ احادیث اور سیرت و تاریخ کے مستند اور اصل مصادر سے لیا گیا ہے۔
- ایک ایک واقعے کے لیے متعدد حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- واقعات کا تجزیہ کرکے عملی زندگی پر منطبق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- بہت سارا مواد ایسا ہے جو اِس موضوع پر موجود اُردو کتابوں میں دستیاب نہیں ہے۔
- زبان سادہ استعمال کی گئی ہے۔ مشکل الفاظ اور تراکیب سے اجتناب کیا گیا ہے۔
- دعوت و اصلاح کا کام کرنے والی خواتین کے لیے راہ نما ہے۔



اسلامک پبلی کیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ
منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ 54790 042-35252501-02
islamicpak@gmail.com SMS ur Address: 0322-4673731 www.islamicpublications.pk